

عن خطیرہ ملقنا ان الفدية

شیخ غانی نے جو روزے رکھنے سے عاجز ہے تو اب اسکی نہ مثل موری ہے نہ مثل معنوی مگر  
مثل شرعی موجود ہے وہ یہ ہے کہ ہر روزے کے بدلے فدیہ دے گا اور فدیہ نہ  
مثل موری ہے کیونکہ روزے میں <sup>بھوکا</sup> کارینا ہے اور فدیہ میں <sup>اعطام</sup> پیٹ بھرتا ہے اور معنوی  
بے شک ہے کہ وہ عزت قائم ہالیفین ہے لہذا مثل شرعی حینا چڑے ی  
مالدیرتہ فی القتل = اگر کسی شخص نے زید کو عدلی سے قتل کر دیا یہ قتل فطہ  
ہے اب اسکی مثل موری معنوی نہیں بلکہ شرعی مثل مقرر ہے کہ وہ دیت رکھا  
۱۵۷ اونٹ اب اونٹ انسان کی جان نہ مثل موری ہے کیونکہ اونٹ مملوک ہے  
انسان مالک ہے اور مثل معنوی بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ اونٹ مُبَدَّل ہے  
اور انسان مُبَدَّل ہے اس میں بہت فرق ہے مماثلت نہیں ہے  
لا فمابہ بیہما کوئی مشابہت نہیں مگر شریعت کے آگے سرفہم تسلیم کریں  
کہ آمتا مرصد قنا =

## فصل فی الشہی

تعریف = نہی کا لغوی معنی ہے روکنا جبکہ اصولیین کی اصلاح میں  
اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہوئے غیر کو لا تفعل کہنا  
سوال = آپ نے جب امر کی بحث کی تو وہاں تعریف کی پھر اسکی تقیم  
کی لیکن یہاں پر بغیر تعریف کے تقیم میں کیوں شروع ہو گئے ہیں  
ج = امر اور نہی یہ آپس میں ضدیں ہیں امر کی تعریف جاننے والا نہیں  
کے تعریف خود بخود جاننے والا ہوگا کیونکہ تفکر فی الاشیاء باعند اہل  
تقسیم کے ہے۔ فائدہ = افعال کی دو قسمیں ہیں (۱) افعال حسبیہ (۲) افعال شرعیہ  
افعال حسبیہ = وہ ہیں کہ شریعت کے مراد ہونے سے پہلے جو انکے معانی اور  
مفہم تھے شریعت کے مراد ہونے کے بعد بھی انکے معانی اور مفہم وہی  
رہیں تغیر و تبدل نہ آئے تو انکو افعال حسبیہ کہتے ہیں  
مثال = زنا کرنا اب شریعت کے مراد ہونے سے پہلے جسے کو زنا کہتے تھے اب  
بھی اسی کو زنا کہتے ہیں اسی طرح جھوٹ شراب ظلم جیسا کہ شریعت پہلے بھی  
اسی نام سے ہی لکھا جاتا تھا جو پہلے معنی تھا اب بھی وہی ہے



۱) افعال شرعیہ شریعت کے مراد ہونے سے پہلے جو ان کے معانی اور

مفہیم ہیں شریعت کے مراد ہونے سے ان کے معانی اور مفہیم میں تغیر  
تبدل آجائے اسکو افعال شرعیہ کہا جاتا ہے

۱ مثال = صوم شریعت کے مراد ہونے سے پہلے مطلقاً اساک کھانے پینے اور  
جماع سے رکھنے کو کہا جاتا تھا لیکن جب شریعت مراد ہوئی تو اس نے کچھ  
تغیر و تبدل کر دیا کہ صوم صاف سے پھر غروب آفتاب تک مع النہی اساک  
کھانے پینے اور جماع سے رکھنے کو صوم کہتے ہیں

۲ صلوٰۃ شریعت کے مراد ہونے سے پہلے مطلقاً دعا کو کہتے تھے لیکن شریعت  
نے اگر تغیر و تبدل کر دیا کہ صلوٰۃ ارکان مخصوصہ یعنی نماز کو کہتے

۳ بیع = شریعت کے مراد ہونے سے پہلے مبادلۃ المال بالمال کو کہتے تھے  
لیکن شریعت کے آکر کچھ شرائط گاہیں کہ عاقلین عاقل ہوں  
بالغ ہوں قبیح موجود ہو یا بھی رضا مند ہو تو بیع تمام ہوگی

اب یہی طاق اقسام =

۱) افعال حسید سے بھی روکا گیا ہے کہ زنا شراب کذب اور ظلم  
سے روکنا ضروری ہے

۲) افعال شرعیہ سے بھی روکا گیا ہے کہ نماز اور قات مکروہ کے اندر پڑھنا  
نا جائز ہے اسی طرح عید کے دن قربانی والی اس دن روزہ رکھنا  
حرام ہے اسی طرح ایک درہم کے بدلے دو درہم بیچنا حرام ہے  
لہذا یہ افعال شرعیہ ہیں لیکن ان سے بھی شریعت نے روکا ہے  
ابھی حکم سے انکی مرضاحت ہوگی

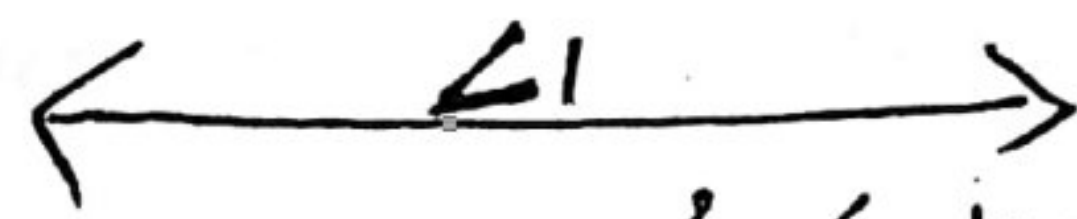
حکم النوع الاول افعال حسید = جس شے پر نہیں مراد ہوئی منہی عنہ  
اسکا عین ہے یہی جس پر نہیں مراد ہوئی ہے اسی سے ہی روکا گیا ہے  
مثال = جیسے زنا جوٹ ظلم شراب ان پر نہیں مراد ہوئی ہے لہذا  
منہی عنہ بدیہا انکی خات سے روکا گیا ہے لہذا انکا عین یعنی خات قبیح ہے  
اور جبکی خات قبیح ہو وہ بھی شریعت میں جائز نہیں  
ہو سکتا یہ حرام لہذا ہے۔



حکم النوع الثالث <sup>افعال شرعیہ</sup> جس سے پر نہیں وارد ہوئی ہے منہی عند وہ جسے نہیں ہے

بلکہ اس کا غیر منہی عند ہے

مثال = نماز یہ فعل شرعی ہے اس پر نہیں وارد ہوئی ہے لیکن منہی عند یہ نہیں ہے بلکہ عداقات مکروہہ ہیں اسی طرح روزہ نہ رکھنا تو روزے پر عداوت ہوئی ہے لیکن منہی عند اس کا غیر یعنی یوم غریب کیونکہ اگر اس دن بھی روزہ رکھ لیا جائے اعراض عن ضیافۃ اللہ کی ضروری لازم آئے گی اس طرح بھی بیع پر وارد ہوئی ہے لیکن منہی عند اس میں درہم کے بدلے دو درہم ہیں لہذا ان تمام صورتوں میں نہیں افعال شرعیہ پر ہے لیکن منہی عند غیر ہے تو انکی خات حسن بنفسہ ہوگی اگر قبیح ہے تو انکی غیروں کی وجہ سے ہے ویکون المباشر اکی وجہ سے افعال شرعیہ جس پر نہیں وارد ہوئی انکا انکار کرنے والا حرام لفیہ کا مرتکب ہوگا نہ کہ حرام لنفسہ کا کیونکہ حقیقت میں نماز روزہ بیع حسن کے اعتبار سے حسین جمیل ہیں



وعلى هذا قال أصحابنا =

اسی پر ہمارے اصحاب نے کہا افعال شرعیہ پر نہیں کا عداوت ہونا باعتبار خات کے شروع ہوگا اور باعتبار وصف کے غیر شروع ہوگا

التمی = افعال شرعیہ پر نہیں کا عداوت ہونا یہ تقاضا کرتا ہے افعال شرعیہ کی مشیت کا - لیراد بذلت = مطلب = افعال شرعیہ پر نہیں عداوت ہو تو جس طرح نہیں کے عداوت ہونے سے پہلے فعل شروع تھا تو نہیں کے عداوت ہونے کے بعد بھی شروع ہوگا باعتبار خات کے

مثال = عداوت مکروہہ میں نماز پڑھنا باعتبار خات کے شروع ہوگا اور باعتبار وصف کے غیر شروع ہوگا

لانہ لو لم یبق شرعاً ما دے سے دلیل لیکن یہ ایک فائدہ -

فائدہ = افعال کی دو قسمیں ہیں ۱۰ حسبیہ ۱۱ شرعیہ

ہر فعل کے اندر اختیار اسی فعل کے مناسب ہوگا اگر فعل حسبی ہے تو اختیار بھی حسبی ہوگا اگر فعل شرعی ہو تو اختیار بھی شرعی ہوگا

لیکن اگر کسی نے یہ فراموش نہ کرے کہ



سوال = <sup>فعل</sup> نفا = اب زمانہ میں بندے کو جسے طور پر اختیار حاصل ہے

شرعی اختیار حاصل نہیں ہے  
فعل شرعی = اوقات مکروہہ میں غلظت پڑھنا اب یہاں پر شرعی اختیار نہیں ہے اور  
بندہ جسے طور پر مختار رہا کر دیا ہے تو پڑھے  
درخواستی = افعال شرعیہ پر جب نہیں وارد ہو تو جس طرح پہلے وہ شروع ہوتا  
نہیں کے وارد ہونے کے بعد بھی شروع ہوگا باعتبار ذات کے  
اگر تم کہو کہ نہیں کے وارد ہونے کے بعد وہ غیر مشروع ہے تو اسی کا  
مطلب یہ ہوگا بندے کو اس کا اختیار نہیں تو جب بندے کو اختیار نہیں تو  
روکا کیوں گیا ہے یہ تو نہیں للعاجز کی فراہمی لازم آئے گی اور یہ  
شارع کی طرف سے محال ہے

وہ فارق الافعال الحسیۃ یہ عبارت سوال مقدر کا جواب ہے  
سوال = آپ نے کیا فعل شرعی پر نہیں وارد ہو گا باعتبار ذات کے نہیں کے  
وارد ہونے کے بعد شروع ہوگا اگر شرعاً نافذ تو نہیں للعاجز کی  
فراہمی لازم آتی ہے یہ فراہمی افعال حسیہ میں بھی لازم آتی ہے کہ ان پر  
نہیں وارد تو بعد میں وہ غیر مشروع ہیں تو مطلب ہوا کہ بندے کو اختیار  
نہیں جب اختیار نہیں تو روکنا یہ نہیں للعاجز ہے

جاء = افعال حسیہ جدا ہو جائیں گے افعال شرعیہ سے کیونکہ افعال حسیہ اگرچہ  
ان کا عین قبیح ہے لیکن پھر بھی یہ نہیں للعاجز کی طرف نہیں پہنچاتے  
مصاحبت = یہاں پر نہیں للعاجز لازم نہیں آتی کیونکہ یہ فعل جس غیر مشروع  
ہے تو مطلب ہوا کہ بندے کو اختیار نہیں اب ماننے ہیں کہ اختیار نہیں  
تو ہر فعل میں اختیار اس فعل کے حساب سے ہوگا تو یہاں اختیار شرعی حاصل  
نہیں تو اختیار حسی تو حاصل ہے اب اس اختیار حسی پر نہیں وارد ہوئی ہے  
یہ نہیں للعاجز نہیں بلکہ نہیں للقادر ہے -





## مستفوع من هذا

ما قبل بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ افعال شرعیہ پر نہیں کا وارد ہونا یہ تقاضا کرتا ہے کہ افعال شرعیہ باعتبار ذات کے شروع ہوگا اور باعتبار وصف کے ناجائز ہے مسائل = بیع فاسد اگر کسی شخص نے بیع کی لیکن اس میں کوئی فاسد شرط لگا دی تو وہ بیع باعتبار ذات کے یکساں فائدہ دے گی لیکن باعتبار وصف کے توڑنا واجب ہے کیونکہ بیع فعل شرعی ہے اب نہیں وارد ہوئی تو باعتبار ذات کے شروع باعتبار وصف کے ناجائز ہے

(۲) کسی نے اجارہ کیا تو اس میں کوئی فاسد شرط لگا دی تو باعتبار ذات کے منافع کا فائدہ دے گا لیکن باعتبار وصف کے توڑنا واجب ہے

(۳) کسی شخص نے منت مافی کہ میں عید کے دن روزہ رکھوں گا اب باعتبار ذات کے منت مانتا درست ہے لیکن باعتبار وصف کے اس دن روزہ رکھنا حرام ہے

خلافاً للشافعیؒ آپ فرماتے ہیں جس طرح افعال حرام پر نہیں وارد ہوتا وہ ناجائز ہے تو اسی طرح افعال شرعیہ پر نہیں وارد ہوتا وہ بھی غیر مشروع ہوگا لہذا ان کے نزدیک باعتبار ذات کے بھی یہ افعال بیع اجارہ وغیرہ بالکل ناجائز ہیں

ملاحظہ! بخلاف یہ عبارت سوال مقدر کا جواب ہے (شواہد مسؤل عنہ) سوال = اے حنفیوں تم نے کیا کہ افعال شرعیہ پر نہیں وارد ہونے کا اعتبار ذات کے وہ شروع ہوں گے اور باعتبار وصف کے غیر مشروع ہوتے ہیں اب ہم آپ کو ایسی مثال دکھاتے ہیں بلکہ کئی مثالیں دکھاتے ہیں کہ وہ افعال شرعیہ ہیں اور نہیں ہوتی ہے لیکن تمہارے نزدیک کسی لحاظ سے بھی وہ افعال جائز نہیں ہیں

مثالیں = شرکت سے نکاح - باپ کی منکوحہ غیر کی منکوحہ غیر کی منکوحہ منکوحہ سے نکاح اور بیفرگواہوں کے نکاح ان تمام صورتوں میں نکاح کرنا ہے اب تمہارے نزدیک بیفر تو یہ جاہلیہ باعتبار ذات کے نکاح شروع ہو گیا کیونکہ نکاح فعل شرعی ہے اور فعل شرعی پر نہیں وارد ہوئی تو اے حنفیو تمہارے نزدیک ذات کے اعتبار سے نکاح درست ہونا چاہیے یا اب بعد میں توڑ دے حالانکہ تمہارا نزدیک نکاح بالکلیہ جائز نہیں ہے



۷۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ افعال شریعہ پر نہیں وارد ہو تو وہ باعتبار خوات کے

شرعاً ہوگا اور باعتبار وصف کے غیر شرعاً ہوگا لیکن شرعاً یہ ہے کہ فعل شرعی کو شرعاً باقی رکھنا ممکن ہو جائے۔ جو آپ نے مثالیں دی ہیں ان میں حلیل کا نہ موجب النکاح = کیونکہ نکاح یہ تعارف کے حلال ہونے کا تقاضا

کرتا ہے اور یہی تعارف کے حرام ہونے کا تقاضا کرتی ہے اور تعارف کا حلال ہونا اور تعارف کا حرام ہونا ایک وقت ایک جگہ میں کیسے جمع ہو سکتے ہیں یہ تو اجتماع نقیضین ہے جو کہ باطل ہے لہذا شرعاً باقی رکھنا ممکن نہیں ہے تو یہ اس لیے کہ نفی ہر محمول کفر لگے کہ یہاں سیرے سے یہاں نکاح کرنا حرام ہے۔

فاما موجب البیوع ثبوت المثل۔

باقی یہ معاملہ بیع والا کہ اس میں فعل شرعی اور نہیں کو جمع کیا ہے تو اس کو شرعاً باقی رکھنا ممکن ہے کیونکہ بیع تقاضا کرتی ہے ملک کا اور نہیں تقاضا کرتی ہے تعارف کے حرام ہونے کا اور یہ دونوں جمع ہو سکتے ہیں کہ ایک شے بندے کی ملکیت ہو اور تعارف کرنا حرام ہو

الیس انہ لو تخمست = یہاں سے اسی کی مثال دے رہے ہیں کہ اگر کسی شخص کے پاس کچھ دھن کا شیرا بڑا بڑا شراب بن جائے تو اس کی ملکیت میں تو ہے یا نہ تعارف کرنا حرام ہے لہذا جمع کرنا ممکن تھا تو جمع کر دیا۔

← ۷۳ →

و علیٰ هذا حال احیاء

اس پر ہم نے کیا یعنی افعال شریعہ پر نہیں وارد ہو تو باعتبار خوات کے فعل شرعاً ہوگا اور باعتبار وصف کے غیر شرعاً ہوگا

یہاں سے احباب فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے سنت مانی کہ میں قربانی کے دن اور ایام تشریف میں روزہ رکھوں گا اب باعتبار خوات کے روزہ رکھنے کا سنت ماننا صحیح ہے لیکن باعتبار وصف کے اس دن روزہ رکھنا حرام ہے کیونکہ یہ مہمات کا دن ہے



وَلَذَلِكَ لَوْ تَذَكَّرْنَا بِالْأَمَلِ  
 اسی طرح اگر کسی شخص نے سنت مانی کہ جس اوقات مکروہہ میں نماز پڑھوں گا اب  
 باعتبار خوات کے سنت ماننا درست ہے لیکن باعتبار وصف کے نماز پڑھنا حرام ہے  
 کیونکہ ہم نے ذکر کر دیا ہے نہیں واجب کرتی ہے افعال شریعہ کی حریمیت کو باعتبار  
 خوات کے لہذا صوم اور صلوة افعال شریعہ ہیں جو باعتبار خوات کے صحیح ہے۔

ولهذا قلنا لو شرع في النفل =  
 اسی وجہ سے ہم نے کہا اگر کوئی شخص اوقات مکروہہ میں نفل شروع کر دے تو  
 یہ فعل شرعی ہے اسکا پورا کرنا واجب ہے کیونکہ کوئی بھی فعل شرعی شروع نہ  
 جائے تو اسکو پورا کرنا بند ہے پر لازم ہے

وارتکاب الحرام پس بلاذیم یہ عبارت سوال مقدر کا جواب ہے  
 سوال = تم نے کہا جب نفل شرعی پر نہیں وارد ہو تو باعتبار خوات کے شرعاً سے اور  
 باعتبار وصف کے غیر شروع ہے اب نوافل اوقات مکروہہ میں پڑھنے پر نہیں وارد ہوا  
 ہے اب خوات کے اعتبار سے نفل پڑھنا صحیح ہے لیکن وصف کے اعتبار سے تو ٹھیکہ حرام  
 ہے جبکہ تم کہتے ہو کہ پورا کرنا واجب ہے یہ حرام کے ارتکاب کا حکم دینا لازم  
 آئے گا جو کہ سراسر اغلط ہے۔

راج = نفلوں کو پورا کرنے سے حرام کا ارتکاب لازم نہیں آتا  
 دلیل = کیونکہ اگر وہ بندہ صبر کھوے یعنی قرأت بھی کر دے حتیٰ کہ نماز جائز  
 جائے سورج کے بلند ہونے کی وجہ سے اور سورج کے غروب اور ڈھلنے کی وجہ سے  
 ممکن ہے کہ مکروہہ وقت گزر جائے تو نماز مکمل کرنا درست ہو کیونکہ ان  
 اوقات میں سجدہ ممنوع ہے لہذا قرأت بھی کر دے بعد میں سجدہ کرے پورا کر  
 سکتا ہے فعل شرعی ہے مذوق نہیں ہے۔

وہ فارق صوم یوم العید = یہ عبارت سوال مقدر کا جواب ہے  
 سوال = قربانی کے دن اگر کوئی روزہ رکھ لے تو میان بھی بندے نے ایک شر  
 کام کا ابتداء کیا ہے لہذا روزہ پورا کرنا سے یہاں بھی حرام کا ارتکاب لازم  
 نہیں آتا جیسا ہے جیسے اوپر مذکور ہوا نفلی شروع کرنا اوقات مکروہہ میں  
 لیکن تمہارے نزدیک بہر صورت روزہ تو ٹھیکہ واجب ہے ایسا کیوں؟



روح = عید کے دن کا روزہ نفل سے عدا ہو گا کیونکہ اگر ہو جائے تو  
 طوفین کریمین علیہما الرحمہ کے نزدیک حرام کے ارتکاب سے بچنا ممکن نہیں ہے  
 پر صورت میں اللہ تعالیٰ کی مہمانی سے اعراض لازم آتا ہے  
 کیونکہ مع صافق سے غروب آفتاب تک صوم بھی اور مہمانی بھی ہے یہ جمع نہیں  
 ہو سکتے لہذا یہاں پر روزہ توڑنا واجب ہو گا۔

→ ۷۷ ←

من هذا النوع مطلق الحائض یہ عبارت سوال مقدر کا جواب ہے  
 سوال = مطلق یہ افعال حائضہ میں سے لیکن آپ نے اسکو افعال شرعیہ  
 والا حکم دے دیا کیسے = مرد اس طرح کہ مطلق حالت حیض میں حرام  
 ہے اب اس پر نہیں مراد ہوئی ہے تو نہیں کے مراد ہونے کے بعد حکم  
 افعال حائضہ والا ہونا چاہیے کہ غیر شرعی اور جبکہ حکم پختہ نہیں ہے مراد  
 ہونے کے بعد مرد باعتبار ذات کے شرعی ہے اور اس سے کئی احکام بھی  
 متفرع کر رہے ہیں جیسے مطلق کا شادی شدہ ہونا ثابت ہو جائے گا  
 وضاحت = جب تک اپنی بیوی سے جماع نہ کیا جائے اسوقت تک بندہ  
 غیر شادی شدہ ثابت ہوتا ہے اب مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے شادی کی اب  
 پہلی پہلی مطلق کی لیکن اتفاق سے وہ حالت حیض میں مطلق کی اب اس  
 کے بعد دوبارہ مطلق کرنے کی توفیق نہ ہوئی کسی نہ کسی وجہ سے اب اس  
 شخص نے کسی سے جماع کر لیا یعنی ذنا کیا تو چونکہ باعتبار ذات کے  
 شرعی ہے تو اسکو ذمہ کیا جائے گا کیونکہ اسے شادی شدہ ہونا ثابت  
 ہو گیا ہے۔ تھا فعل ص فعل شری ہو بنا دیا

روح = حالت حیض میں مطلق پر لہی مراد ہوئی ہے تو اسکے قبیح لہیہ  
 ہونے کی وجہ نہیں ہے بلکہ اسکے قبیح لہیہ ہونے کی وجہ سے مراد  
 ہوئی ہے قباحت حیض کی وجہ سے اسکو قبیح لہیہ بھی کہیں گے اسے  
 قرینے کی وجہ سے ہم نے افعال شرعیہ والا حکم لگا دیا کیونکہ افعال شرعیہ  
 پر لہی انکے قبیح لہیہ ہونے کی وجہ سے ہی مراد ہوتی ہے  
 اور یہاں بھی قبیح لہیہ کی وجہ سے ہی مراد ہوئی ہے۔



و لیسہ ذیل ترتیب الامام علی رضی اللہ عنہ

۱۔ حالت حیض میں وطی کرنا شادی شدہ ثابت ہو جائے گا تفصیل مذکورہ سوال میں گزر گئی  
۲۔ عورت زوج اول کے لیے حلال ہو جائے گی مضافت - کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اب حلال کے بغیر حلال نہیں اب اس عورت نے دوسرے مرد سے نکاح کیا اب دوسرے مرد نے وطی کی اتفاق سے یہ حالت حیض میں تھی تو اس نے طلاق دے دی اب حلال پایا گیا لہذا یہ عورت زوج اول کے لیے حلال ہو جائے گی نکاح کرنے سے

وہیت - حکم المهر - میرتب واجب ہوتا ہے جب وطی کر لی جائے اب کسی نے حاضی میں وطی کی تو حق میر دینا واجب ہے  
والحدۃ - حالت حیض میں طلاق دی تو وہ عورت موطوءہ وطی کر مطلق ہے لہذا اب عدۃ گزرنا ضروری ہے یا اگر بغیر وطی کے طلاق دعا تو عدت نہ ہوگی  
والنفقہ - حالت حیض میں وطی کرنے سے بھی نفقہ واجب ہوگا۔  
و لو اعتدلت عن التمثین لاحول الصدائق =

اگر عورت نے روک دیا قدرت سے شوہر کو حق میر کے حصول کے لیے تو وہ عورت صحت میں اگر عین کے نزدیک نافران ہوگی اور وہ نفقہ کی مستحق نہ ہوگی۔  
مضافت - کسی نے شادی کی تو اب وہی بیوی وطی سے پہلے عورت شوہر کو روک سکتی ہے کہ قریب نہیں آنا میر کے حق میر دو حق میر کے حصول کے لیے روکنا بالاتفاق جائز ہے عورت بالاتفاق نافران نہ ہوگی نفقہ کی مستحق ہوگی  
۳۔ اگر عورت نے وہی وطی میں نہیں روکا بلکہ کھڑی یا تیری مرتبہ مرد آتا ہے وہ کرنے کے لیے اب وہ عورت روکتی ہے حق میر کے حصول کے لیے کہ حق میر دو اب وہ عورت نافران ہوگی یا نہیں اس میں اختلاف ہے

صاحبین کثر عین علیہم الرحمۃ کے نزدیک امام اعظم علیہ السلام - خرافات ہیں کہ وہ عورت عورت نافران ہوگی حلیل - کیونکہ عوضی حال نافران نہ ہوگی  
کے بغیر اس نے اپنا بضع شوہر کے سپرد کر دیا حلیل - وہ عورت اپنا حق طلب کرے گا یا رضا ضدی ہو گئی اب دوبارہ طلب کرنا ہے اسکو اختیار ہے لہذا نفقہ دینا ضرور ہے  
بہ نافرائی ہے لہذا نفقہ نہ دیا جائے  
عورت کو جب تک بضع پیش نہ کرے



فائدہ = جو عورت غافلانہ طور پر غلطی سے نفقہ کی مقدار نہیں پوری

حصر وقت الفعل لا تنافی یہ عبارت سوال بقدر کا جواب ہے

سوال = حالت حیض میں مرضی کرنا حرام اور اگر حرام کا اگر مزید مسائل متفرق ہو رہے اور مسائل یعنی احکام شرعیہ یہ تو نعمت خداوندی ہیں تو آپ نے ایک حرام چیز کو احکام شرعیہ کا سبب بنا ڈالا ہے

مردانہت = حالت حیض میں مرضی حرام اور مزید احکام شرعیہ وہ شریعت کا حق ہے تو آپ فعل حرام کو سبب بنائی احکام شرعیہ ایک فعل حرام سے کیوں ثابت کیے ہیں یہ تو فعل حرام سبب بن گیا ہے احکام شرعیہ کے ثابت ہونے کا موثر جائز ہے

راج = فعل کا حرام ہونا احکام کے مرتب ہونے کے منافی نہیں ہے کیونکہ ایسا شرعیہ اسلام کی طرف سے ثابت ہے شریعت نے خود فعل حرام سے کئی احکام ثابت کیے ہیں۔ جیسے -

1۔ جیسے حالت حیض میں طلاق دینا شرعاً ممنوع ہے لیکن اگر کوئی طلاق دے دے

تو شرعاً طلاق واقع ہو جاتی ہے اب دیکھیں فعل حرام ہے لیکن حکم ثابت ہو رہا ہے

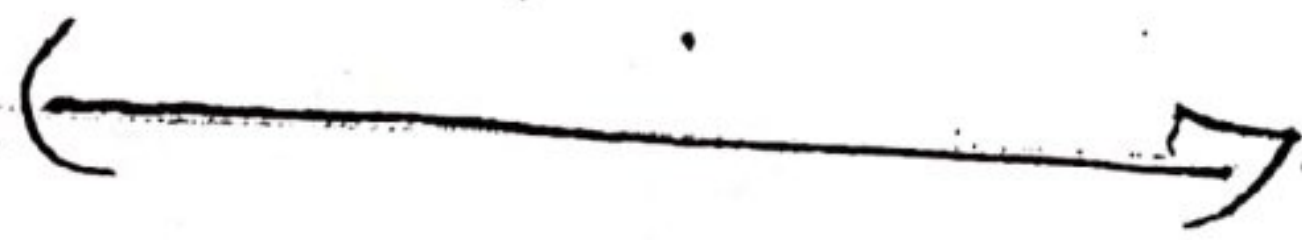
2۔ غضب کرے ہوئے یا کسی کے ساتھ مضطرب ہو کر اب غضب کرنا فعل حرام ہے لیکن اس سے حکم ثابت ہو رہا ہے کہ مضطرب اور غصہ کرنا اس کے لیے جائز ہے۔

3۔ غضب کرے ہوئے تیرے ساتھ شکار کرنا۔ اب تیرا غضب کرنا فعل حرام ہے لیکن شکار اس کے لیے جائز ہے

4۔ غضب کی ہوئی چھوڑنے کے ساتھ خراج کرنا۔ اب غضب کی چھوڑنا فعل حرام ہے لیکن خراج حلال ہے کھانا پینا

5۔ غضب کی ہوئی زمین میں نماز پڑھنا۔ اب زمین کا غضب کرنا فعل حرام ہے لیکن نماز اس جگہ پڑھنا جائز ہے

6۔ اذان جمعہ کے وقت بیع کرنا حرام ہے لیکن ملکیت کا فائدہ دینی ہے فانہ بترتب الحکم تمام افعال شرعیہ مذکورہ حرمت پر مشتمل ہیں لیکن احکام ثابت ہو رہے ہیں و لا کہ فعل کا حرام ہونا یہ احکام کے مرتب ہونے کے منافی نہیں ہے۔





و باعتبار هذا الأصل (تخلنا في قوله تعالى) ولا تقبلوا لهم شهادة الا اذا

اسی اصل کا اعتبار کرتے ہوئے ہم نے کہا یعنی افعال شرعیہ پر نہیں وارد ہو تو یہ  
تقانا کرتی ہے فعل شرعی باعتبار ذات کے مشروع ہے اور باعتبار صرف کے ناجائز  
مثال = تم فاسقین کی گواہی کو بھی بھی قبول نہ کرو۔

اس آیت سے ثابت ہو رہا ہے کہ فاسق اصل شہادۃ میں سے ہے  
فاسق کی تعریف = وہ ہے جو گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے یا گناہ صغیرہ کے ارتکاب  
صغیر ہو یعنی اصرار کرنے والا ہو بلا تامل = یعنی وہ صغیرہ کو بے دھڑک کر ڈال  
ملا تقبلو = آیت کرمہ میں نہیں وارد ہوئی ہے قبول شہادۃ پر اور یہ بغیر شہادۃ کے  
محال ہے مضامنت = فاسقین میں شہادت کی اہلیت ہے تو کیا گیا ہے کہ  
ثمر شہادۃ کو قبول نہ کرے اگر ان میں شہادۃ کی اہلیت ہی نہ ہو تو پھر اور کیا  
یہ تو عقل سے بالا تر ہے نہی للعاصر ہے اور شارع کی طرف سے محال ہے

نتیجہ = فاسقین کی گواہی سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے  
شہادۃ ہو طرح کی ہے ① گواہ ہونا شہادۃ (۲) ادا ئے شہادت گواہی دینا  
اب نکاح کے منعقد ہونے کے لیے شہادۃ شرط ہے نہ کہ ادا ئے شہادۃ اب  
شہادۃ انہی موجود ہے لہذا نکاح منعقد ہو جائے گا  
ادائے شہادت یاں انہی گواہی کو قاضی کی عدالت میں قبول نہ کیا جائے کیونکہ یہاں ادا ئے  
شہادت ضروری ہے اور فاسقین میں وہ ہے یہی نہیں ملا تقبلو لہم کے تحت  
انے کا نکاح یعنی میاب بیوی قاضی کے فیصلے کے مطابق نہ ہوا یاں عند اللہ نکاح منعقد  
ہو رہے گا کیونکہ وہ محض شہادۃ سے ثابت ہو رہا ہے

و علی هذا لا يجب علیہم اللعان =  
تعریف = لعان یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی پر زنا کی نکتہ لگائے اب اس کا  
حکم یہ ہے کہ وہ گواہ پیش کرے اگر گواہ پیش نہ کر سکا تو وہ ہا صریح یوں  
میں نے اپنی کے متعلق جو کچھ کہا ہیں اس میں سچا ہوں  
کی پانچویں مرتبہ یوں کہے اگر میں کہے میں جھوٹا ہوں تو محمد پر خدا کی لعنت  
عورت ہا صریح کہے = جو کچھ میاب نے میرے متعلق کہا وہ جھوٹا ہے جھوٹا ہے  
کی پانچویں مرتبہ کہے اگر میں کہے میں سچا ہے تو محمد پر خدا کا



لعان کا حکم زمان کا حکم یہ ہے کہ قاضی تفریق کر دے گی اور اس سے  
طلاق بائنہ واقع ہوگی

وہی یہذا لا یجب - مناسقین پر لعان واجب نہیں ہے کیونکہ وہ ادا کے سہارا  
کے اہل نہیں ہیں اور لعان میں ادا کے سہارا شرط ہے جب ان  
میں ادا کے سہارہ نہیں تو ولا تقبلوہم کے تحت لعان واجب نہ ہوگا  
بلکہ اس کو حد قذف پر محمول کریں گے قاضی اسکو کوڑے لگا سکتا ہے  
فصل فی تعریف طریق المراء بانہو صی

آیات اور احادیث سے مراد حاصل کرنے کے طریقے (طریقہ ماہن سے ہے)  
1 منہا آت اللفظ او اکاف حقیقۃً بمعنی

لفظ کا ایک حقیقی معنی ہو اور ایک مجازی معنی ہو اور مجازی معنی پر کوئی  
قرینہ نہ ہو تو وہاں حقیقی معنی پر عمل کرنا اہل ہے

مثال البنت الخ لوقہ = زنا سے پیدا شدہ لڑکی زانی پر حرام ہے  
مسئلہ = ایک شخص نے کسی اجنبیہ عورت سے زنا کیا اور اسے کے نطفے سے

زانیہ کو حمل ٹھہر گیا پھر بچی پیدا ہوئی اب آیا کہ اسے بھی کے ساتھ  
زانی نکاح کر سکتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے

اس آیت معنی علیہ الرحمہ کا دعویٰ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا دعویٰ

زانی کا لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے نکاح بالکل ناجائز ہے  
درلیل = کیونکہ عرف عام میں وہ لڑکی دلیل = حرمت علیہم اموات و میناتہن

زانی کی بیٹی نہیں کہلاتی بلکہ اس کی بیٹی کے درمیان میں ایک حقیقی معنی ہے  
مارے کا جو شوہر ہے وہ اس کی بیٹی اور ایک مجازی معنی ہے

کہلاتی ہے لہذا جب زانی کی بیٹی نہیں کہلاتی ہے  
تو وہ نکاح کر سکتا ہے

حقیقی معنی = حقیقی بیٹی وہ ہوتی ہے جو کسی آدمی کے نطفے سے پیدا ہو  
جا ہے اسکا نسب اس آدمی سے ثابت ہو یا نہ ہو

مجازی معنی = مجازی بیٹی وہ ہوتی ہے جو کسی آدمی کے نطفے سے پیدا ہو یا  
نہ ہو پس اسکا نسب اسے آدمی سے ثابت ہو



اگر صحت بالید

مراد لیں گے تو تخصیص کرنی پڑے گی کیونکہ یا قہر کے ساتھ چھوڑنے میں تمام صورتوں میں حکم نہیں پایا جاتا وہ کسی طرح کہ ایک شخص اگر عمارت کو چھوڑے تو اسی طرح بت چھوڑی بھی جو مہترانہ سو انکو چھوڑنے کی صورت میں بالاتفاق وضو نہیں ٹوٹتا جبکہ بعض صورتوں میں دوسری صورتوں کو چھوڑیں تو امامت منہی کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے۔  
 جبکہ بعض صورتوں میں حکم ثابت ہو رہا ہے کہ وضو ٹوٹا ہے بعض میں بعض میں نہیں۔

اگر ملامت سے مراد جماع لیں تو جتنی بھی صورتیں ہیں بغیر تخصیص کے ان میں حکم پایا جائے گا یہ صحاح مؤرخین سے بھی جماع میں وضو ٹوٹ جائے گا بالاتفاق۔

لہذا جماع سے مراد اس کے تاکہ حکم تمام صورتوں میں سہرہ قرار دے۔  
 نبی امیر قوی الشیعیہ چھوٹی بھی کے بارے میں امامت منہی علیہ الرحمہ کے درمیان ہیں (۱) وضو ٹوٹ جاتا ہے (۲) وضو نہیں ٹوٹتا تو یہ بھی اصح قول ہے اس پر وہ محل کرتے ہیں۔

میتفرد منہ الامام

دو تین عزیمتوں پر مسائل متفرد نکالے جاتے ہیں

صحت بالید مراد لینے سے مسائل متفرد ہوتے ہیں کیونکہ اختلاف ہی اس صورت میں

امام المسلم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک صحت بالید سے وضو ٹوٹا بھی نہیں

تو (۱) نماز جائز ہے (۲) قرآن و رک کا چھوٹا (۳) مسجد میں داخل ہونا

تکلیف ادائیگی نہیں (۴) امامت درست ہے (۵) یانی موجود نہ ہو

تو احناف کے نزدیک یتیم لازم نہیں کیونکہ وضو نہیں ٹوٹتا

(۶) نماز کے دوران عورت کا چھوٹا یا دا جائے تو نماز نہ ٹوٹے گی

جبکہ امامت منہی علیہ الرحمہ کے نزدیک صحت بالید سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

لہذا مذکورہ مسائل کی نقیض ہوگی۔



### ۳) نصوص کی مراد کی معنی حاصل کرنے کا تیسرا طریقہ

نص = نص جب دو قراءتوں سے پڑھی جائے یا ایک روایت سے دو روایتوں کے ساتھ وہاں ایسا طریقہ اختیار کریں گے کہ دونوں پر عمل ہو جائے وضاحت کے ایک قرات کچھ مفہوم بتائے (۲) دوسرے قرات کچھ مفہوم بتائے (۱) ایک روایت کچھ مفہوم بتائے (۳) دوسری روایت کچھ مفہوم بتائے وہاں ایسا طریقہ اختیار کریں گے کہ دونوں پر عمل ہو جائے مخارجی = ۱۵ یا فی یوم (۲) دوسری روایت یا فی نہ یوم تطبیق = یا فی یوم تو کھانے سے پہلے [نہ یوم تو کھانے کے بعد مثال محلہ تعالیٰ اذ جلیک]

اذ جلیک لام کے نصب کے ساتھ پڑھیں تو اسکا عطف معنوں یعنی فاعلو وجہ عطف و ارجلیک یعنی پاؤں بھی دھوؤ ارجلیک لام کے جر کے ساتھ پڑھیں تو اسکا عطف ہوگا ماسمو بر و سلیک ارجلیک یعنی پاؤں کا مسع کر

نصب والی قرات تقاضا کرتی ہے کہ پاؤں کو دھویا جائے جر والی قرات تقاضا کرتی ہے کہ پاؤں پر مس کیا جائے اب کیا کریں تطبیق = اگر موزے پہنے ہوں تو نصب والی قرات پر عمل کرتے ہوئے پاؤں دھونے پڑھیں گے اگر موزے پہنے ہوں تو جر والی قرات پر عمل کرتے ہوئے موزوں پر مس کریں گے

اسی معنی کا اعتبار کرتے ہوئے بعض علماء نے ضربا کہ موزوں پر مس کا حواز کتاب اللہ سے ثابت ہے در سندین متواترہ سے تو ثابت ہے ہی۔

مثال مکذمت حتی یطهرت قاعدہ = کثرت المباحی تدل علی کثرت المعانی حروف کی کثرت معانی کی کثرت پر در یطهرت مطلقاً پاک ہونا حیض سے کیونکہ اسکے صوف کسم ہیں یطهرت = اچھی طرح پاک ہونا حیض سے طہارت کا اہل ضرر رکھے یطهرت والی قولین تقاضا کرتی ہے کہ مطلقاً پاکی حاصل ہو یطهرت = قراتی قرات تقاضا کرتی ہے کہ اچھی طرح پاک ہو غسل و طہارت کرنا



یَعْمُرْنَ = اگر حیض پورے ۱۰ دن کیا تو اب مطلقاً طہارت حاصل ہوگی اب  
بغیر غسل کے شوہر مرہی کر سکتا ہے کیونکہ مطلقاً پاوی ہے  
یَعْمُرْنَ اگر حیض ۸ یا ۹ دن آیا اب اچھی طرح پاک ہونا ضروری ہے  
لہذا غسل کے بعد شوہر عورت سے مرہی کر سکتا ہے کیونکہ کمال طہارت اکی سے ہے



وَلِهَذَا قُلْنَا = اسی وجہ سے ہم نے کہا یعنی یَعْمُرْنَ متوجہ ہو تو  
۱۰ دن واپس حیض پر محمول کر بیگاے اگر یَعْمُرْنَ متوجہ ہو تو  
۱۰ دن سے کم پر محمول کر بیگاے

مسئلہ = اگر ایک عورت کو پورے ۱۰ دن حیض آیا اور اسکا حیض ختم ہوا  
غذا کے آخری منہ میں اب جا رہے ۲ منٹ یا باقی کیوں نہ ہو نماز لازم  
ہوگی اگر وہ اتنا وقت نہ ہو جس میں وہ عورت غسل کرے  
حلیں = کیونکہ اسے عورت میں یَعْمُرْنَ مرالی توفیق متوجہ ہوئی مطلقاً طہارت  
ہے لہذا نماز ضروری ہے

مسئلہ = اگر ایک عورت کا حیض ۸ دن یعنی ۱۰ دن سے کم پر ختم ہو گیا  
اور نماز کا آخری وقت ہے اب دو صورتیں ہیں دیکھیں گے اب اتنا وقت  
ہے کہ جس میں وہ غسل کر کے اور تکبیر تحریم کہہ سکتی ہے تو اب نماز  
لازم ہے کیونکہ یَعْمُرْنَ متوجہ ہے لہذا اس وقت وہ غسل کر کے نماز  
پڑھے اگر اسے وقت نہیں پڑتی مسعت وقت کی وجہ سے بعد میں  
قصداً لازم ہوگی

اگر دوسری صورت ہے کہ ۱۰ دن سے کم میں حیض آیا تھا نماز کا آخری وقت ہے  
اور اتنا وقت بھی نہیں کہ جس میں غسل کر کے تکبیر تحریم کہہ لے لہذا  
اب نماز لازم نہیں کیونکہ یَعْمُرْنَ پر عمل میں نہیں ہو سکتا

نہم ذکر کیا ہے سے بتا رہے ہیں کہ مخالفین یعنی امام شافعی علیہ الرحمہ  
نے بعض استدلالات ضعیف طریقوں سے دیکھے ہیں اب ان میں ضعف  
اور خلل ہے اس پر تنبیہ کر رہے ہیں کہ تمہارا ضعیف دلتے ہیں



## منہ الارض التمسد =

۱۔ روى عن النبي عليه السلام انه قال فليس يتوفنا

اسم فاعلى عليه الرحمہ = فرماتے ہیں کہ قے سے امام اعظم علیہ الرحمہ = قے کے بعد جو سرکار علیہ السلام وضو نہیں ٹوٹتا نے وضو نہیں کیا اگلی کوئی وجہ ہو سکتی ہے

حلیل = مذکورہ حدیث کہ سرکار علیہ السلام یاں اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے نے قے فرمائی میں وضو نہ کیا تو بدعت بدلا کہ قی فی الحال وضو کو واجب نہیں کرتی کہ وضو نہیں ٹوٹتا = بالاتفاق سب سے اسے شوائع جو نعم ثابت کر رہے ہو وہ تو ثابت ہیں نہیں کیونکہ اس حدیث سے

صراحت نہیں اور جو ثابت ہو رہا ہے کہ فی الحال واجب نہیں اور اس میں اختلاف نہیں ۲۔ حرمت علیکم المینۃ

اسم فاعلى عليه الرحمہ = فرماتے ہیں کہ امام اعظم علیہ الرحمہ = حرام حلال ہونا اور بے پاک ناپاک ہونا کھانا ناپاک ہے اور بے عیبدہ عیبدہ چیزیں

حلیل = مذکورہ آیت کہ تم پر مردار حرام کیا گیا ہے یاں اس حدیث سے یہ ثابت ہو رہا ہے مکس حرام ہے لیکن اختلاف اس بات میں ہے کہ کھانا ناپاک ہے یا ناپاک لیکن بیمار نزدیک پاک ہے شوائع ناپاک کہتے ہیں لیکن دریں یہ بنتی ہیں کوئی اور دلیل در یہ دلیل دینا ضعیف استدلال ہے

۹

قوله عليه السلام محتبہ فی اقرصیہ فی غسلیہ بالخاء

اسم فاعلى عليه الرحمہ = فرماتے ہیں کہ کپڑے سے امام اعظم علیہ الرحمہ = فرماتے ہیں کہ ایسے شوائع پر نمون یا کوئی اور نجاست لگ جائے تو تمہارا یہ استدلال بکڑنا ضعیف ہے

اسکا پانی سے وضو واجب ہے یاں اس حدیث سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ کپڑے پر دم خون گس تو پانی سے وضو واجب ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں

حلیل = اگر پانی سے نہ دھویا بلکہ کوئی اور شے سے نجاست کو صاف کیا پاک نہ ہوگا ۱۲ اختلاف اس بات میں ہے ۱۲







## قوله تعالى واتموا الحج والعمره لله

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا اعظم میراث ہے۔ فرماتے ہیں پہلا ہج و عمرہ واجب ہے جس طرح حج ابتداء واجب ہے اسی طرح عمرہ بھی ابتداء واجب ہے۔

دریل = اتتموا یہاں انعام کا حکم دیا گیا ہے اور انعام شروع کرنے کے بعد ہی ہوتا ہے۔ اس آیت کریمہ میں حج اور عمرہ کو جمع کیا گیا ہے جب حج ابتداء واجب ہے تو عمرہ بھی واجب ہے۔

جو حکم ثابت کرنے کے لیے وہ اس کو ثابت کر رہا ہے۔ اور جو ثابت ہو رہا ہے اس میں اختلاف ہی نہیں ہے۔

۸۵

## قوله عليه السلام لا تبوه ولا يصحوا بالدرهمين

امام شافعی رحمہ اللہ کا دعویٰ یہ ہے کہ اس کا اعظم میراث ہے۔ اسے احکام شافعی علیہ الرحمہ تمہارا

بیع فاسد ملک کا فائدہ نہیں دیتی۔ استدلال مضیف ہے کیونکہ اس حدیث پاک کے

دریل = بیع فاسد پر لینی وارد ہو چکی ہے یہ تو ثابت ہو رہا ہے بیع فاسد حرام ہے

اختلاف = اس بات میں ہے بیع فاسد کے حرام ہونے کے باوجود وہ ملک کا فائدہ دیتی ہے یا

نہیں دیتی۔ لہذا جب بیع فاسد ہی حرام ہے

ملک کا فائدہ کیسے دے گی؟

مندرجہ ذیل حدیث اس حدیث پاک کے خلاف دیتی ہے۔

یہ حدیث اس بارے میں خاموش ہے۔

مفتی اسمٰعیل کہتے ہیں کہ بیع فاسد ملک کا فائدہ دیتی ہے کہ بیع فاسد پر لینی کا وارد ہونا

یہ تقاضا کرتا ہے کہ یہ بیع باعتبار خیرات کے شروع ہے اور باعتبار عیوب کے

غیر مشروع ہے لہذا خیرات کا لحاظ کرتے ہوئے ملک کا فائدہ دے گی یا صرف

حفاظت کرے تو توڑنا واجب ہے۔



## قوله عليه السلام ألا تصوموني بهذا اليوم

امام شافعی علیہ السلام کا مکتوب یہ ہے کہ قربانی کے دن روزے کی سنت ماننا نہیں ہے۔ اس کا رد علیہ السلام نے فرمایا کہ جو دارانہ دنوں میں روزہ نہ رکھو کیونکہ یہ ایام کھانے پینے اور جماع کے ہیں لہذا ان ایام پر نہی وارد ہوئی لہذا یہ تحریم کا تقاضا کرتی ہے لہذا جب روزہ حرام ہے تو سنت ماننا توجہ کی بات ہے۔

امام اعظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسے خواہ مخواہ تمہارا اس حدیث سے استدلال بکڑنا یہ ضعیف ہے کیونکہ اس حدیث کا کس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ ان ایام میں روزہ حرام ہے اور اس میں اختلاف نہیں کیونکہ اس میں اختلاف بات میں ہے کہ حرام ہونے کا وجود یہ احکام کے مرتب ہونے کا فائدہ دے گی یا نہیں احکام سے مراد یہ محکمات وغیرہ۔

تم ان کے کسی بھی مدعی فرماتے ہو کہ احکام مرتب نہ ہوئے ہوں۔ کیونکہ فعل کا حرام ہونا یہ احکام کے مرتب ہونے کے منافی نہیں ہے۔

- ① میں نے اگر باپ نے اپنے بیٹے کی لونڈی کو اقوام ولد بنا ڈالا یعنی وطی کی اب یہ فعل تو حرام ہے سبکی باپ کے لیے مکمل ثابت ہو جائے گی لہذا اسکو واپس لے کر بیٹے سے لڑیں گے۔
  - ② اگر کسی نے بیوی یا خنثی کی عصب کی چھری کے ساتھ اب یہ فعل حرام ہے لیکن مذبوح یعنی خنثیہ حلال ہے۔
  - ③ اگر کسی نے نجس کپڑا دھویا عصب کے پاؤں کے ساتھ یہ تو یہ فعل حرام ہے لیکن کپڑا پاک ہو جائے گا۔
  - ④ اگر کسی نے اپنی بیوی سے حالت حیض میں وطی کر لیا تو یہ فعل حرام ہے لیکن اس وطی کرنے سے وطی کا شرعاً سبب ہونا ثابت ہو جائے گا اور اس طرح وہ عورت زوج اقل کے لیے حلال ہو جائے گی۔
- مذکورہ مسئلہ کا مزید تفصیل سبکی کے بیان مذکور ہے۔



## فصل فی تقریر حروف المعانی

نوٹ = حروف کی دو قسمیں ہیں ۱۰ حروف مبانی (۲۱ حروف معانی)  
حروف مبانی وہ ہیں جن سے کلمات مرکب ہوتے ہیں اور ان کا کوئی معنی وغیرہ

نہ ہوتا۔ الف۔ با۔ تا۔

حروف معانی وہ ہیں جن کا کوئی معنی ہو

حروف مبانی کی دو قسمیں ہیں ۱۰ عاطفہ ۱۱ جارہ

سوال = حروف عاطفہ کو حروف جارہ پر مقدم کیوں کیا

ج = اس لیے کہ حروف عاطفہ اکھور اور فعلوں دونوں پر داخل ہوتے ہیں

جبکہ حروف جارہ فقط اکھور پر داخل ہوتے ہیں لہذا حروف عاطفہ کثیر الاتصال

ہوئے لہذا کثیر الاستعمال کو قلیل الاستعمال پر شرافت دیتے ہوئے مقدم کر دیا

سوال = حروف عاطفہ میں سے حروف کو بقید حروف پر مقدم کیوں کیا

ج = اس وجہ سے حروف مطلقاً جمع کرنے کے لیے آتی ہیں جبکہ بقید حروف

جمع تو کرتے ہیں لیکن وہ کسی نہ کسی قید کے ساتھ ہوتے ہیں جیسے

تھو تراحمی اور فا تحقیق مع الوصل کی قید کے ساتھ ہوتے ہیں

اور مطلق مقید پر مقدم ہوتا ہے لہذا اسی وجہ سے حروف کو مقدم کر دیا

مقید اب الیٰ معنی =

حروف کبار میں اختلاف ہے

امام شافعی علیہ الرحمہ = حروف تریب اور امام اعظم علیہ الرحمہ = فرماتے ہیں کہ حروف مطلقاً

مقارنت کی قید کے ساتھ جمع کے لیے جمع کے لیے آتی ہیں تریب اور مقارنت

کی شرط نہیں ہے

ترتیب و مقارنت = جاء فی زیر و سر

ترتیب یہ ہے کہ زیر پہلے عمر بعد میں

اور دونوں اکٹھے آئے ہر مقارنت ہے

یا کچھ دیر بعد کوئی آیا کوئی مسئلہ نہیں

مر علیٰ صدا او حب الترتیب

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں حروف میں ترتیب

مرجہ سے مرخو میں ترتیب واجب

واجب نہیں

دلیل



اسی کی دفعی علیہ الرحمہ کی دلیل۔ ~~فانما هو صمد من صمد~~

قرآن پاک میں جس طرح وضو کا بیان ہوا اسی ترتیب

یعنی سے چہرہ پھر کہنوں وغیرہ یعنی اعضاء غسلوں اور مسح کے عین

مراعات کی ہے لہذا ترتیب کے لیے آتی ہے اس وجہ سے ترتیب واجب ہے

احناف ء مراعات کے لیے ترتیب ضروری نہیں ہے لہذا وضو میں ترتیب واجب نہیں

بلکہ بے ترتیب پھر مسح کرے یعنی اداء وضو کرے تو درست ہے یاں خلاف

سنت ہوگا

قال علماءنا افرقان لا مفرقة

(۱) جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا اگر تو نے کلام بیاذید اور پھر سے پس

تو طلاق ماری ہے پس عورت نے پہلے عمر سے کلام کیا پھر زید سے تو طلاق

مراجع ہو جائے گی کیونکہ احناف کے نزدیک ترتیب اور مقدار کے معنی

کی شرط نہیں ہے جبکہ حنفیہ کے نزدیک طلاق نہ ہوگی کیونکہ ترتیب نہیں ہے

(۲) اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو اس گھر میں داخل ہوئی

اور اس گھر میں داخل ہوئی تو تو طلاق ماری ہے

اب وہ عورت پہلے گھر میں داخل ہوئی پھر پہلے گھر میں داخل ہوئی

تو طلاق مراجع ہو جائے گی کیونکہ ترتیب ضروری نہیں ہے

(۳) قال محمد بن علیہ الرحمہ جب کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو گھر میں

داخل ہوئی اور تو طلاق ماری ہے لہذا طلاق محال مراجع ہو جائے

گئی کیونکہ حنفیہ جملہ شرطیں جہذا نہیں ہے وہ لغو ہوگا اور فوراً

طلاق ہوگی

ولو اقتضیٰ سے مراعات کے مطلقاً ہونے پر دلیل =

اگر ماہل جہدہ میں مراعات ترتیب کا تقاضا کرتی تو طلاق دخول یعنی

گھر میں داخل ہوتی تو طلاق مراجع ہوتی اور معلق رہتی دخول دار

پر فوراً نہ ہوتی یہ فوراً مراجع ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ مراعات

ترتیب کے لیے نہیں بلکہ مطلقاً جمع کے لیے آتی ہے





## وقد يكون الواو للحال

عراق کا حقیقی معنی تو یہ ہے کہ یہ مطلقاً جمع کے لیے آتی ہے لیکن مجازاً کبھی کبھی حال کے لیے بھی آتی ہے

فتح جمع یعنی وہ خدامال اور حال جمع کرنے کے لیے آتی ہے بطور معطوف علیہ اور معطوف کو جمع کرتی ہے جب عراق حالیہ ہوگی اس وقت وہ شرط کے معنی کا فائدہ دے گی

① مثلاً ما قال فی المأخوذین، ایں شخص اپنے مولیٰ یعنی غلام سے کیا کہ تو مجھے گزار دو یہ ادارہ اس حال میں کہ تو آزاد ہے وہ ادارہ ہوگا یعنی اداۃ الف شرط ہے

② قال محمد بن احمد = جب امام نے کفار سے کیا کہ تم دروازہ کھولو اس حال میں کہ تم آزاد ہو تو بغیر دروازہ کھولے امن نہ ہوگی

یعنی فتح باب شرط ہے امن کی

③ ولو قال للمخزنی = جب امام نے حربیوں کے لیے کہا تو افس اس حال میں کہ تو امن مرا تو اترے بغیر امن نہ ہوگا - اترنا شرط ہے امن کی

## سوال - مذکورہ مثالوں پر

تم نے کیا کہ عراق حال کے لیے آتی ہے تو عراق کا مابعد حال ہوگا اور

خدامال ہوگا - اب عراق حالیہ شرط کے معنی کا فائدہ دے رہی ہے تو مابعد حال میں

شرط ہوئی یا ہے جبکہ مذکورہ مثالوں میں خدامال شرط ہے اور حال مشروط

یہ عکس کیوں کیا؟ اداۃ الف مشروطہ صریح کی حالانکہ صریح مشروطہ اداۃ الف

فتح باب شرط ہے امن کی حالانکہ امن شرط ہو فتح باب کی

ب) اترنا شرط ہے امن کی حالانکہ امن شرط ہو اترنے کے مگر ایسا کیوں نہیں

ج = یہ عبارت قلب کے قبیلے سے ہے مابعد ماقبل ہے ماقبل مابعد

جو شرط ہیں صریح شرائط مذکور مثالوں میں ہیں لیکن کچھ تبدیلی ہے

عبارت اول = ① کن حراً وانت مودائی الفاء ہو جا تو آزاد اس حال میں کہ

تو اداۃ الف ہے نیز اب یہاں اداۃ الف حال ہے اور اداۃ الف ہی شرط

صریح کی

عبارت ثانی = ② کنتم امنون وانتم نلتع الباب ہو جاؤ تم امن مرا

اس حال میں کہ تم دروازہ کھولنے والے ہو = اب یہاں فتح باب شرط ہے جو کہ



عبارت ثانیہ ۱۰ کس افتادہ انتہائی مستنزل ہو یا اس کا حال میں کہ تو

اثر نہ ملے اب یہاں اتنا شرط ہے جو کہ حال میں ہے لہذا آپ کا

اعتراض وارو نہیں ہو سکتا ہم آپ کے مؤید ہیں

انما تحمل الواثر عاؤ کو کب حال پر محمول کریں گے مجاہدہ طریقہ پر

مشرطیں ہیں ۱۱ لفظ مجاہدہ معنی کا احوال رکھتا ہو تو وہ عالیہ ناظرین ہیں

۱۲ مجاہدہ معنی کے ثبوت پر کوئی قرینہ نہیں ہو

حوالہ کمال قول المولیٰ =

جب مولیٰ نے اپنے غلام سے کیا کہ توحید کر مجھے گزار

اس حال میں کہ تو آزاد ہے ۱۳ مجاہدہ معنی

اقرای الفاء یہ لفظ شرط کے طور پر جب بھی بولا جاتا ہے تو اس سے

آزادی مستحق ہوتی رہتی ہے لہذا یہ لفظ اس کا احوال رکھتا ہے

یعنی احادی شرط سے آزادی مستحق ہوتی رہتی ہے

قرینہ قاضی الدلائل علی خاتم =

قرینہ یہاں پر یہ ہے کہ اگر اس کلام کے عابین عاؤ عاطفہ بنائیں تو

دونوں جملے علیحدہ علیحدہ ہوں گے اب یہ جملے سے مراد یہ ہوگی

مولیٰ غلام کو کہہ رہا ہے کہ تو مجھے گزار رو ہے احادی جب کہ شرعاً

مولیٰ غلام سے رخصت کے ہوتے ہوئے کچھ بھی مراد نہیں کر سکتا اس

سے کچھ بھی نہیں کر سکتا اگر لے تو وہ اپنے آپ سے ہی لے رہا ہے

لہذا یہ قرینہ ہے کہ عاؤ عاطفہ نہ ہو ضروری کی وجہ سے بلکہ عاؤ

سالیہ ہوگی

فقد صح التعلیق = اب حالیہ ثابت ہونے کے بعد طلاق کو گزار یا آزادی

کو گزار پر معلق کر سکتا ہے اس آزادی شرط پر ہی محمول ہوگی

رستم احادی کرے گا تو آزادی بھی مستحق ہو جائے گی

۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰



## ولو قال انت طالق وانت صریحہ اور معلیہ

اصل میں دو جملے ہیں انت طالق وانت صریحہ - انت طالق وانت مصطلیہ  
انے دو نور صورتوں میں فی الحال طلاق موقوف ہو جائے گی  
فی الحال کا مطلب یہ ہے کہ عاؤہ حال بننے کی صلاحیت رکھتی ہے لیکن کلام کا  
جو ظاہر ہے وہ اسکی تائید نہیں کرتا ہے یعنی وہ اجازت نہیں دیتا عاؤہ حالہ کی جگہ  
کلام ظاہر تقاضا کرتا ہے کہ عاؤہ عاطفہ ہو اسکی دو فائدے ہیں

① دو نور جملے اسمیہ ہیں اور جملہ اسمیہ کا عطف جملہ اسمیہ پر اولیٰ ہو سکتا ہے  
لہذا اسی مناسبت کی وجہ سے عاؤہ عاطفہ موقوفی کا ہے

② اگر عاؤہ حالہ بنائیں تو اس صورت میں طلاق موقوف ہو جائے گی حالت مرض  
اور حالت غماز میں اور یہ حالتیں نسوی اور رحم کی ہیں عام طور پر ایسی  
حالتوں میں طلاق نہیں دی جاتی بلکہ طلاق تو غصہ کی حالت میں دی  
جاتی ہے لہذا عاؤہ حالہ نہیں بلکہ عاؤہ عاطفہ موقوفی کا ہے

بات اگر وہ حالہ بنائے کی نیت کرے تو حالہ بنا سکتے ہیں کہ وہ اپنی بیوی سے  
امتنانگ لگائے کہ وہ بیمار رہتی ہے یا مصیبت پر ہی چڑھی رہتی ہے  
اب طلاق کو موقوف کرے تو صحیح ہے

## ولو قال منذ هذا لاف

اگر آپ شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو تیار رو پے لے مفادہ  
کے طور پر اور تو کاروبار کر اس کے ساتھ کپڑے میں

اب درمیان میں جو عاؤہ ہے یہ عاطفہ ہے حالہ نہیں بن سکتی -

کیوں کہ ذرا حال کا حال کے ساتھ اقتراں ہوتا ہے یعنی دو نور کا زمانہ  
ایک ہوتا ہے جبکہ مذکورہ مثال میں ذرا حال یعنی تیار رو پے لینے کا زمانہ مقدّم  
ہے اور حال یعنی کاروبار کا زمانہ کچھ مؤخر ہے اور مؤخر مقدم کے  
لیے حال نہیں بنتا

عاؤہ عاطفہ ثابت ہونے کے بعد اب یہ جملے ہونے لگے جملے سے مراد یہ ہوگا تو  
تیار رو پے لے مفادہ کے طور پر جو صرف کاروبار کر لے اختیار ہے  
مگر دوسرا جملہ اگر کاروبار کپڑے کی طرف مجبور کرے تو نہیں کر سکتا ہے یوں جملہ اول میں صلا  
بات ہوئی اب اگر کپڑے کی بات ہے تو اسکو شور سے درمحول کر لے گا



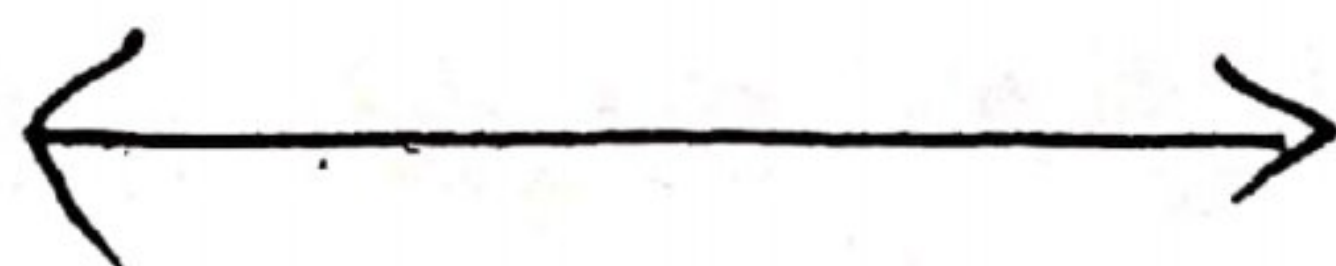
## وَعَلَىٰ هَذَا قَالَ ابْنُ حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

فرماتے ہیں جب کسی عورت نے شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق دے اور تیرے  
یہ بے نیاز ہے اس صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی شوہر کے دینے پر  
مگر عورت پر بے نیاز روپے واجب نہ ہوں گے

ملاحظہ = ان کے موجودہ کے عابین مراد عاطفہ ہے حالیہ نہیں بناسکتے  
کیونکہ حالیہ بنائیں وہ شرط کے معنی کا خاندہ دینی ہے تو مراد کا مالک  
شرط ہوگا تو اس صورت میں بے نیاز روپے طلاق کے لیے عوض بن جائیں  
گے جبکہ اصل میں شرعاً طلاق بلا معاوضہ ہوئی ہے لیکن درجہ  
علیحدہ علیحدہ ہوئے جہاں کے اعتبار سے طلاق ہوئی اور ثانی سے ہوگا  
مخلاف قولہ یہ عبارت سوال فقہ کا جواب ہے

سوال = ہم آپ کو اس سے طرح کہا ایک جملہ دہماتے ہیں کہیں عیاشی آپ  
نے مراد عاطفہ ہوئی نہیں جیسے ارجح ہے یہذا المستاع ملک درہم  
تو اٹھا اس سے سامان کو اور تیرے لیکر درہم ہے اب یہاں بھی درہم  
واجب نہیں ہونا چاہیے جبکہ شرعاً واجب ہے کیوں

راج = یہاں مراد حالیہ ہوگی کیونکہ یہ اجارہ ہے اور اجارے کے اندر  
اصل یہ ہے کہ وہ بالمرعہ و فہم ہو تو اسکو طلاق مراد ہے صورت پر قیاس  
نہیں کی سکتے اور یہاں اجارہ ایسا مریضہ ہے جو لفظ کی حقیقت یعنی  
مراد عاطفہ حقیقی معنی ہے جبکہ اجارہ وہ حقیقی معنی لینے سے مانع ہے  
مراد حالیہ ہوگی اور کلمے جو سامان الٹانے والا ہے اسکو درہم  
دینے ہوں گے





## فصل القاء للتعقیب مع الوصل

فاء یہ تعقیب مع الوصل کے لیے آتی ہے  
تعقیب کا مطلب یہ ہے معطوف معطوف علیہ کے بعد ہے  
وصل کا مطلب یہ ہے معطوف معطوف علیہ کے فوراً بعد ہے  
نحوڑ = خاص بات پر دلالت کرتی ہے کہ میرا معطوف معطوف علیہ کے  
فوراً بعد ہے اب بعد سے مراد تعقیب ہے اور فوراً سے مراد وصل ہے  
وہذا استعمال فی الا چیز یہ

یہ بھی وجہ ہے کہ فاء اکثر جہاں اثر میں استعمال کی جاتی ہے کیونکہ چیز  
بھی بشرط کے فوراً بعد ہوتی ہے  
قال امی بنا = جب بائع نے کہا کہ میں نے یہ غلام تجھے ہزار درہم کے بدلے  
بیچا پس دوسرے کے جواب دینے کی تین صورتیں ہیں

مشتری یا تو (۱) موصوفی کہے گا (۲) یا میر موصوفی (۳) یا میر موصوفی  
(۱) اگر مشتری نے موصوفی کہا تو یہ بیع کو اختفاء مقول کرنا ہے  
وجہ = کیونکہ اسی صورت میں فاء ایجاب کے بدلے میں آتی ہے کہ جب بائع  
نے کہا کہ میں نے یہ غلام بیچا تو مشتری خوش ہو کر کہتا ہے اچھا یہ عامہ آزاد  
ہے تو کہنا درہم مرا بہ ہوگی اور غلام آزاد ہوگا مشتری کی طرف سے  
(۲) اگر مشتری نے جواب میں موصوفی موصوفی تو اس صورت میں یہ بیع  
کو رد کرنے والی بات ہے

وجہ = کیونکہ اسی نے کہا میں بیچا تو مشتری کہتا ہے اور وہ تو حصر یعنی آزاد ہے  
آزاد کو تو بیچا ہی نہیں جاسکتا اگر موصوفی میں ہیں وہ آزاد ہے  
آزاد کی بیع نہیں ہے لہذا بیع منعقد نہ ہوگی

فازا قال الخطاط انظر =

جب کبڑے سلوانے والے نے درزی سے کہا تو اسے کبڑے کو دیکھ کہ کیا یہ  
مجھے قمیص کے طور پر کافی ہے اب درزی کبڑا دیکھ کر کہتا ہے جی ہاں  
اب کبڑے کا مانگ کہتا ہے فاقطعہ ایسی تو اسکو کاٹ درزی نے  
کاٹ دیا وہ اچانک کبڑا کافی نہ تھا تو فضاء میں درزی ہوگا کیونکہ مالک نے حکم  
کافی بیوفہ کیلئے دیا کائنات کے کابین درزی فضاء میں ہے



فرجہ = کیونکہ اس صورت میں خاء کا تعلق ہے کفایت کے ساتھ ہے

اور خاء تعقیب مع الوصل کے لیے آتی ہے خاء قطعہ کفایت کے

بعد کہا ہے لہذا جرری خا من ہوگا

بخلاف ما لو قال اقطعہ

لیکن اگر بیڑے کاماک آکر کہتا ہے کہ بھائی یہ کیڑا لکڑیا اور تو اسکو

کاٹ تو درزی نے کاٹ دیا لیکن وہ کیڑا کسم نکلا تو اب درزی خا من

نہ ہوگا کیونکہ خا ہی نہیں جس کا تعلق کفایت کے ساتھ ہے

و لو قال بعث منک

اگر بائع نے کیا کے میں نے یہ کیڑا تجھ کو بیچا جس درہم کے بدلے

مستری نے کیا خاء قطعہ تو اسے کو کاٹ بائع نے کاٹ دیا اور اس کے

علاوہ کوئی دوسری بات نہیں کرتا تو بیع تام ہوگی

و لو قال ان دخلت هذه الدار

شوہر بیوی سے کہتا ہے کہ اگر تو اسے گھر میں داخل ہوئی پس اس گھر میں

داخل ہوئی تو طلاق ہے۔

اب شرط یہ ہے کہ دوسرا گھر میں تبا داخل ہو جب پہلے گھر میں داخل

ہو چکی ہے اور یہ متصل ہو

اگر وہ عورت پہلے دوسرے گھر میں داخل ہوتی ہے یا دوسرا گھر میں

کچھ تاخیر سے داخل ہوئی ہے تو طلاق رافع نہ ہوگی کیونکہ خاء تعقیب مع الوصل

کے لیے آتی ہے۔ اور وہ یہاں نہیں پایا گیا



وقد يكون النفاء لبیان العلة =

کبھی کبھی خاء علت کو بیان کرنے کے لیے آتی ہے کبھی خاء علت پر داخل ہوتی

ہے کبھی معلول پر داخل ہوتی ہے

علت پر داخل ہو نہیں پاتا

جب مولیٰ نے اپنے غلام سے کہا کہ تو مجھے آزاد روپے ادا کر کیونکہ تو آزاد

ہے تو وہ غلام فی الحال آزاد ہوگا اگرچہ کچھ بھی ادا نہ کرے



عرفنا ملت = جب موی نے کہا غفلت مٹو تو حسیقتا ملت سے ادائے الفا کی اسے۔  
 وہ ایسا غلام ہے کہ گویا وہ پہلے ہی آزاد ہے اب اس کو ویسے دینا ضروری ہوگا۔  
 (۲) جب کسی مسلمان نے میری سے کہا کہ تو اتر کیونکہ تو امن مرالا ہے اب امن سوز  
 یہ ملت ہے اترنے کی اب وہ نہ بھی اترے تو امن مرالا ہوگا کیونکہ وہ پہلے  
 ہی امن مرالا ہے۔

فی الجامع = امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص نے کہا وکیل سے کہ  
 میری بیوی کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے یہی تو اس کو طلاق دے دے۔ پس وکیل  
 نے اس کو طلاق دے دی مجلس میں تو طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی۔  
 عرفنا ملت = طلاق بائنہ اس وجہ سے ہوگی کیونکہ اس نے الفاظ کفایہ کے ساتھ  
 طلاق ادعیٰ ہے اور کفایہ الفاظ سے طلاق بائنہ ہی ہوتی ہے یہی بات سے قطعاً  
 حکم وہ ما قبل کے یہ بیان ہے کہ کوئی دوسرا طلاق نہیں دے  
 گویا اس نے پورے کہا ہے کہ تیرے ہاتھ میں معاملہ کا سبب یہ ہے کہ تو اس کو طلاق دے  
 فرلوقال طلقاً =

جب کسی شخص نے وکیل سے کہا کہ تو طلاق دے میری بیوی کو جس  
 میں نے اس کے معاملے کو بنایا تیرے ہاتھ میں اب وکیل نے مجلس میں طلاق دے دی  
 تو طلاق رجعی واقع ہوگی کیونکہ طلق لفظ مسترح ہے لہذا اس سے ایسی طلاق  
 رجعی ہوگی یہی بات منجملت امرہا کی اب اسکی ضرورت نہیں کیونکہ  
 معاملے سے مراد طلاق تھی وہ تو پہلے ہی وہ بیان کر چکا ہے لہذا وہ لغو ہوگا  
 فرلوقال طلقاً و جعلت امرہا

اگر کسی نے کہا کہ تو میری بیوی کو طلاق دے اور میں نے اپنی بیوی کا معاملہ تیرے  
 ہاتھ میں دیا اب درمیان میں وادعاطفہ نے لہذا دھڑلے ہوئے درنوں سے  
 طلاق ہوگی اب وکیل نے مجلس کے اندر طلاق دی تو دو طلاقیں ہو گئی  
 وجہ = ایک طلاق طلقاً لفظ مسترح سے دوسرا وادعاطفہ کفایہ سے  
 اب حاتم بائنہ اور رجعی اکٹھی ہو جائیں گی یہاں رجعی بھی بائنہ ہو جاتی ہے۔



## ملکات لفظی

اسی طرح اگر کسی نے کہیں سے کہا کہ تو میری بیوی کو طلاق دے اور تو اسکو  
 بائٹھ کر یا تو اسکو بائٹھ کر اور تو اسکو طلاق دے دونوں صورتوں میں  
 دو طلاقیں ہوں گی کیونکہ موقعے ہیں طلاق سے ابتدا وغیرہ

← ۸۶ →

معنی هذا قال اصحابنا =

مسئلہ - ایک عورت ہے اور وہ زید کی لونڈی ہے عمر کی بیوی ہے اب صوفی  
 نے یعنی زید نے اسکو آزاد کر دیا یا اب آزاد ہونے کے بعد وہ عورت اپنا نکاح  
 منع کر سکتی ہے یا نہیں - اختیار حاصل ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے

امام شافعی علیہ الرحمہ = فرماتے ہیں کہ اگر امام اعظم علیہ الرحمہ =

سوفی غلام ہے تو نکاح منع کر سکتی فرماتے ہیں کہ سوفی غلام ہے تو نکاح  
 ہے اگر آزاد ہے تو اختیار نہ ہوگا آزاد ہو دو صورتوں میں عورت

اپنا نکاح منع کر سکتی ہے

بشرطیکہ مجبوری کیا ہو

احناف کی حریلیں = سرکار علیہ السلام نے حضرت بلیرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا

جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں جب حضرت عائشہ نے  
 انکو آزاد کر دیا آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ تو اپنے بھتیجے کی عورت ہے اس

تجھے اختیار ہے یہاں پر ایک دفع علت ہے اختیار ک

یہاں اختیار مطلق ہے سرکار علیہ السلام نے سوفی کی قید نہیں لگائی کہ وہ آزاد

ہو یا غلام لہذا ہر صورت وہ نکاح کو منع کر سکتی ہے

میتفرع منہ مسأله =

اسی سے عورتوں کے ساتھ طلاق کے اعتبار کا مسئلہ متفرع

ہو لیکن اس میں بھی اختلاف ہے

امام شافعی علیہ الرحمہ = فرماتے ہیں کہ طلاق کا تعداد کا اعتبار سوفی کی بائیت ہوتا ہے

اگر سوفی آزاد ہے تو تین اگر غلام ہے تو دو کا اعتبار ہے

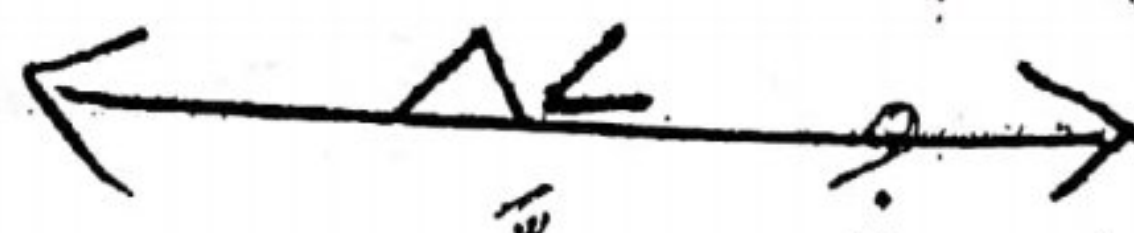
تو تین مرتبہ لونڈی کی صورت میں دو کا اختیار ہوگا۔

دو کا اختیار ہوگا۔



## احناف کی دلیل -

فرماتے ہیں کہ مذکورہ مسئلہ میں شوہر بہر صورت اس عورت کا مالک ہے چاہے وہ آزاد ہو یا نہ ہو۔ ہمارے آئینہ کے آزادی سے پہلے مالک زیادہ اختیار رکھتا تھا کہ وہ پورے بدن کے ملک ہونے کے ساتھ بطن کا بھی مالک ہے لیکن جب اس نے آزاد کر دیا تو اب شوہر کو ملک تمام حاصل ہو گئی تو یہ زیادتی ملک اختیار کا سبب ہے جب اسکو اختیار کامل حاصل ہوا تو اسکو زنا کر کے لیے بھی کوئی راعی اختیار کامل مرالی ہوا اگر شوہر کو تین طلاقیں ہوں گی اگر بونڈی ہے تو وہ طلاقیں ہوں گی۔



## فصل ثانی

تحریر = ثنی تراخی کے لیے آتا ہے یعنی وقفہ زمانی کے لیے آتا ہے لیکن اختلاف ہوا اگر انظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ثنی تکم فلفظ حکم میں تراخی کا فائدہ دیتا ہے اور حکم میں تراخی کا فائدہ دیتا ہے۔ ثنی بالاتفاق تراخی کے لیے آتا ہے اور یہاں مطلق تراخی کا لفظ استعمال ہوا گیا ہے اور مطلق کا قاعدہ ہے۔ مطلق افراد اطلاق پر یہ بہ الغر والکمال تو فرد کامل تب ہو گا جب ثنی حکم اور لفظ دونوں میں تراخی کا فائدہ دے یہ کمال انفصال ہو گا اور جماع ایہ بات ضرور ہمارے عطف نہیں لایا جاتا حیدر یہاں ثنی کا آجانا دلیل ہے کہ یہ فقط حکم میں تراخی کا فائدہ دیتا

حق مذہب = صاحبین کا ہے

مربیانہ ضامین = جب کسی شخص نے اپنی غیر مدخول بہا عورت کو کیا کہ اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو پس تو طلاق مرالی ہے ثنی بہر طلاق مرالی ہے و بہر طلاق مرالی ہے صاحبین کہتے ہیں۔ فرماتے ہیں تینوں معلق ہوں گے تمام مامور ہیں معلق ہو دخول دار پر درسی کا فی الحال تیسری دفعہ ہو گئی کیونکہ عمل نہیں ہے کیونکہ حکم معطوف علیہ ہر رنگے کا



غیر مدخول بھارت کے کو ایک طلاق دیں تو وہ ایک سے ہیں بائیں سے بائیں مدخول ہے

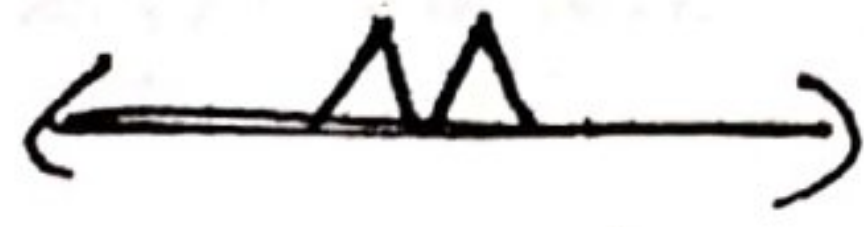
حیثی کی ضرورت نہیں لہذا امام صاحب فرماتے ہیں ایسی تو دخول دار پر معلق ہے میری کچھ کے بعد اس نے نہ طلاق کیا تو ہذا تاخیر کی وجہ سے مانتیں۔ لاکم سے ربط نہیں ہے لہذا دوسری فوراً واقع ہو جائے گی پھر نہ طلاق کے تو اسکا اعتبار نہیں ہے کیونکہ آزاد غیر مدخول بھارت سے مدخل نہیں ہے کیونکہ وہ تو ایک سے ہیں بائیں سے بائیں مدخول ہے

صاحبین کس عین - فرماتے ہیں دخول دار پر ہی تمام معلق ہو جائے گی کیونکہ تیسرے نہ طلاق کا فکس نہ طلاق کے ساتھ ربط ہے اور دوسرے کا پہلے طلاق کے ساتھ تعلق ہے اور دوسری معلق ہے دخول دار پر لہذا گھر میں داخل ہوگی تو ترتیب کے ساتھ طلاقیں ہوتی جائیں گی مگر عمل ایسا کا ہے اور ایک ہی واقع ہوگی

فرلو قال انت طالق - اگر شرط کو مؤخر کر کے پورے لیتا ہے تو طلاق ماری ہے پھر طلاق ماری ہے پھر طلاق ماری ہے - اگر گھر میں داخل ہوئی امام صاحب علیہ السلام فرماتے ہیں یہی فی الحال واقع ہو جائے گی اور دوسری تیسری دخول دار پر معلق ہوگی اگر گھر میں داخل ہو بھی گئی تو وہ سب ہوگی

حاران کانت المرأة مدخولاً بھا - اگر عورت مدخول بھارت تو یہاں بھی وہ صورتیں ہوں گی شرط کو مقدم کریں کہ انہ دخلت الدار فانت طالق نہ طالق نہ طالق یا مؤخر کریں امام صاحب فرماتے ہیں دوسری اور تیسری واقع ہو جائے گی کیونکہ وہ عورت کا عمل ہے اور اگر گھر میں داخل ہو گئی تو طلاق ہوگی اسی طرح اگر شرط کو مؤخر کریں (۲) صورت بنائیں تو پہلی دو ہوں گی تیسری دخول دار پر معلق ہوگی تو تینوں واقع ہو جائیں گی





## فصل بل المتبادل

بل غلطی کی تلافی کے لیے آتا ہے بائیں طور سے دوسرا کو دیکھنے کی جگہ رکھ دیا جاتا ہے جائز زید بل عسرتہ مطلب یہ ہے معطوف کو الٹا کر معطوف علیہ کی جگہ رکھ دیا جائے گا جیسے میرے پاس زید آیا نہیں بلکہ عسرتہ تو عمر معطوف ہے اسکو زید کی جگہ رکھیں گے تو کہہ دیا جائے کہ میرے پاس عسرتہ آیا ہے ایسا کیوں ہے = ایسا سبقت لسانی کہ کسی وجہ سے معطوف علیہ کو خیر کیا پھر اچانک خیال آیا کہ یہاں تو معطوف کو پھرنا چاہیے لہذا بل لاکر اول سے رجوع ہوگا

مثال فاخر اقال لغير المدخول بها انت طالق واحدہ

کسی شخص نے اپنی غیر مدخول بہا عورت سے کہا تو ایک طلاق ماری ہے نہیں بلکہ دو طلاقیں ماری ہیں تو اس عورت میں ایک طلاق رافع ہوگئی  
سوال = آپ نے کہا بل غلطی کی تلافی کے لیے آتا ہے معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ رکھیں گے لیکن مذکورہ مثال میں تو ایسا نہیں ہے کیوں؟

جواب = اصل میں انت طالق واحدہ یہ انشاء کے قبیلے سے ہے اور انشاء سے رجوع نہیں ہو سکتا کیونکہ رجوع تو اخبار میں ہو رہا ہے جہاں سے عورت نے غیر ہو لیا لہذا رجوع سے رجوع نہ ہوگا اگرچہ لاکھ مرتبہ ہی کیوں نہ بل بل بل لڑتا رہے  
سوال = مانتے لیا نہ رجوع نہیں ہو سکتا تو پھر بل کا بھی تو لحاظ ہونا چاہیے  
جواب = ہم مانتے ہیں کہ بل کا لحاظ ہو لیکن یہ عورت غیر مدخول بہا ہے یہ تو ایک سے بھی بابتہ ہو جاتی ہے اب عل میں نہیں لہذا بل نشین رجوع ہوگا

ولو كانت صد خولا یاں اگر عورت مدخول بہا ہے تو مرادہ سے ایسا واقع ہوگئی کیونکہ انشاء سے اور بل نشین کا بھی لحاظ ہوگا کیونکہ مدخول بہا ہے یہ محل رجوع مندرجہ طلاقیں کا لہذا تینوں مواقع ہو جائیں گے  
وضفا بخلاف ما لو قال لفلان عسرتہ

اگر کسی شخص نے کہا کہ واسطے فلاں کے محمد پر ہزار روپے ہیں نہیں بلکہ دس ہزار ہیں تو اب دو ہزار ہوں گے یا تین اس میں اختلاف ہے  
امام زفر علیہ السلام اور احناف علیہم السلام کا

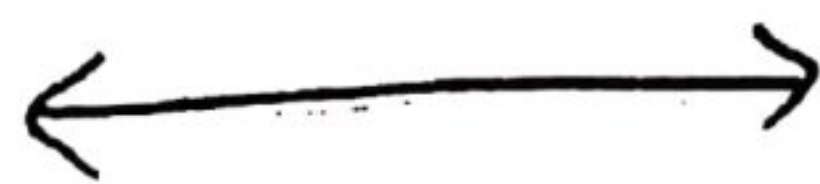


امام زفر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں تین نذر لازم ہیں امام اعظم علیہ السلام کے نزدیک 2 نذر لازم ہوں گے وہ ہیں قیاس و قیاس کرنا ہیں  
 حلیل - مسئلہ اقرار کو مسئلہ طلاق پر قیاس کرنا ہے کہ جس طرح مدخولہ کو تین طلاقیں ہو سکتی ہیں تو ہمارے بھی تین نذر لازم ہوں گے  
 گے دلیل - مسئلہ اقرار کو مسئلہ طلاق پر قیاس کرنا نہیں کیونکہ طلاق انشاء ہے اور اقرار اعتبار سے تو خیر کو انشاء پر قیاس کرنا ناجائز ہے

حق فذہب احناف - صرف دو نذر لازم ہوں گے کیونکہ لفظان علی الف یہ اقرار ہے اور جو اقرار ہو وہ اخبار کے قبیلے سے ہوتا ہے لہذا اخبار میں بل غلطی کے تدارک کے لیے آتا ہے تو لہذا الف سے رجوع ہوگا اور دو نذر لازم ہوں گے جبکہ مسئلہ اس طرح نہیں ہے کیونکہ سرکار علیہ السلام کی حدیث پاک ہے حدیث الشکر لیوخذ باقرارہ مرد اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے علی الف اگر یہ لحاظ کر لیں گے یہ اخبار ہے تو شرعاً رجوع ہو سکتا ہے اگر یہ لحاظ کر لیں کہ یہ اقرار ہے تو اقرار سے شرعاً رجوع نہیں ہو سکتا اب ایسی تطبیق دیں گے کہ دونوں پر عمل ہو جائے اب سرکار علیہ السلام کے فرمان کا لحاظ کرتے ہوئے کہیں گے کہ الف یہ نذر لازم ہے

اب اخبار تقاضا کرتا ہے کہ دو نذر ہوں فقط معطوف ثابت ہو اول سے رجوع ہو تو اسکا لحاظ کرتے ہوئے کہیں گے الف ایک نذر لازم ہوگا اب الفان سے ایک نذر مراد ہیں گے تاکہ اخبار کا بھی لحاظ رہ جائے

بخلاف قولہ انت طالق واحدہ یہاں سے بتا رہے کہ جو امام زفر علیہ الرحمہ نے مسئلہ اقرار کو طلاق پر قیاس کیا ہے تو یہ درست نہیں ہے کیونکہ خبر کو انشاء پر قیاس نہیں کر سکتے والفظ انما کیوں اور غلطی کا تدارک فقط اخبار میں ہوتا ہے انشاء میں نہیں ہو سکتا یہاں ایک صورت ہے کہ طلاق کو بھی اخبار کے قبیلے سے بناو تو اب رجوع ہو سکتا ہے جسے کنت طلق است مای واحدہ لابل ریشین میں نے تجھے ملے طلاق دے دیا تمہی ایک نہیں بلکہ دو لہذا یہ اخبار ہے اب معطوف ثابت ہوگا صرف دو طلاقیں مراعہ ہو رہی





## ضیاع النکیر للابستدلال

تعریف = نکتہ اور نکتہ درونوں کا حکم ایک ہے  
 لیکن نفی کے بعد استدلال کے لیے آتا ہے مطلب = ماقبل کلام سے ایک  
 معنی پیدا ہوتا ہے اس معنی کو دور کرنے کے لیے نکتہ آتا ہے اس کو استدلال کہتے ہیں  
 میکان موجبہ یا نہی نکتہ کا حکم ثابت کر رہے ہیں

حکم = اس کا حکم یہ ہے کہ یہ مابعد کو ثابت کرنے کے لیے آتا ہے  
 فاما نفی سے معنی کا مضید = معنی یہ ہوا کہ آپ نے کیا کہ لیکن مابعد کو ثابت  
 کرنے کے آتا ہے پس بات قبول میں ہیں موجود ہے کہ وہ بھی مابعد کو ثابت کرتا ہے  
 ح = لیکن میں نفی ماقبل کی اپنی دلیل سے ہی ثابت ہو رہا ہے

مضاحت = لیکن میں جو ماقبل میں نفی ہے وہ نفی لیکن سے ثابت نہیں ہوتی  
 بلکہ وہ اپنی ہی دلیل یعنی صرف نفی سے ثابت ہوگی جبکہ بل = میں مابعد  
 کا جس طرح اثبات ہوگا نفی میں نکتہ سے ہی ثابت ہوگی لہذا معنی نہ رہا -  
 والے طرف سے لفظ لفظ =

نائد = لیکن کا حکم بیان ہوا ہے مابعد کو ثابت کرنا ہے ماقبل کی نفی کر کے لیکن  
 مابعد اثبات کا ماقبل نفی کے ساتھ تعلق ہوگا بشرطیکہ کلام مشتق ہو  
 اب اتنا کی دو صورتیں ہیں (۱) کلام متعلق لایا گیا ہو یعنی لیکن فوراً ذکر  
 کیا گیا ہو (۲) نفی کا عمل ہو اور جس کا اثبات ہے اس کا عمل ہو اور ہو  
 اگر یہ دونوں شرطیں پوری ہوں گی تو کلام مشتق ہوگا مراد نہیں یعنی مجملہ علیحدہ  
 جملہ ہوگا۔ جبکہ جملہ مستانفہ ہیں

خارجی مثال = ما جاردی زینر لیکن عسکر جاردی  
 زید کی حیثیت کی نفی ہے اور فوراً بعد عسکر کو لائے لہذا عسکر کی حیثیت کا اثبات ہے  
 اب یہاں کلام مشتق ہے کہ نفی کا عمل (ما) ہے اور لیکن یہ اثبات کا عمل ہے  
 مثالہ ما ذکرہ محمد بنی الجاح جب کسی شخص نے کہا کہ واسطے خلافت کے محمد بنی الجاح روئے  
 قرض فلاں نے کیا نہیں لیکن وہ غضب کے ہیں تو حال لازم ہوگا کیونکہ مشتق ہے  
 قرض کی نفی ہو اور غضب کا اثبات ہو رہا اور ہمارا مقصود بھی نہیں تھا کہ  
 نفی کا عمل ہو اور اثبات کا عمل اور متصل بھی ہے



## مکلف لوقال

اگر کسی شخص نے کیا کہ واسطے فلاں کے محمد پر نذر روپے ہیں اس لوندی کے نم سے فلاں نے کیا نہیں لوندی وہ تو تیری لوندی ہے لیکن میرے لیے تجھ پر نذر روپے ہیں اب حال لازم ہو جائے گا کیونکہ لیکن کی شرائط ممکن ہیں۔  
ما قبل کی نفی محل احراز ہے اور ما بعد اثبات کا عمل اور ہے لہذا کلام مستحق نہیں ہے نفی سبب میں ہے نہ اصل مال میں۔

90

لیکن کی مزید مثالیں مولوکان فی بدہ۔

نوٹ = اسی عبارت میں ایک مَقْتَلُہ الثانی یعنی دوسرے کے لیے آمر اور پورا  
(۱) مَقْتَلُہ الاول مثلا اقرار کرنا والا (۲) مَقْتَلُہ رِثَہ یعنی جگہ کے آمر اور پورا

مسئلہ = اگر زید کے یا تھر میں غلام ہو اور زید کیسے یہ عمرو کا ہے  
اب عمرو نے کہا وہ میرے لیے پُرگز نہیں ہے لیکن وہ تو بکر کا ہے  
اب دو صورتیں ہیں بکر کے لیے عمرو کے قول کی۔

۱) عمرو یا تو مَقْتَلُہ کلام کرے یا نہیں اگر عمرو مَقْتَلُہ کہہ دیتا ہے کہ یہ میرا نہیں ہے  
بلکہ بکر کا ہے لہذا کلام مستحق ہے لہذا وہ غلام بکر کا ہوگا جو مَقْتَلُہ الثانی ہے  
(۲) اگر عمرو مَقْتَلُہ کہتا ہے جہاں کے کہتا ہے یہ میرا غلام نہیں ہے لہذا عمرو  
سے غلام کی نفی ہو گئی اب وہ غلام زید کا ہی ہوگا مَقْتَلُہ الاول ہے  
دیں بات لکنہ پھر کی اب عمر بکر کے لیے حال کی یعنی غلام کی ملکیت  
ثابت کر رہا ہے لیکن عمرو واحد کی گواہی معتبر نہیں ہے لہذا وہ زید کا

۲ یہی ہوگا

مولوکان افۃ تَوَقُّعین = ایسا لوندی نے اپنے مولا کی اجازت کے بغیر شادی  
کر لی ۱۰۰ درہم کے بدلے ایسا نکاح مولا کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے لہذا  
مولا نے کہا میں اس عقد کو ۱۰۰ درہم کے بدلے جائز نہیں دیکھتا لیکن میں اسکو  
۱۵۰ درہم کے بدلے جائز دیکھتا ہوں اب دونوں صورتوں میں کلام غیر مستحق ہے  
لہذا عقد باطل ہوگا غیر مستحق اس لیے نفی اور اثبات کا عمل ایسا کہ مَقْتَلُہ  
نفی ہو گا اور اثبات بھی عقد کا ہو رہا ہے







ب کو پر کے لئے اختیار ہے کہ دوسری سے کسی ایک کی خواہش کو دے  
یعنی اسے کا قول اس مرتبے میں ہے اجدائما طلاق و مہر  
نم دونوں میں سے ایک کو اور تیسرا کو طلاق درو

92

مرحی صذا قال ز ف علیہ الرحمہ

جب کسی شخص نے کہا میں زید یا عمر اور بکر سے کلام نہیں کروں گا تو بالہ  
وہ یوں کہہ رہا ہے کہ میں ان دونوں میں سے ایک اور اسے سے کلام نہیں کروں  
گا اب حائث کسی صورت میں ہوگا اس میں اختلاف ہے

امام ز ف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جب تک ہے احناف عظیم رحمہ

دوسری سے ایک اور تیسرے سے کلام نہ کرے حائث نہ ہوگا  
حائث ہو جائے آخری دونوں سے کلام کرے یا تو حائث ہوگا اس کے علاوہ  
کسی صورت میں حائث نہ ہوگا یعنی  
اگر مذکورین میں سے ایک کو تیسرا کو شامل زید اسے سے کلام کرے یا عمر اور بکر دونوں  
تھا یا دے بھی وہ پہلے دوسری سے ایک تیسرے سے کلام کیا تو حائث ہو جائیگا  
سے کلام کرے تو حائث ہوگا

احناف کی حریل = فرماتے ہیں مسئلہ حلف کو مسئلہ طلاق پر متبایا نہیں کر سکتے کیونکہ

طلاق میں اثبات کی بات ہے اور حلف میں نفی کی بات ہے۔

اور اگر مذکورین میں سے ایک کو شامل ہوتا ہے لای علیہ انتعین جو ایسا سورہ نکاح  
اٹھ کے خراب ہے زید اور عمر معنی کے اعتبار سے نکرہ ہوئے تو جب تحت نفی  
ہو وہ عموم کا فائدہ دیتا ہے لہذا یہاں نفی ایک کی ہوگی اگر زید سے کلام کیا  
تو حائث ہو جائیگا کیونکہ عموم کے تحت داخل ہے اگر عمر اور بکر سے اٹھا یعنی  
ان کے حائین مراد عاطفہ ہے اور یہ مطلقاً جمع کے لیے آتی ہے لہذا وہ دونوں  
سے کلام کرے تو حائث ہوگا



اگر کسی شخص نے کہا تو بیچ اس غلام کو یا اس غلام کو اب وکیل کے لیے اختیار ہے کہ کسی ایک کو بیچ دے

مذہبِ حق ص ۱۰۰ = اگر کسی شخص نے میری اور کو حلال کر کے لیا کہ میں نے اس کا حق ۱۰۰۰ روپے حق میری (یا ۱۰۰۰۰ حق میری) اب کو اس حق میری ہوگا امام اعظم علیہ السلام فرماتے ہیں میری مثلی کے قریب جو حق میری ہوگا اس کا اعتبار نہیں گئے

میر مثلی = وہ ہے جو خاندان کی عورتوں میں مشہور ہو رہا ہے ۱۰۰۰ مشہور ہے تو یہ حق کے قریب ہے لہذا ۱۰۰۰ دے گا اگر میر مثلی ۱۰۰۰ یا ۱۰۰۰۰ حق میری ہوگا

۹۳

مذہبِ حق ص ۱۰۰ =

اؤف شریعت پر ہم نے کہا تشہد نماز میں فرض نہیں ہے حلیل = سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تم میرے جب کوئے تشہد کہہ لے یا اسکی مقدار بیٹھ جائے تو تحقیق تم نے نماز مکمل کر لی = اب تمام نماز کا پورا ہونا معلق ہے ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ دونوں ضروری نہیں ہیں کیونکہ اؤ مذکورین میں سے ایک کو شامل ہوتا ہے

قد شرطاً = اب اؤ دونوں کو شامل ہے سینا احناف مدہر مذاہب کا قصد (یعنی تشہد کی مقدار بیٹھنا) اسکے فرض ہونے پر اجماع ہو چکا ہے لہذا اب تشہد کی قرآنہ فرض نہیں رہا واجباً کہہ سکتے ہیں لیس هذه الكلمة = کلمہ اؤ یہ نفی کی جگہ ہو تو مذکورین میں سے پر ایسی نفی کو واجب کرتا ہے حتیٰ کہ اگر کسی نے کہا میں اسے سے یا اس سے کلام نہیں کروں گا اب کسی ایک سے بھی کلام کر لیا تو حاکم ہو جائیگا =

خف الاثبات = اثبات کی صورت میں بھی ایک کو شامل ہوتا ہے اختیاری صفت کے ساتھ یعنی تکلم کو خاص کرنے کا اختیار ہوتا ہے صبرح کی کا قول خذ هذه تو لے اسکو یا اسکو اب دونوں میں سے کسی ایک کو لے لے اختیار ہے



## من ضرورت التخییر

اختیار کی ضرورت سے ہے اباحت کا عام ہو یعنی مذکورین میں ایک کو حاصل ہوتا ہے اختیار بھی ہے مزید یہ عموم اباحت یعنی اگر دونوں بجالائے نہ بھی جائز ہے۔  
 میںے حایس الفقہاء و الملحدین تحریر فقہاء محدثین کی مجلس میں  
 اب ایک مجلس میں بیٹھے کوافر سے مل ہے اختیار ہے کسی بھی مجلس میں  
 بیٹھ جائے لیکن اگر دونوں مجلسوں میں بیٹھ جائے تو یہ بھی جائز ہے  
 مثال عموم اباحت = قال اللہ تعالیٰ = قسم کا کفارہ یہ ہے کہ تم جس مسکینوں کی  
 کھانا کھلاؤ درمیانہ اسکا جو تم دینے گے اس کو دے کہ کھلائے ہو یا تم ان کو پور شک  
 پہنات یا تم غلام آزاد کرو اب میں شکیں ہیں ۱۰ کھانا کھلاؤ ۱۱ پور شک سے پہنات  
 ۱۲ غلام آزاد کرو اب ان میں سے کسی ایک کو بجالائے کفارہ ادا ہو جائے گا  
 لیکن اگر کوئی شرط صحبت میں آکر مسکینوں کو کفارہ دے دے تو یہ بھی جائز ہے  
 اس کفارے سے مراد ادا ہو جائے گا دوسرا درمیانہ ہو جائے گا  
 مرقہ دیکھو اؤر بمعنی حتی = اؤر کبھی کبھی حتی کہ معنی میں بھی ہوتا ہے  
 صرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے یا لک من الادا من شی اور یتوب علیہم  
 اب یہ اؤر حتی کے معنی میں حتی یتوب علیہم =  
 قال اضمحلتا = اگر کسی شخص نے کہا کہ میں اس گھر میں حراصل نہیں  
 ہوں گا یا اسے گا گھر تو اب اؤر معنی میں ہے لہذا اب مطلب ہوگا  
 کہ میں اس گھر میں حراصل نہیں ہوں گا جب تک اس گھر میں حراصل نہ ہو جائے  
 لہذا اگر وہ دے گھر میں اؤر حراصل ہو گیا تو حراصل ہو جائیگا  
 اگر دوسرے گھر میں اؤر حراصل ہو تو قسم سے برے ہو جائیگا۔  
 ومثلہ لو قال افاقرک =

کسی شخص نے کہا میں تجھ سے جدا نہیں ہوں گا یہاں تک کہ  
 تو میرا دین یعنی قرض ادا کر لیا یہاں تک کہ اؤر حتی کے معنی میں ہے  
 →



## فصل حقیقیہ لغاریہ

حقی انتہائے غایت کے لیے آتا ہے مطلب یہ ہے کہ حقی اس بات پر دلالت کرتا

ہے میرے مقابل کی انتہا میرے مابعد میں ہے

فاظد کاف ماقابلہا جب حقی کے مقابل میں امتداد کی صلاحیت ہو اور مابعد میں

انتہا کی صلاحیت ہو تو حقی اپنے حقیقی معنی میں استہمال ہوگا یعنی انتہائے غایت

مضاممت = امتداد کا مطلب یہ ہے حقی کا مقابل مابعد تک پہنچنے کی صلاحیت

دکھے اور مابعد انتہا کی صلاحیت رکھے تو حقیقی معنی ہوگا انتہائے غایت

مثالہ ماقال محمد بن عبد بنی شخص نے یہ کہ میرا غلام آزاد ہے اگر میں تجھے نہ

مادوں سے نہ نکال دوں تو آزاد کرے یا تو چھوٹے یا تو اتنا کرے میرے سامنے

یا پھر رات داخل ہو جائے ان تمام صورتوں میں حقیقی معنی ہوگا

وہ کیسے = حقی کے مقابل میں امتداد کی صلاحیت ہے فعل ضرب میں اتنی صلاحیت

ہے کہ وہ فلاں کی سفارش تک کر سکتا ہے اسی طرح جب تک وہ نہ دینے

ماد کر سکتا ہے اسی طرح دیکھا جائے کہ اسی طرح رات کے معاملے

ہونے تک کر سکتا ہے لہذا امتداد کی صلاحیت موجود ہے

اب مابعد مضاممت دیکھنا۔ اتنا کرنا۔ رات کا آنا یہ ایسے افعال ہیں ان کے

کے آنے پر ضرب کی انتہا ہو جائے گی

اب اگر وہ مابعد کے آنے سے پہلے رک گیا تو حادث ہو جائیگا یا اگر مابعد

کے آنے تک حادث ہوا تو حادث نہ ہوگا

لو حلف لا یفارق = کسی نے قسم اٹھائی میں تجھ سے جدا نہیں ہوں گلاب تک

تو مجھے قرین احاطہ کرے اگر عرض کی اور ایسی سے پہلے جدا ہو گیا تو حادث ہو جائیگا

فاخر العذر العلوی بہ عبادت سوالیہ قدر کا جواب ہے

سوال = تم نے کہا کہ مقابل میں امتداد کی صلاحیت ہو مابعد میں انتہا کی صلاحیت

ہو تو اسکو حقیقی معنی پر محمول کریں گے لیکن ہم آپ کو ایسی مثال دکھاتے ہیں کہ

حدوں شرطیں موجود ہیں لیکن حقیقی معنی پر محمول نہیں کیا

جیسے = کسی نے قسم اٹھائی کہ وہ مارے گا حقی کہ وہ مر جائے یا قتل ہو جائے

اب حدوں شرطیں ہیں مابعد ہے شرط اور مرنا قتل ہونا مار کو روک سکتا ہے



اگر وہ قتل کے مرتکب ہوئے یا قتل ہونے سے پہلے سے مارنا ہو کہ لیتا ہے  
 تو اس صورت میں جانف ہو مانا جاوے جبکہ ہم کہتے ہو بس ضرب شدید  
 ہو جائے جانف نہ ہوگا۔ کیوں  
 راج۔ بیماری بشرط یہ بھی ہے حقیقی معنی تب ہیں آگے جب کوئی مانف  
 موجود نہ ہو جبکہ آپ نے جو مثال دی ہے یہاں مانف موجود ہے  
 عیرف عام اور اسکا احکام میں بڑا دخل ہے لہذا جب عیرف عام میں ایسے الفاظ  
 ہوتے ہیں تو اس سے مراد ضرب شدید ہوتی ہے۔  
 (جیسے میں نہیں درخت پر ناٹوں۔ مار مار کے تھوڑے گھٹ دیا ہے گا)

۹۵

حالت لمین الاول قابل اگر حشی کے ماقبل میں اعتداد کی صلاحیت  
 نہ ہو اور مابعد میں غایت کی صلاحیت نہ ہو لیکن ماقبل سب بننے کی  
 صلاحیت رکھے اور مابعد حشر بننے کی صلاحیت رکھتا ہو تو اسکو جزا اور  
 ہی محمول کریں گے  
 مثالہ ماقال محمد <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> جب کسی شخص نے کسی دوسرے سے کہا کہ میرا غلام آزاد رہے  
 اگر میں تیرے پاس نہ آؤں یہاں تک کہ تو مجھے ناشتہ نہ کرے  
 عرضا حجت۔ اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ میں تیرے پاس آؤں گا ناشتہ ہی کروں گا  
 تب میرا غلام آزاد رہے۔ اگر وہ شخص آیا ناشتہ بھی کیا اب غلام آزاد ہو  
 جائے گا۔ اگر وہ آیا لیکن آگے ناشتہ موجود ہی نہیں لہذا جانف نہ ہوگا یعنی  
 غلام آزاد نہ ہوگا

اعتداد کیسے نہیں۔ حتیٰ کا ماقبل فعل آتی ہے جو کہ غیر متعدی ہے آنا مانا ہوتا ہے  
 اس میں مابعد تک پہنچنے کی صلاحیت نہیں اسی طرح حتیٰ کا مابعد اس  
 میں انتہا کی صلاحیت نہیں کیونکہ مابعد ناشتہ ہے اور ناشتہ کو دیکھ کر تو لوگ  
 آتے ہیں رکنتے ہیں لہذا انتہا کی صلاحیت نہیں

یہاں ماقبل سب بننے کی اور مابعد جزا بننے کی صلاحیت رکھتا ہے  
 لہذا جزا پر ہی محمول کریں گے گویا کہ یہ لامر کسی کے معنی میں  
 ہوگا وہ یوں کہہ رہا ہے



اگر میں تیرے پاس نہ آؤں ایسا کرنا حکمی جزا ناستہ ہے اب آیا ناستہ کیا  
تو غلام آزاد ہے حرر نہ نہیں ہوگا

94

مرا خا تَعَذَّرَ هَذَا = جب یہ بات بھی متعذر ہو جائے یعنی عاقبت میں امداد کی صلاحیت  
نہیں اور مالک میں غایت کی صلاحیت نہیں تو سبب جزا پر محمول کیا اگر بد صورت  
بھی ممکن نہ ہو تو مراد ہے ہر حتی عطف شخص کے لیے ہوگا  
مثالہ ما قال محمد = جب کسی شخص نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر میں تیرے پاس  
نہ آؤں یہاں تک میں تیرے پاس ناستہ کروں گا آج۔ یا پھر وہ کہتا ہے اگر تو نہ  
آ یا میرے پاس حتی کہ تو ناستہ کرے گا میرے پاس آج۔

صفحات ۱۷۱ اور ۱۷۲ میں صورتوں میں دیکھیں کہ میرے پاس آؤں گا ناستہ  
بھی کروں گا تب غلام آزاد ہوگا اب وہ شخص آ یا سکتا اس کے پاس ناستہ نہیں کرتا  
تو حانت ہو جائے گا یعنی غلام آزاد نہیں ہوگا

خلاصہ لافہ یہاں سے حریل دے رہے ہیں کہ عاقبت میں امداد اور سبب اور مالک میں  
غایت اور جزا کی صلاحیت نہیں امداد کی صلاحیت اور مالک میں غایت اس لیے  
نہیں فعل آتی ہے اور سبب جزا اس لیے نہیں ہے کہ قاعدہ ہے  
قاعدہ = آپ ہی شخص کا ایک فعل اسی شخص کے دوسرے فعل کی جزا نہیں بن سکتا  
دیکھیں کہ حتی کے عاقبت میں بھی متکلم کا فعل ہے اور مالک میں بھی متکلم کا فعل  
ہے اور دونوں کا فاعل جب آتا ہے تو جزا نہیں ہو سکتا

لہذا جب عطف شخص پر محمول کرنا ہے تو اب جمع ہونے کی شرط ضروری ہے  
عاقبت اور مالک جمع ہو وہ شخص آئے بھی اور ناستہ بھی کسی تب حانت ہوگا  
حرر نہ حانت نہیں ہوگا



## فصل الحکم لاستواء الغایت

الحی صروف عاطفہ میں سے ہے یہ انتہائی غایت کے لیے آتا ہے یہاں غایت بمعنی مسافت کے ہے کہ الحی مسافت کی انتہا کے لیے آتا ہے اگر یہاں غایت بمعنی انتہا کے ہے جو تو ہر اضافہ اس کی لفظہ کی غیابی لزم آئے گی  
 ① الحی بعض صورتوں میں امتداد حکم کے معنی کا فائدہ دیتا ہے اور اس وقت عائد غایت عاقبت میں حاض نہیں ہوگا

(۲) اور بعض صورتوں میں اسقاط معنی کا فائدہ دیتا ہے تو اس صورت میں عائد غایت عاقبت کے حکم میں حاض ہوگا

سوال = میں کیسے معلوم ہوگا کہ اسقاط معنی کے لیے یا امتداد حکم کے لیے ہے

ج۔ الحی کے عاقبت کو مصفیہ کہتے ہیں اور عائد کو غایت اور اسکے عائد کو بھی ماوراء الغایت کہتے ہیں اب دیکھیں گے کہ الحی اور اس کا عائد جو کچھ ہے اسکو حذف کر دیا اب دیکھو جو مصفیہ ہے اسکے اندر غایت اور ماوراء الغایت بننے کی صلاحیت ہے یا نہیں اگر ہے تو اسکو اسقاط معنی کہتے ہیں اگر صفیہ میں غایت اور ماوراء الغایت بننے کی صلاحیت نہیں ہے تو عائد عاقبت میں حاض نہیں ہوگا اسکو امتداد حکم کہتے ہیں

استقاط معنی کی مثال = بطرح اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تم اپنے ہاتھوں کو دھو کر کہیںوے تک الحی اسرافق اب الی اور عائد مرافق کو حذف کر دیں اب یہ رہ جائے گا کہ تم اپنے ہاتھوں کو دھو کر اب کلام عرب میں ہاتھ کا اطلاق بغل کہتا ہے لہذا دھونے میں غایت کی صلاحیت ہے کہ کہیںوے تک دھو سکتے ہیں اور ماوراء الغایت بننے کی بھی صلاحیت ہے کہ بغلوں تک دھولیں

لہذا عائد عاقبت میں حاض ہوگا اب کہیںوے تک ہاتھ دھونا ضرور ہے  
 نظیر الاقل = امتداد حکم کی مثال یہ ہے کسی شخص نے کہا کہ میں نے خریدا اسے مکاشفہ اسے دیوار تک اب بیچ میں دیوار حاض نہیں ہوگی کیونکہ الحی الحدیث کو اٹھا دیں تو مطلب ہوگا مکاشفہ کا اس میں اس میں دیواریں وغیرہ حاض ہیں لیکن مصفیہ میں غایت اور ماوراء الغایت کی



صلاحت نہیں ہے لہذا مابعد ماقبل میں داخل ہوگا

نظیر الثالث = اسقاط معنی کی کسی جہاں میں

باع کو رجعت کے معنی میں کیا تو مطلب ہوا کہ میں نے بیجا اختیار کی شرط کے ساتھ  
تین جن تک اب مابعد ماقبل میں داخل ہے کیونکہ الیہ ملکہ ابام کو اٹھا کر  
ماقبل صغیہ میں غایت اور ماعلا الفایت بننے کی صلاحیت ہے کہ اختیار میں جن  
کا بھی ہو سکتا ہے اور ساری زندگی کا بھی ہو سکتا ہے لہذا مابعد ماقبل میں داخل  
ہے لہذا حذف لا اکل = کسی شخص نے قسم اٹھائی میں فلاں سے کلام  
نہیں کروں گا ایک عہد تک اب الیہ شہر کو حذف کریں تو ماقبل صغیہ  
میں یعنی عدم کلام میں غایت یعنی ایک عہد تک کلام نہ کروں یہ صلاحیت ہے اور  
اسی طرح ماعلا الفایت ساری زندگی کلام نہ کروں یہ بھی صلاحیت ہے لہذا  
ما بعد ماقبل میں داخل ہوگا وہ ایک عہد تک کلام نہیں کرے گا اگر بے  
کلام کر لیا تو جائز ہو جائے گا

و علیٰ هذا قلنا = اسی سرہم نے کہا یعنی الیہ اسقاط معنی کے لیے آتا ہے  
تو مرنو میں کہیں بھیت اور ٹخنوں سمیت دھونا ضروری ہے  
الیہ الحرافق اسی طرح الیہ الکعبین انکے ماقبل صغیہ میں دھونے کا حکم  
اور اس میں غایت اور ماعلا الفایت کی صلاحیت ہے کہ ہاتھ دھو کر تو یہ  
بغل تک دھو سکتے ہیں اسی طرح پاؤں دھو کر تو یہ مکمل ٹانگیں دھو سکتے  
ہیں لہذا مابعد ماقبل میں داخل ہوگا

← 98 →

و لہذا قلنا = الرکبة = الیہ اسقاط معنی کے لیے آتا ہے الیہ مرنو میں کہ  
گھٹنا ہی شرمگاہ میں داخل ہے کیونکہ سرکہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سرکہ کا ستر عورت  
ناف کے نیچے سے بیکس گھٹنے تک ہے اب الیہ الرکبة کو حذف کریں تو ماقبل صغیہ  
میں غایت اور ماعلا الفایت بننے کی صلاحیت ہے کہ ناف کے نیچے پاؤں تک  
دھو سکتے ہیں لہذا مابعد ماقبل میں داخل ہے یعنی گھٹنے شرمگاہ ہیں  
⑤ وقد تفید کلمۃ الیہ = کہیں کہیں الیہ کا کلمہ حکم کی ناخبر کا بھی فائدہ دیتا ہے  
کہ حکم غایت تک موصول ہو



وہ ناقصانہ = اسے وہ جو یہ سمجھ نہ پایا جب کوئی شخص اپنی بیوی کو نکلتا ہے  
 انت طالق الیہ شمر تو طلاق ماری ایک ماہ تک اور اسکے ساتھ وہ تین تین کرتا  
 تو طلاق واقع نہیں ہوگی فی الحال بیمارے نزدیک کچھ سے سمجھ کا ذکر  
 امتداد حکم اور استقاط معنی کا خاندہ نہیں دیتا اور اعمام ذہن علیہ اسچہ اسکا  
 اختلاف کرتے ہیں

رضاعت = اب یہاں الی کا ماقبل طلاق ہے یہ فعلی آئی ہے غیر عمدہ ہے  
 یہ غایت اور ماوراء الغایت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا یہ تو سنکٹوں میں  
 واقع ہو جاتی ہے لہذا حالد ماقبل میں حراصل نہیں ہوگا  
 شہر = کیا اس میں غایت بننے کی صلاحیت نہیں ہے کیونکہ پھر مطلب ہوگا  
 میں نے تجھے ایک ماہ تک طلاق دے اس کے واسطے نکاح میں آ جانا ایسا تو  
 نہیں ہو سکتا۔ لہذا یہاں الیہ تاخیر حکم کے لیے ہے مطلب یہ ہے کہ طلاق  
 معلق رہے گی ایک ماہ تک یا ایک ماہ کے بعد طلاق واقع ہو جائے گی  
 بطرح درجہ وار معلق ہو جاتی ہے اس طرح یہاں بھی معلق ہوگی

99

**فصل کلیمۃ علی** = شہر معنی = الزام کے لیے آتا ہے  
 یعنی علی ماقبل کو حالد ہر لازم کرنے کے لیے آتا ہے  
 اصلہ = علی کا لغوی معنی یہ ہے کہ یہ بلند ہے اور فوقیت کے معنی کا خاندہ درجہ  
 حیدر علی اسطرح زیر جہت پر ہے = اب بلند ہے پر نہیں اور فوقیت یعنی اوپر ہے  
 و لہذا لوقال لفلان = اسی وجہ سے اگر کسی نے کہا کہ واسطے ملے کے مجھ کو  
 ہزار روپے ہیں اس وقت میں ہر محمول کریں گے  
 کیوں = علی الزام کے لیے آتا ہے اور نصیحتہ تعلی اور تفوقا کے لیے آتا ہے اور ہم  
 نے اس سے مثال میں غور و تفکر کیا علی الف میں علی سے معنی دے رہا ہے  
 کیونکہ قرض کے نیچے آدمی دہر ہوتا ہے اسی وجہ سے کہہ دیا اس سے مثال  
 کو قرض ہر محمول کریں گے  
 بخلاف مالوقال میں اگر اس نے کہا کہ میرے پاس یا میرے ساتھ یا میری  
 طرف سے ہزار ہے لہذا یہاں علی کا ذکر نہیں ہے اسی وجہ ہزار کو امانت  
 یا کسی امر سے ہر محمول کریں گے



میں نے یہاں پر اس میں اصلاح کر دی ہے کہ تم مجھے جس پر امن  
یعنی مجھے اور جس اور بندوں کو لا اے وہی ہم نہایت امان دے دیں اس کو اس کے علاوہ  
جس کو اب یہاں علیٰ الزام کے معنی میں ہے لہذا اس کو عین کرنے کا اختیار مجھے  
جو سرکار کو ماموں ہو گا علی کے معنی میں وہی ہے

ماقبل سردار بے حاسبہ دستگی لینا اسی کے کو معین کرنے کا اختیار ہوگا  
 و لہذا قال اذنوف = اگر کسی نے کیا تم مجھے امن حدادہ جس کو جس کو یا  
 پھر جس کو میں ہم نے امان دے دے اسی طرح معین کرنے کا اختیار اب  
 اُمن کس کو ہوگا سردار کو نہیں ہوگا یونکہ علی کا ذکر نہیں ہے

مقصود یہ ہے کہ علیٰ معنی الیاء کہہ کر علی کے معنی میں آتا ہے عجا ئز =  
عجائز = جب کسی شخص نے کہا میں نے اسکو بیجا بیزار کر اب یہاں علی کے معنی یہ  
ہے کیونکہ معاصرت کی حالت موجود ہے کہ اسکے بدلے شے دیا جا رہی ہے لہذا یہاں  
(علیٰ بالفیہ) ہوگا

مرقہ کیوں بمحض الشرط = کبھی کبھی علی باد کے معنی کے علاوہ شرط کے لیے بھی آتا ہے  
 اللہ تعالیٰ کا مضمون ہے وہ آپ کی بیعت کریں اسے شرط پر کے کہ وہ اللہ کے ساتھ  
 کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے) اب یہاں علی نے شرط کے لیے ہے **بیعت**  
 مراد لہذا قال ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اسے وجہ سے جب کبھی عورت نے شوہر کے لیے یہاں  
 تو جیسے طلاق ہے شہن گزار کی شرط پر۔ اب شوہر نے ایک طلاق دے سب سے حال  
 نہیں ہو گا کیونکہ یہاں پر علی نے شرط کے لیے جب شرط ہو گی یعنی شہن طلاقیں ہو گا  
 تو حال مرا جب ہے حرر نہاں مرا جب نہ ہو گا۔ چنانچہ اس میں ایک طلاق ہے  
 نہ شرط نہیں ہے لہذا حال مرا جب نہیں ہو گا

فصل کلمات فی لفظ

حق کا کلمہ طرف کے لیے آتا ہے یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے میرا عابد میرے ماتحت  
کے لیے طرف ہے حاضریں مظلوف ہوگا عابد طرف ہوگا۔ اسی اصل کا اعتبار کرتے  
ہوئے بیمار، محاب نے کہا جب کسی شخص نے کہا کہ میں نے غضب کیا کپڑا رومال میں  
اب کپڑا مظلوف اور رومال طرف ہے۔



اقرار والی

اسی طرح جب کسی شخص نے کیا کہ میں غصب کیا کہ جو کوئی شخص اس میں اپنا اندر دروں

مردوں میں دروں اشیا یعنی موقوف طرف دروں لازم ہو گئے کیونکہ موقوف  
بغیر طرف کے متفق رہیں نہیں ہو سکتا۔

تیسرے صرحہ الکلمۃ = فی کلمہ زمان مکان اور فعل میں استعمال ہوتا ہے

فعل سے مراد معنی مصدر کا ہے اقا اخرا استعانت یہاں سے بتا رہا ہے جب فی زمان

میں استعمال ہوگا تو اسے کی مثال = انت طالق فی غدا انت طالق غدا

تو کلے طلاق مرالی ہے یا کلے میں طلاق ہے اب اسے میں اختلاف ہے

صاحبین کتب النکاح کا طلاق = انت طالق امام اعظم علیہ الرحمہ لا فریادے ہیں انت طالق

فی غدا یا غدا فی کافر کرے ہو یا نہ ہو غدا کیے تو فی کو حذف کرے تو اگلے دن

انے دروں کا حکم یہ ہے کہ آنے والے مع کی خبر طلوع ہوتے ہیں طلاق ہوگی

میں تجھے طلاق ہے لہذا اگلے دن دلیل = کیونکہ جب تقدیر فی ہوگا تو اسے کو

کے آتے ہی طلاق واقع ہوگی مفعول بہ کے ساتھ مشابہت ہو گئی اور

مفعول بہ فعل کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے مفعول بہ

جب میرا استیجاب ہے تو یہاں بھی استیجاب

ہوگا لہذا دن کی کوئی بھی چیز باقی گئی تو طلاق ہو جائے گی

(۱) عند الامتناع = اگر فی کو ذکر کر دیا تو اب در صورتیں ہیں دیں گے نہ تکلم کی

نیت ہے یا نہیں اگر نیت ہے تو نیت کا ایسا اعتبار ہوگا جس صرحی چیز کی نیت ہو

اگر نیت نہیں کی تو اگلے دن کی خبر طلوع ہوتے ہی طلاق ہو جائے گی کیونکہ اب

کوئی مزاحم موجود نہیں ہے

مثال فرامی قول الرجل = جب کسی شخص نے ایسا بیوی سے کیا اگر تو نے ایسا ماہ کا

روزہ رکھا تو طلاق مرالی ہے اب یہ مفعول بہ کے قائم مقام ہے کیونکہ تقدیر فی ہے

لہذا مکمل ماہ کے روزے رکھے گئے تو طلاق ہوگی

(۲) اظہار فی = اگر اس نے یوں کہا اگر تو نے ایسا ماہ میں روزے رکھے تو طلاق مرالی ہے

اب جیسے کسی بھی چیز میں اصوات مع النہ یا یا گیا تو طلاق واقع ہو جائے گی

کیونکہ مزاحم موجود نہیں



حرفاتی کے امکان :- کہیں کہیں فعل کا ایک مکان میں بھی استعمال ہوتا ہے

مثال: امانت طابق فی الدار۔ انت طابق فی مکة۔ تو طلاق دالی ہے گھر میں یا مکہ میں  
اب غرضاً طلاق مکان میں مقید نہیں ہو سکتی لہذا فی مکان کی کسی بھی صورت  
پر طلاق واقع ہو جانے کی

مرأی اعتبار معنی اظہار ہے۔ اسکے طریقہ میں ملے معنی کی وجہ سے ہم نے کہ کسی شخص نے  
قسم اٹھائی کسی فعل اور اس نے امانت کر دی اس فعل کی زبان یا مکان کی  
جیسے کہ اگر یہ میرا کلام ہو گیا تو میرا کام فلاں جگہ یا مکان میں کر دے گا۔

اب جو فعل کرے گا وہ دو حال سے خالی نہ ہوگا یا قرون فعل لازم ہوگا یا مضارع  
متعدد ہوگا اگر فعل لازم تو اسکے فاعل کا مکان یا زمانہ میں ہونا ضروری ہے  
اگر فعل متعدد ہے تو پھر مفعول بہ کا زمانہ یا مکان میں ہونا ضروری ہے

قال محقق فی الجمع :- اگر کسی شخص نے کہا اگنوں میں نے تجھے گالی دی مسجد میں  
ہی میں غلام آزاد ہے اب شتم یعنی گالی دینے والی نے مسجد میں گالی دی اور  
مشتوم جس کو گالی دی گئی وہ مسجد سے باہر ہے تو حانت ہو جائے گا یعنی غلام آزاد رہے  
جائے کیونکہ شرط موجود ہے کہ فاعل مکان میں ہے

اگر گالی دینے والا مسجد سے باہر اور مشتوم مسجد میں ہے تو حانت نہ ہوگا کیونکہ شتم کا  
مسجد میں ہونا ضروری ہے

ولو قال انه ضربت = اگر میں نے تجھے مارا یا زخمی کیا مسجد میں تو ضرور اذ  
آزاد ہے اب مضروب اور مشجوع مسجد میں ہوتا تو عار بھی کھائیں تو حانت ہوگا  
کیونکہ مفعول کا مسجد میں ہونا شرط تھا اگر باہر ہونے مسجد سے مضروب اور شتم  
تو شرط نہ پائی گئی لہذا حانت نہ ہوگا۔

ولو قال انه قتلک يوم الخميس = اگر کسی شخص نے کہا کہ اگنوں میں تجھے قتل کر  
جمرات کے دن تو میرا غلام آزاد ہے اب اس نے اسکی زخمی کر دیا بدھ کے  
دن مقتول جمرات کے دن فوت ہو گیا تو قاتل حانت ہو جائے گا

اگر جمرات کو زخمی کیا لیکن جمعہ کے دن فوت ہوا تو حانت نہ ہوگا کیونکہ  
موت ضروری نہیں



## مرحوم حضرت الکلمہ فی - الفصل

اگر فی کالمہ مصدر پر حاض ہو تو وہ شرط کے معنی کا فائدہ دیتا ہے  
حال محمد - انت طالق فی دخول الدار - تو طلاق ماری ہے اپنے گھر میں داخل ہونے  
میں اب یہاں فی دخول مصدر پر حاض ہے لہذا شرط کے معنی میں ہوگا  
اگر میں حاض ہوئی تو طلاق ہوگی ورنہ نہیں -

(۲) مرحوم قال انت طالق فی حیثک - تو طلاق ماری ہے اپنے حیف میں اب حیف طلاق کے لئے  
شرط ہے اگر طلاق دینے وقت وہ عورت حیف میں ہے تو شرط ضروری ہے  
لہذا فی الحال طلاق مائع ہوگی اگر فی الحال حیف میں نہیں ہے تو طلاق معلق  
ہے حیف تک جب حیف ۲ گئے گا تو طلاق مائع ہو جائے گی

(۳) فی الجامع انت طالق فی محض یوم - تو طلاق ماری ہے دن کے آنے میں اب  
جب وقت صرف کلام کیا ہو اگلے دن آنے میں جیسے ہی فجر طلوع ہوگی لہذا طلاق  
مائع ہو جائے گی (کیونکہ دن کی شرط لگائی ہے)

(۴) مرحوم قال فی صفتی یوم - تو طلاق ماری ہے دن کے گزر جانے میں اب

اس کلام کرنے کی دو صورتیں ہیں یا تو بیدار وقت کلام کرے گا یا دن میں  
اگر رات کے وقت کلام کرتا ہے کہ دن کے گزرنے میں طلاق تو لہذا جیسے  
یہ اگلے دن گزرے گا صفر کے وقت طلاق مائع ہو جائے گی

اگر دن کے وقت کلام کرتا ہے کہ دن کے گزر جانے میں طلاق ہے اور دن کا  
اطلاق جمع صادق سے غروب تک ہے اگر آج ۱۲ بجے طلاق دی تو کل

۱۲ بجے ماری تھا ۱۲ بجے طلاق مائع ہو جائے گی کیونکہ صبح دن  
۱۲ گھنٹے کے بعد ہی ہوگا - (۵ بجے صفر تو چھ گھنٹے آج - اور ۱۲ بجے فجر تو چھ اگلے دن)

حال محمد فی الزیارات (یہ کتاب ہے) اگر کسی نے یہاں تو طلاق ماری ہے  
اللہ کی مشیت یا ارادہ میں لہذا مصدر پر فی حاض ہے شرط کا فائدہ دے گی  
لیکن شرط معلوم نہیں ہو سکتی اسے وجہ سے طلاق مائع نہ  
ہوگی



## فصل حرقہ الباعث للاصفاق

بالاصفاق کے لیے آتی ہے۔ اتصال الشی بالشی اما حقیقۃً اور مجازاً۔ بہ حرقہ  
یعنی یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے میرا مقابل میرے مابعد کے ساتھ ملا ہوا ہے اس  
وجہ سے باب بیع میں باب ائمان پر داخل ہوتی ہے نہ کہ بیع پر داخل ہوتی ہے۔  
محققاً ہذا۔ بیع میں اصل بیع ہے ثمن شرط ہے اور ثمن کی شرط ثمن سے  
خارج ہوتی ہے مزید جریں پر ہے لہذا المعنی = الصفاق وارے معنی کی وجہ سے  
بم کہتے ہیں اگر بیع مہلک ہو جائے تو بیع مرتفع ہو جاتا ہے لیکن ثمن مہلک  
ہو جائے تو بیع مرتفع نہیں ہوتا بلکہ اسکے بدلے کوئی اور ثمن لے آئے  
منقول الخ اذ ثبت ہذا = فائدہ = جا کا مقابل مصلحت یہ ہوتا ہے جس سے ملا جا  
اور جا کا مابعد یعنی مدخول مصلحت ہوتا ہے جو ملا ہو یا ملنے والا ہو  
منقول = اصل یہ ہے باب بیع میں جب باب داخل ہو جائے تو جس پر بآ  
وہ بیع ہوگا اور جس پر نہ ہو وہ اصل ہے۔ لہذا جو۔  
تبع ہے وہ اصل کے ساتھ ملے ہوئی ہوتی ہے نہ کہ اصل کے ساتھ ملے ہوئی  
لہذا جس پر آجائے وہ تبع ہے اور وہ ثمن ہوتا ہے اور جو خالی ہے وہ واد  
یعنی بیع ہے

مثلاً ہذا قلنا = جب کسی شخص نے کہا کہ میں نے بیچا تجھے یہ غلام۔ گندم کے ایک  
کے بدلے اور گندم کی صرف یہ بات کر دی تو لہذا غلام بیع ہوگا کیونکہ با سے  
خالی ہے اور گندم بیع ہوگا کیونکہ با داخل ہے۔ اسی سے معلوم ہوگا کہ قسطن  
سے ہے ثمن تبدیل کرنا جائز ہے۔

ولو قال = کسی نے کہا کہ میں نے بیچا تجھے ایک گندم کے بدلے لہذا اس بیع ہوگا  
کیونکہ با سے خالی ہے اور غلام بیع ہوگا کیونکہ یہ با کا مدخول ہے

وکیونکہ الحقو سلماء۔ با بیع سلم ہوگی کیونکہ گندم بیع ہے غیر معین ہے  
ثمن معین ہے لہذا یہ بیع سلم ہے اور یہ مبادع مقرر ہو تو تبا ہی بیع ہو





## قال علماء فرائض

۱ بیمار و علما و نے فرمایا کہ جب کسی شخص نے کہا اپنے غلام کے لیے کہ اگے تو نے مجھے خبر کی غلام کے آنے کے ساتھ ہی تو آزاد ہے۔

مطلبہ۔ اگر تو نے مجھے ایسی خبر دی جو غلام کے آنے کے ساتھ ملے ہوئی ہے تو تو آزاد ہے اب یہ کلام سبھی خبر پر محمول ہوگا اگر سبھی خبر دے گا تو غلام آزاد ہے اگر جھوٹی خبر دی تو غلام آزاد نہ ہوگا۔ کیونکہ بالعقار کے لیے اسکا آزاد ہونا نہیں ملا ہوا ہے۔

۲ فرمود قال۔ اگر کسی نے کہا۔ اگر تو نے مجھے خبر دی آٹا ملانا ہے تو

غلام آگیا ہے۔ یہی تو آزاد ہے اب یہاں باوجود مذکور نہیں ہے۔ لہذا اس کا آزاد ہونا خبر کے ساتھ ملے ہوئے ضروری نہیں بلکہ مطلقاً خبر اگر جھوٹی خبر بھی دے دے تو آزاد ہوگا۔

۳ فرمود قال۔ اگر کسی نے اسے بھروسے سے کہا کہ اگے تو نکلی گھس سے مگر

میری اجازت کے ساتھ یہی تو طلاق والی ہے۔ مرضاحت۔ اگر تو گھس سے نکلی تو طلاق والی ہے لیکن میری اجازت کے ساتھ نکلی تو طلاق نہیں ہے کیونکہ یہاں ب الصاف کے ہے لہذا اسے کا نکلتا یہ اجازت کے ساتھ ملا ہوا ضروری ہے۔

اگر اجازت کے بغیر نکلی تو طلاق مرتفع ہو جائیگی۔

۴ فرمود قال۔ اب خروج۔ اگر اس نے کہا اگے تو نکلی گھس سے مگر یہ کہ میں اجازت

دے تیرے لیے اب یہاں (ب) نہیں ہے لہذا اب اسے اجازت ضروری ہے (جب اسے اجازت ملے گی) تو اب اسے اجازت ضروری نہیں ہے لہذا طلاق بھی موقوف نہ ہوگی۔

۵ فی الزیادات۔ کسی نے کہا تو طلاق والی ہے اللہ تعالیٰ کے خارج ہونے کے ساتھ

یا پھر اللہ تعالیٰ کے ارادے کے ساتھ یا حکم کے ساتھ یا ب الصاف کے لیے ہے لہذا جب اللہ کی مشیت اور ارادہ ہوگا تو طلاق ہوگی لیکن اسکو معلوم کرنا بیمار عقل سے قاصر ہے لہذا طلاق مرتفع نہ ہوگی۔



## فصل فی تفسیر بیانات

بیان کی سات قسمیں ہیں (۱) تقریریں تفسیر (۲) اسرار تفسیر (۳) لفظ ضرورت  
(۴) بیانات حال (۵) بیانات عطف (۶) بیانات تبدیل  
اقوال نقل = بیانات تقریر = متکلم نے ایک لفظ بولا جسکی مراد ظاہر ہے سب احوال  
میں غیر کا احوال ہے کہ ممکن ہے کہ متکلم نے کوئی اور معنی مراد لیا ہو مگر متکلم  
نے خود ہی آگے ایک اور لفظ ذکر کر دیا جس لفظ نے ظاہر معنی کو ثابت  
کر دیا تو اسکو بیانات تقریر کہتے ہیں

مثالہ: احوال فلان = جب کسی شخص نے کہا کہ واسطے فلاں کے محمدؐ پر گندم کی بوری  
ہے اب گندم کی بوری کا اقرار جس شہر میں کیا ہے تو میری معنی ظاہر ہے سب  
احوال ہے کہ کسی اور شہر کی بوری ہو سکتی آگے بقضین البلد کہہ دیا کہ اس شہر  
کا گندم کی بوری لہذا اسنے اپنی مراد کو بختم کر دیا اسکو بیانات تقریر کہتے ہیں  
انف (نفا) ہزار روپے ہیں جس شہر میں لکھڑے ہو کر اقرار کیا ہے تو اسی شہر کے ہی  
ہوئے گئے سب غیر کا احوال ہے تو اسنے من نقد البلد کہہ کر ختم کر دیا کہ  
اسی شہر کے ہزار ہیں اسکو بیانات تقریر کہتے ہیں

متردد (تکرار) احوال فلان = اسی طرح کبھی شخص نے کہا کہ واسطے فلاں کے  
میرے پاس ہزار ہیں اب لکھ بندھے امانت کے دیے آتا ہے سب احوال ہے  
کہ چوری یا عصب کے ہوں تو اسنے مرید کہہ کر بیان کو ختم کر دیا

## فصل احوال بیانات التفسیر

متکلم نے کوئی لفظ بولا جسکی مراد واضح نہیں ہے سب بعد میں ایک اور لفظ لکر  
مراد کو واضح کر دے تو اسکو بیانات تفسیر کہتے ہیں

۱ احوال = جب کسی شخص نے یا کہ مجھ پر شے ہے واسطے فلاں کے  
اب شے اسکی مراد واضح نہیں ہے تو خوب کہہ کر مراد کو واضح کر دیا ہے کہ مجھ  
پر واسطے فلاں کے کپڑا ہے

۲ احوال علیٰ شے مراد = مجھ پر دس روپے ہیں اور نیف یعنی کچھ اور ہے  
اب نیف کا اطلاق اتنا ہی تھا ہے اگر اسے نے نیف کی وضاحت کر دیا کہ ایک  
یا دو وغیرہ تو اب مراد واضح ہو گئی



محمد بن حنفیہ میں مراد مرافع نہیں کہیں بعد طلاق لاکر مرافع کر دیا  
حکم ہذا میں انہوں نے بیان تقریر و تفسیر کا حکم یہ ہے چاہے یہ مفعول  
یہ موصولاً پر لحاظ سے درست ہیں

موصولاً = جس لفظ کی مراد مرافع نہیں اگر اس کے بعد فوراً مراد لفظ سے  
آتا ہے تو بھی درجہ سے ہذا لفظ کے بعد ثبوتاً کہہ دینا  
مفعولاً = لفظ کی مراد مرافع نہیں ہے ہذا لفظ سے کہیں اسے ورنہ بھرتا  
ہے کہ اسی سے مراد کٹر رہے تو بھی درست ہے۔

← ۱۰۷۷ →

مرافعات بیان التفسیر = وہ ہے مکمل نے ایک لفظ بولا جس مراد مرافع ہو سکی  
جو ایک اور لفظ لاکر اپنی مراد کو تبدیل کر دے اسکو بیان تغیر کہتے ہیں  
اس کی مثال تعلیق امر استثناء ہے تعلیق انت طالق ان دخلت الدار  
جب انت طالق بولا تو مراد مرافع ہے کہ طلاق حلالی ہے لیکن فوراً کہہ دینا ہے  
ان دخلت الدار لہذا مراد کو تبدیل کر دیا ایک اور لفظ لاکر اسکو معلق کہتے ہیں  
استثناء = جامع فی القوم اب اسی لاکر مراد مرافع ہے لیکن آگے فوراً کہہ دینا  
یہ الا زید اب بعضی نفی کر دیا ایک اور لفظ لاکر لہذا اسکو بیان  
تغیر کہتے ہیں۔

مرقد اختلاف الفقہاء = تعلیق اور استثناء کی صورت میں اختلاف ہے  
احناف = معلق بالشرط بد سبب ہے امام شافعی علیہ الرحمہ معلق بالشرط بد سبب فی الحال  
معلق کے پائے جانے کے بعد سبب ہے طلاق کا لیکن شرط کے معلوم  
انت طالق یہ معلق بالشرط ہو کہہ سبب ہے جو میں وجہ سے حکم سے مانع ہے کہ  
لیکن شرط کے پائے جانے کے بعد سبب جب شرط موری تو طلاق بھی ہو جائے گی  
ہوگا گو یا کہ وہ عورت گھر میں داخل ہوگی یا فی الحال سبب ہے  
نواب کہہ دیا ہے انت طالق ہے  
لا قبلہ اس سے پہلے نہیں۔

فائدة الخلاف = اصل اختلاف ان فتاویٰ سے مرافع ہوگا کہ کسی  
تخصص نے ایجنہ عورت سے کہا کہ اگر میں نے تجھ سے شادی تو تو طلاق  
والی ہے



یا بعد میں کہ غلام کو بیٹا ہے اس میں بیوا کا ہوا تو آزاد ہے مطابق مطابق  
 سے اختلاف ملاحظہ ہوگا۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ امام اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں تعلیق درست۔  
 حیثیت میں باطل ہیں کیونکہ ایک فرد کا حکم کو تب معلق کر سکتے ہیں جب جزا علت بنے اسے حکم کی اور جزا علت تب بنتی ہے جب اس کی محل کی طرف اضافت ہو جبکہ یہاں نہ اضافت نہیں تو علت نہیں جب علت نہیں تو حکم کو معلق کرنا لغو ہے۔  
 رضاعت انت طالق = انت طالق علت نہیں بن رہا کیونکہ محل کی طرف اضافت طلاق کا محل نکاح ہے لہذا جب نکاح نہیں تو طلاق نہیں جب طلاق نہیں تو علت ہی نہ بنا جی وجہ سے حکم کو معلق کرنا باطل ہے اسی طرح ملکیت کا مکتبہ کا سبب یعنی محل غلامی ہے جب غلامی نہیں تو آزادی کیسے لہذا علت ہی نہ بنتی جب جی وجہ سے حکم کو معلق کرنا باطل ہے۔



108

و لہذا الحاصلی = معلق بالشرط سبب ہے شرط کے بعد ایک مرتبہ لیا کہ اگر ایک شخص کسی حکم کو کسی شرط کے ساتھ معلق کرنا ہے تو وہ شرط ملک یا سبب ملک ہوئی جائے جس طرح ان ممکنہ فائنت میں اگر غلام کو بیٹا ہے کہ اگر میں ملک ہوا تو تو آزاد ہے اب یہاں شرط ایسا ہے جو ملک بنتی ہے لہذا معلق کرنا درست ہے (حکم کی اضافت ہو ملک یا سبب ملک) ان تر و متعلق اگر میں نے نجد سے نکال کر تو طلاق فرامی ہے اب شادی ملک لہذا کا سبب ہے لہذا معلق کرنا درست ہے کیسی عدم ملک کی صورت میں یوں کہتا ہے کہ ان تر و فائنت فائنت طالق = اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو طلاق ہے اب دخول در عدم ملک کی صورت ایسی شرط ہے نہ ملک ہو سکتی نہ سبب ملک یعنی ایسا نہیں ہو سکتا کہ اجنبیہ گھر میں دروازہ ہو تو اس کا نکاح ہو جائے لہذا تعلیق صحیح نہیں ہوگی اب اگر عورت سے نکاح کے تو گھر میں داخل ہوئی تو طلاق ملاحظہ ہوگی



# حرکت طلاق الحرة = اسی طرح کہ افتلا فی مسئلہ

اما کذا فمعی فی الزمان = خرماء ہیں کہ ایک شخص آزاد  
 عورت سے نکاح کرنے پر قادر ہے صاحب ثروت  
 ہے تو شرط عامہ نوٹ دی ہے نکاح نہیں کر سکتا  
 یا اگر آزاد پر قادر نہیں تو نوٹ دی ہے نکاح  
 کرنے حلیل = من لم یستطع منکحاً  
 طولا ان ینتجح المحضات المؤمنات  
 ماسک ایمانک من فتیانک المؤمنات =  
 مرد شخص جو آزاد عورت پر نکاح کرنے پر قادر  
 نہیں ضمن ماسکتا ہے وہ نوٹ دی ہے  
 نکاح کرنے (و یا غیہ بارہ)  
 نوٹ دی ہے نکاح کرنے کی شرط عدم طول الحرمہ  
 یہ اور طول حرمہ کے فرق میں معلوم ہے  
 لہذا حکم سے مانع ہو گئی۔

ماثرہ

(۲) مراحل طلاق = محرمات کے بیان کے بعد فرمایا حلال کی گئی ہیں جو  
 ان کے علاوہ عورت اب یہ ہیں عام آزاد عورت نوٹ دی ہے جو کس سکتے ہیں

## حرکت طلاق الشافعی =

احناف = کے نزدیک عدم شرط عدم  
 حکم کو مستلزم نہیں ہے ایسا ہو سکتا  
 ہے کہ شرط نہ ہو حکم ہو  
 دلیل = فانفقوا علیہن حتی یضعن حملہن  
 تم خراج کرو عورتوں پر حتی کہ وہ حمل رکھیں  
 یعنی اتفاق کے لیے حمل شرط ہے اگر حاملہ  
 نہیں ہے تو عدم شرط حکم سے مانع ہے آیات میں جو معنی عام پر حالات کرتی ہے  
 من نزلت طلاق = ایک اکم کسی صفت کے ساتھ منصف ہو اب اس موصوف  
 پر حکم لگانا ہو تو ضروری ہے اسی صفت اسے ہے شرط ہے اگر شرط ہے  
 تو حکم لگاؤ گے مرنہ حکم نہیں لگاؤ گے



مثال = کتابیہ لونڈی سے نکاح کرنا ناجائز ہے کیونکہ اس کے لیے مومنہ ہونا شرط ہے۔  
 دریل متیانکلی الموصفات مومنہ لونڈی سے نکاح کر کے بندہ مومنہ ہوا۔  
 نکاح کا حکم لگا بندہ کی صفت اسکے شرط ہے اگر شرط پائی گئی مومنہ والی تو نکاح کر سکتے ہیں مگر نہ نکاح نہیں کر سکتے۔  
 اختلاف ہے = عدم شرط عدم حکم کو مستلزم نہیں ہے لہذا اور کئی نفوس ہیں جو معنی عام پر دلالت کرتی ہے یعنی ان سے ثابت ہوتا ہے مائیکو صلابتیں ہیں تو عام ہے وہاں کوئی عورت مومنہ لونڈی مومنہ ہونا نہ ہو کتابیہ لونڈی سے نکاح کرنا

110

جائز ہے۔  
 حسن صورت بیان = انتفیہ = بیان تفسیر کی صورتوں میں سے ایک استثناء پر  
 اختلاف = استثناء کے بعد جو کچھ بچا ہے۔  
 متکلم نے میں کلام کیا ہے جسے کسی شخص نے لکھ کے رجوع کی علت ہے اولاً مگر استثناء  
 لفلان علی الفی الا فائزۃ واسطی فلان۔  
 کے محمد پر نذر روئے ہیں مگر نہیں ہے۔  
 یعنی ۹۰۰ روئے ہیں تو نذر احناف کے  
 نزدیک گویا کہ اس نے ۹۰۰ کا کلام کیا ہے۔  
 مثال = قولہ علیہ السلام لا تبسوا الطعام بالاعطام۔ تم کھانے کو کھانے کے بدلے  
 نہ ہو مگر برابر۔ مگر اس میں اختلاف ملاحظہ ہوگا۔  
 امام شافعی علیہ الرحمہ = فرماتے ہیں لا تبسوا الطعام استثناء = آپ صفتی کی بیع دو صفتیوں کے  
 یہ متنی مندرجہ صدر کلام ہے اور یہ لکھ کے بدلے جائز ہے کیونکہ یہ صدر کلام کے بیچے داخل ہیں یہ  
 رجوع کی علت ہے لہذا کائنات کے  
 ہر کھانے کی بیع دوسرے کھانے کے بدلے حرام  
 ہے مگر استثناء جو ہے یہ لکھ کے بدلے رجوع ہے  
 مانع ہے لہذا آپ صورت حوالہ کی ہوگی  
 وہ ہے کہ کھانے کو کھانے کے بدلے بیچنا  
 برابر برابر بیچنا یہ نکالنا کہ آپ  
 صفتی کے بیچ دو صفتیوں کے بدلے حرام  
 ہے کیونکہ وہ صدر کلام کے بیچے داخل ہے۔  
 لا تبسوا الطعام



شرعاً کیل سے

احناف سے اور جو معیار مسوی کے نیچے حرافل نہ ہو تو فاعلاً اور تفعلاً یا جائز ہوئی

ہے اور ایک بیٹی کی بیع دو بیٹیوں کے بدلے معیار مسوی نیچے حرافل ہی نہیں  
کیونکہ ہم قادر ہی نہیں اسکو معیار مسوی کے بنائے پر لہذا لایا لیساً جز کی خرابی لازم آئے گی  
نہایت کی طرف

→ ۱۱۱ ←

(۱) من صورت بیان التفسیر۔ جب کسی شخص نے کیا کہ واسطے فلاں کے محمد بن  
نزار روئے ہیں اب علی وجوب کے لیے ہے لہذا نزار واجب ہوئے یکن فوراً کہہ دیتا  
ہے صدیقہ لہذا اب یہ امانت کے ہو گئے وجوب سے حفاظت کی طرف بھیج دیا  
۲ قولہ اعطیتی تو نے مجھے عطا کر دیا تھے نزار اب اعطاء قبضہ کے ساتھ نام موحیات  
یکن فوراً کہہ دیا کہ فلاں قبضہ میں نے قبضہ نہیں کیا لہذا اس نے بیان کو  
تبدیل کر دیا۔ اسلفتی۔ تو نے مجھے بیع سلم کے طور نزار روئے دے دیے تھے  
اب بیع سلم سے شی کے خر سے قبضہ موحیات ہے یکن فوراً کہہ دیا کہ میں نے تو  
قبضہ ہی نہیں کیا لہذا یہ بیان تفسیر ہے

(۳) علی الف زیوف = مجھ پر نزار روئے ہیں اب نزار سے کہوں کا وجوب موحیات  
فوراً کہہ دیا زیوف اب ہے کھوٹے ہونے کے اسکو بیان تفسیر کہتے ہیں  
حکم بیان التفسیر۔ بیان تفسیر کا حکم یہ ہے یہ موصول تو درست  
ہوتا ہے یکن مفعولاً درست نہیں ہوتا یعنی فوراً کلام لایا جائے جب اس نے  
الف کہا تو فوراً زیوف کہہ دے تو بیان تفسیر ہے ورنہ درست نہ ہوگا۔

مذہب مسائل مختلفا۔ ان مسائل میں علماء نے اختلاف کیا ہے یعنی بیان تفسیر  
کے بار بھی کئی صورتیں ہیں ان صورتوں کو بعض نے بیان تفسیر میں شمار کیا  
ہے یکن وہ موصول ہوں اگر مفعولاً ہوں تو ناجائز ہیں بعض کہتے ہیں  
بیان تفسیر سے شمار کرتے ہیں لہذا بیان تبدیل کو عام شخص تبدیل نہیں  
کر سکتا بلکہ شارع علیہ السلام کا ہی حق ہے۔

→ ۱۱۲ ←

اقابیان الف مرتبہ = وہ ہے جو کلم کے کلام سے سمجھا جائے کلام کو اس کے لیے  
حلاً یا نہ گیا ہو بسا اقتفاء معلوم ہو جائے۔

قولہ تعالیٰ فرارہ البرہ فلاقہ الثلث = اگر کوئی شخص فوت ہو گیا اس نے  
ایک ہی نقطہ مرالدین کو چھوڑا تو اب مرار سے ماں باپ ہوں گے



سب سے پہلے شہر احمدیہ میں بابیوں کا کام کرنے کے لیے چلایا گیا۔ یہ اقتفا یہ عملہ  
مقرر کیا کہ بقیہ احمدیہ بابے ہیں حالانکہ بابے کے لیے کام چلایا نہیں گیا۔

موتی کہ بقیہ جو حصے باپ کے ہیں حاکم کہ باپ کے بچے کا ام حلا یا نہیں گویا۔

[illegible]

تیرا ہوگا ابے مفتاحِ معلوم ہو گیا بقیہ حاس کا ہوگی

مرکز ملک کو امر میں ہے اگر کسی نہ وصیت کی کہ فلاں اور فلاں کے لیے ہزار ہے  
اب ایسا کا حصہ بیان کرنا ہوگا فوت ہو گیا لہذا اقتفاء دوسرے کا حصہ مقرر ہوگا  
ولو طلق احدی من امرئینہ کسی شخص نے اپنی دو بیویوں کو کہا کہ تم میں سے  
ایک کو طلاق ہے اب ایسا سے وطن کر لے تو دوسری کو ملائے ہو جائے گی اقتفاء  
مخلاف الوطی ہے اگر کسی شخص کی دو لونڈیاں ہیں اب اس نے کہا تم دونوں میں  
سے ایک اسناد ہے اب کسی ایسا سے وطن کر لے تو دوسری کا آزاد نہ ہوگی کیونکہ لونڈی  
سے وطنی درہم لحاظ سے کی جاتی ہے ۱۰ جس کے طریقے سے (۱۱) نکاح کے طریقے سے  
لہذا اگر وطن کرتا ہے تو ملک کی جہت متعین نہ ہوگی کہ یہ کونسی وطنی کر رہا ہے  
پھر نکاح ہے اسکو آزاد کر کے شام کو نکاح کر کے وطنی کر رہا ہے

اقاب یاد کے احوال :- مخاطب کو وہ خاموش ہے جو اس کی حالت کو ظاہر کر رہا ہے کہ صحابہ کرام علیہم السلام نے کوئی کام کیا سنیہ آقا علیہ السلام نے دیکھا کہ خاموشی اختیار فرمائی مگر تو آقا علیہ السلام کا خاموش رہنا اس کام کے حوالہ پر دلیل ہے کیونکہ اگر نا جائز ہوتا آقا علیہ السلام کبھی خاموش نہ رہتے ۔

والشفيح = نہ بیک زمین ہے اور اسکا پھیلنا یہ ہے کہ اگر زمین زمین بیٹھا جاتا ہے  
تو زمین پر لائیم ہے بکری سے جو چھوڑے ہوئے اس کا حق اگر بغیر عہدہ چلے زمین سے بیج  
دیا تو بکر عدالت میں کیس کر سکتا ہے ۔ اگر وہ بیٹھا ہے یعنی زمین اور  
بکر کو کس نے کہا کہ زمین بیجی جا رہی ہے ۔ اب بکر خا موٹا رہا



۱۵۱) باکرہ لڑکی کو خبر ملی کہ دلی اسکا نکاح ملان سے کر رہا ہے لہذا اسکی خاموشی سے سمجھا جاتا ہے

یہ خاموشی ہے اس بات کی دلیل ہے کہ وہ راضی ہے۔ بعد میں دعویٰ نہیں کی سکتا

امور کے = نے کہا اسے غلام کو دیکھنا بازار میں کہ وہ خرید و فروخت کر رہا ہے تو وہ خاموش رہا تو خاموشی رہنا اسکی خرید و فروخت کے اجازت ہے۔ لہذا وہ بعد ماذون ہو گیا عام غلام کیسی ہے کیونکہ صرف اس کے احکام علیحدہ ہیں۔ بعد ماذون سے سامان ہلاک ہو تو خود رضائے حاکم مدعی علیہ = اس مدعی کو نہ دے گا۔ ایسا مدعی علیہ ہے جس پر دعویٰ کیا گیا۔ جس نے دعویٰ کیا ہے اس پر ضروری ہے کہ گواہ پیش کرے اگر گواہ پیش نہ کرے تو مدعی علیہ پر قسم ہے اگر مدعی علیہ خاموشی رہا تو جس چیز کا مدعی علیہ انکار کر رہا تھا اب اسکا اثر اکر چکا ہے۔

مرفاحت = زید نے بکر کا ہزار روپیہ دینا ہے بکر نے کہا زید کو کہ میرے پیسہ اس کو زید خانکار کر دیا اب بکر عدالت میں جاتا ہے مدعی بن کر کہتا ہے کہ زید نے میرے پیسے دینے میں اب قاضی نے گواہ پیش کر دیں بکر گواہ پیش نہ کر سکا اب زید پر جو مدعی علیہ ہے اس پر قسم ہے لیکن یہ قسم اٹھانے سے خاموشی رہا لہذا یہ خاموشی بکر کے اثر پر درمیں ہے بالاتفاق ہزار روپیہ لاؤں گا لیکن وہ اقرار کے طریقے پر ہے یا بذل یعنی دلیسے خرچ کے طور پر ہے اس میں اختلاف ہے صاحب فرماتے ہیں بلال اقرار کے طریقے امام صاحب فرماتے ہیں بذل کے طریقے پر ہوں یہ مراجب ہوئے ہیں دلیل کیونکہ اگر وہ سچا ہوتا گے دلیسے ہی خرچ کر رہا ہے کہ اس نے پیسے نہیں دیئے تو قسم ضرور اٹھانا ہے دلیل = کیونکہ جو ایمان والا ہوتا ہے جو سچی قسم قسم نہ اٹھانا دے کہ مراقبہ ہزار دینا ہے اٹھانے سے بھی جتنا بے کرتا ہے ایسا نقصان کر لیتا ہے لیکن قسم نہیں اٹھاتا طعنہ موصوفین خیر

خالص حاصل = جس کام پر خاموشی ہو تو وہ بیان کے مرتبے میں مطلب یہ ہے کہ وہ جائز ہے قلنا = اس وجہ سے اگر کسی علماء کسی مسئلہ پر متفق ہو جائیں اس میں سے بعض خاموشی رہیں بعض صراحت کریں تو لیر خاموشی بھی صراحت ہوگی رضا خدی

115

آما بیان العطف = تعریف = شے معصومہ پر شے غیر معصومہ کا عطف ڈال کر اسے اس کا کو در کر دینا بیان عطف کہلاتا ہے۔

مثال = جس طرح کہ تو عطف ڈالے مکلیسی موزوں سے کا جملہ مجملہ پر تو مکلیسی موزوں سے آکس عدد سے ابہام کو دور کر دے۔ جیسے حب کسی شخص نے کیا فراستے فلاں کے بعد ہر سو اب یہ مجمل ہے، ہتھ نہیں کسی چیز کا سو ہے



تو اس نے درہم کی گوریوں کو دوزخ کر دیا کیونکہ جب درہم پہاڑ سو کا انجیل بھی ۲۲  
ہو گیا لہذا آپ سو آپ درہم عراجیوں کے اسی طرح حانہ بنتے ہیں اس کا  
عطف ٹال دیتا ہے قفین میں تو اب ۱۵۱ بوری کا لازم ہوں گی

مرکز احوال عامہ بتاتا ہے یہ محمول ہے اس پر فیکٹری کے کاغذ ڈال دیتا ہے یوں  
 کہتا ہے ٹیلٹڈ انورٹمنٹ ایسا سوچی سمجھے ہوئے ہے اس کے طور پر ٹیلٹڈ دراصل یہ موزونی ہے  
 ہے نیز اس کا عطف ڈال کر 103 درجہ ثابت کر دیے = اس کے طور پر عددی کا عطف

مثلاً دینا جیسے تلمذ امیر و غلام صاحب ہوں گے تو یا نہ وہ ہوں کہہ رہا ہے  
کہ احمد مشہور بیٹھتا جس طرح یہاں احمد صاحب ہوتے ہیں تو وہ غلام بھی ہوتے  
بخلا ہے۔ کسی موزونے کے کا یا تو عطف عدد پر ڈالیں گے یا محدود پر لندا

یہ بالاتفاق جائز ہے اگر محدود مکملی موزونی شے جو تو عدد پر بالاتفاق عطف جائز  
اگر محدود مشر مکملی موزونی شے جو تو عدد پر عطف ڈالنے میں اختلاف ہے  
فائدہ صرف عام میں مصطفیٰ علیہ اگر مکملی یا موزونی شے جو تو محدود یا تمیز کو عطف کرد

جہاں ہے = طرفین کریمین <sup>علیہما السلام</sup> فرماتے ہیں کہ معدودہ غیر مذکورہ ہو رہی ہے تو عطف کے صورت کے لیے شرط ہے کہ غیر مذکورہ ہو رہی ہو۔

نام یوسف <sup>علیہ السلام</sup> فرماتے ہیں کہ اسی کا نام جانتے ہو تو آئے علیہ السلام کیا کرتے ہیں حاقبل معمر نورانی

صیغہ خلیل بن سب سے مراد عطف جائز نہیں  
مثالیں = عائشہ و خولتہ عائشہ و خولتہ عائشہ و خولتہ عائشہ و خولتہ  
یہ لیکن خبر میں صرف اہم کے اندر صرف نہیں بنتے لہذا محالیں باطل ہیں طریقی

نزدیک صید امام حسینؑ کے نفرتیں مٹا پسے جائز ہیں۔

→ ۱۱۵ ←

اما بیان التبدیل = وہ حکم کو منسوخ کرنا ہے اور احکام اللہ کے منسوخ کرنا فقہ



فروا لحول الجمع - اقرار طلاق عثمان مثنیٰ کسی نے کسی نے اقرار کر لیا تو اب جمع ہو گیا

اک طرح طلاق دے دیا یا غلام کو آزاد کر دیا اب جمع کا اختیار نہ ہوگا  
 فرو قال لفلان علیّ الف قومن - یا اب ایک دوسرے کو بھاری ہے لیکن انہوں نے  
 کیا تھا کہ بیانہ تغیر کے اور بھی صورتیں ہیں جن کو بیان تبدیل میں بیان کیا جائے  
 گا کسی نے کیا محمد پر ہزار روپے قومن کے ہیں یا بیس کاٹن ہے اب وہ فوراً زبور  
 کہہ دیتا تو صاحب جس کے نزدیک بیانہ تغیر ہوگا یونکہ معمولاً ہے  
 امام صاحب فرماتے ہیں بیان تبدیل ہوگا اگر صغیراً ہو یا عموماً اب بھر  
 ہی صاحب پر گئے کہوئے کہنا یہ بیان تبدیل ہے

فرو قال لفلان کسی نے کسی نے کیا محمد پر ہزار روپے ہیں اس کو نوٹ دی کے ٹمن ہے  
 وہ نوٹ دی جو تو نے محمد بیچ دی تھی اور میں نے قبضہ نہیں کیا ہے

امام صاحب فرماتے ہیں یہ بیان تبدیل ہے لہذا قبضہ ہو کر کہ علیّ الف تب ہی کیا  
 کہ جب ٹمن صاحب ہو گیا اس پر قبضہ ہو گیا ہے تو ہزار کا اقرار کر لیا ہے لہذا اب لہذا قبضہ  
 کہنا ضلّ بیان تبدیل مکمل شری کو تبدیل کرنا ہر بات ہے

حریں - اگر بیع میں بیع صلاک ہو جائے قبضہ سے پہلے تو بیع منع ہو جاتی ہے اور  
 ٹمن بالکل لازم نہیں ہوتا لہذا جب قبضہ نہ ہو تو بیع لازم نہیں ہوتا لہذا یہاں پر  
 علیّ الف کہنا قبضہ کے بعد ہے اب لہذا قبضہ کا اختیار نہیں ہوگا

## الحی ۱۱۴ الثالث

لغوئی = معنی عادت اور طریقہ = جبکہ اصطلاح میں یقیناً مذکور ہے

مضماع = سنت وہ عادت ہے جو غرض اور مراجعہ سے ثابت ہو اور اس کا علیہ اسلام ہے

اصول فقہاء کے بارہ چیز جو آقا علیہ السلام سے صادر ہو اسی طرح عبادت و تابعین کرام  
 عظیم الزمان سے ثابت ہو خواہ وہ ان صفات کا قول ہو یا فعل ہو یا تحریر ہو سنت  
 قول جو ان صفات نے فرمایا یا کیا تقریر ان صفات میں سے کسی ہستی کے سامنے ہوئی

کام ہو اور انہوں نے خاموشی اختیار کر کے جو ان کا نہ کیا ہو لہذا اسکو تقریر سنت میں

محدثین کرام فرماتے ہیں کہ تعریف اصولیوں مرئی ہے لیکن فرقاً بدیہی محدثین کے یاں

سنت خبر حدیث بدایا ہی ہیں لہذا جبکہ اصول فقہ مرئی کہتے کہ سنت عام ہے

کہ قول فعل تقریر جبکہ خبر حدیث عام ہے بلکہ خاص ہے کیونکہ اسکا تعلق فقط قول کے ساتھ



فہم بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آقا علیہ السلام کی سنتوں کی تعداد حدیث کی

خبروں اور کنکریوں سے بھی زیادہ ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جس طرح ر  
کے خردیے اور کنکریاں شمار نہیں ہو سکتیں اسی طرح سنت بھی شمار نہ ہو سکے یہ مطلب  
بلکہ سنت کی تعداد شمار ہو سکتی ہے لیکن یہاں پر ثبوت کے طرف اشارہ کرنا مقصود  
فصل فی اقسام الخیر = سوال = آپ نے بحث سنت کے شروع کئے اور فصل خبر کے بار  
میں یہ توضیح عن المحدث کے خیر الی لازم آئے گی

۷ = چونکہ اصول فقہ والوں کے نزدیک خبر کا تعلق قول کے ساتھ اور آنے والی قہ  
کا تعلق بھی قول رسول کے ساتھ ہے اس وجہ سے خبر کہہ دیا

خبر یعنی سنت کا حکم = خبر رسول کتاب اللہ کے مرتبے میں ہے یعنی بطرح قرآن یا  
پر یقین اور عمل کرنا ضروری ہے کیونکہ جس نے آپ علیہ السلام کی اطاعت کی اسے

اللہ کی اطاعت کی ہے فاما خبر = پہلے کتاب کی بحث میں بطرح ۱۲ اقسام کا ذکر  
اسے طرح سنت کے بھی ۱۲ اقسام ہوں گے = خاص عام مشترک عمل - متعلق بلائ

۱۲ = اذیۃ المینۃ بدیارت سوال مقدار کا جواب ہے سوال = آپ نے سنت کو قرآن کے  
صلا دیا ہے تو بطرح سارا قرآن متواتر ہے اس پر یقین رکھنا ضروری ہے اسے طرح تمام

بھی متواتر ہونی چاہیں آپ نے اقسام کیوں کر دیں ؟

۷ = ہم تقسیم کرتے ہیں لیکن حدیث کے ثبوت اور اتصال میں شبہ ہوتا ہے یعنی حدیث  
میں شبہ ہے اس وجہ سے تقسیم کر ڈالی۔

لہذا المعنی مدار الخبر علی ثلثہ اقسام = حدیث کے تین قسمیں ہیں۔ وجہ حصرہ یا توجہ حدیث  
بطریق محبت آقا علیہ السلام سے ثابت ہوئی اور بغیر شبہ کے ہو تو وہ متواتر ہے۔ اور جس پر

تھوڑا سا شبہ ہو اسکو مشہورہ اور جس میں شبہ اور اتصال ہو وہ خبر واحد ہو

۱۱ =

۱۱ =

۱۱ =



مشہور ہو رہے جو قرآنِ اولیٰ یعنی مجاہد کے زمانے میں خبر واحد کی طرح ہو یعنی

ایک شخص نے جماعت سے یا جماعت نے ایک شخص سے روایت کیا ہو یعنی دو طرفوں  
میں سے ایک طرف واحد کی ہو اور قرآنِ ثانی اور ثالث یعنی تابعین اور ترقیٰ بعین  
کے زمانے میں مشہور ہو گئی ہو حتیٰ امت کو دیکھی خبر متواتر کی طرح ہو کر  
جیسے معزور پر مع کرنا۔ اور شیعہ کے لئے جسم کرنا

شعرا متواتر خبر متواتر کا حکم یہ ہے کہ علم قطعی کو واجب کر دیتا ہے اور اس  
پر قرآن کی طرح یقین رکھنا ضروری ہے اسکا منکر کا ضرر ہے

مشہور کا حکم یہ ہے کہ یہ علم طمانینت کو واجب کرتی ہے = طمانینت یقین کے نیچے  
اور ظن کے اوپر ہوتی ہے اسکو منکر بدعتی ہے گمراہ ہے

ولا خلاف - ان دونوں حدیثوں پر عمل کرنا ضروری ہے اسی میں کسی کا اختلاف نہیں

انما الکلام صرف اختلاف خبر واحد میں ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسا کہ ایک نقل

کرے جماعت سے یا جماعت نقل کرے ایک سے یا ایک نقل کرے اس سے

اس میں تعداد کا کوئی اعتبار نہیں جہاں تک حدیث مشہور کو نہ پہنچ جائے

حکم = خبر واحد پر عمل کرنا واجب ہے اعتقاد علی عقائد کے باب میں سنن کچھ نقل کر

کے ساتھ ۵ بابوں میں ۱۱۸ حدیثیں متفقہ طور پر گار ہو

سے حافظ ہو کہ سنن پر یاد رکھ سکے لے اساقبل ہو کچھ یا مجنوں نہ ہو اور جگہ

تک نہ لینی ہو آقا علیہ السلام کی طرف سے انہ کی شرائط سے مساتھیں۔

۱۱۸

ثنا الراوی عن عمال اصل = راوی کی اصل کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں

① معروف بالعلم والاجتہاد = عالم ہو پڑھا لکھا ہو۔ اور اجتہادی صلاحیتوں کا مالک

ہو یعنی کوئی ایسی چیز جس کا حکم قرآن و سنت سے نہ ملے تو اسکو اپنی سوچ اور رائے

سے قرآن و سنت کے مطابق حل کر سکے جیسے = طہیرون اسکا قرآن و سنت سے حکم نہیں

ملا سکتا مجتہد نے غور و خوض کیا کہ شراب میں بھی علت نشہ ہونا اور اس میں بھی نشہ

سے لہذا علت صحت کہ کتب و جہ سے طہیرون کو بھی حرام قرار دیا

سراحدی = جو راوی معروف بالعلم والاجتہاد ہے وہ خلفاء اربعہ سے سیر حضرت

ابی بن کعب عائشہ رضی اللہ عنہا مرثیہ سارہ حضرت معروف بالعلم

والاجتہاد ہیں ان کے حکم ملا صغہ کرو



سکھ کر جب ان حضرات کی حدیثیں پڑھیں تو اس آیت بطریق صحت لہذا ان کی حدیثیں پر  
ہی عمل کریں گے اگر ان کے مقابلے میں قیاس آجائی تو سکو چھوڑ دیں گے

مثال = رسول اللہ محمد ﷺ حضرت ابو موسیٰ اشعرى رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صورت  
محبابہ کرم عظیم الرضوان جماعت میں کھڑے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور ان کی آنکھوں میں پھل  
تھی اب جماعت میں شامل ہونے کے لیے دو چارے تھے ایک ایک گھٹری میں گر گئے جبکی وجہ  
سے محبابہ کرم عظیم الرضوان نے قہقہہ لگایا اب نماز کے بعد آقا علیہ السلام نے فرمایا جس نے قہقہہ  
لگایا ہے وہ وضو کرے اور نماز پڑھائے عقل قیاس تو کتنا ہے کہ وہ وضو نہیں پڑھتا چاہیے  
کیونکہ وضو تو فرض من السبیلین سے پڑھتا ہے اور نماز ٹوٹ جائے گی کیونکہ قہقہہ  
یہ کلام کے متبادر ہے لہذا اسی طرح کلام سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اسی طرح قہقہہ سے بھی  
نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ لہذا قیاس کو چھوڑ دینا چاہیے حدیث پر عمل کریں گے

مثال = رضی اللہ عنہ حدیث تاجہ بن اسلم = مسئلہ = اگر عورت مرد کی جماعت میں سر دے کر سجدے کرتی ہو  
تھوڑی ہو گئی یا مرد عورت کے ساتھ کھڑا ہو گیا دونوں صورتوں میں مرد کی نماز ٹوٹ جائے  
گے حلیل = آخر تو کھڑے نماز رکعت اللہ۔ تم موقوفہ عورتوں کو جس طرح اللہ  
نے ان عورتوں کو مقرر کر دیا۔ یعنی آدم علیہ السلام سے حوا علیہا السلام بعد میں  
عقل = کہتی ہے کہ دونوں کے ٹوٹے یا دونوں کے نہ ٹوٹے یعنی حدیث کے مقابلے آگیا  
لہذا قیاس کو چھوڑ کر حدیث پر عمل کریں گے۔

رضی اللہ عنہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ  
میں نے قمار اور رقص کرنے سے منع کیا ہے اور اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

عقل = کہتی ہے کہ وضو نہیں ٹوٹتا چاہیے کیونکہ وضو تو اسی سے ہے تو نہ تو وضو ٹوٹتا ہے جو وضو کے  
اندھ سے آٹھ سے جبکہ قہقہہ تو وعدہ کے اوپر سے آتی ہے لہذا وضو نہیں ٹوٹتا چاہیے  
اس حدیث پر عمل کریں گے قیاس کو چھوڑ دیں گے

رضی اللہ عنہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نماز میں فرض نماز میں تاخیر ہو جائے یا کوئی واجب وضو ٹوٹ جائے  
تو سلام کے بعد دو رکعت ہے۔ حلیل = لکن سورہ سموات 1 جو آیت

عقل = کہتی ہے کہ نماز میں کمی مراع ہو جائے لہذا بھی نماز میں کمی ہو رہی کی جائے  
سلام کے بعد یہ تو نماز ہے باہر ہو کر بھی پڑھ کر رہا ہے۔

لہذا حدیث پر عمل کریں گے قیاس کو چھوڑ دیں گے



الف۔ الثانی۔ راویوں کی دیکھا قسم پر وہ راوی جو حفظ اور عدالت میں مشہور ہوں

لیکن اجتہاد اور فتویٰ میں مشہور نہ ہوں۔ حافظہ اچھا ہو۔ عدالت یعنی احکام شریعہ پر ابتدائی پابندی ہو لیکن اجتہاد میں صلاحیتوں میں مشہور نہ ہوں

راوی کو نسیہ ہیں۔ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور انیس بن مالک رضی اللہ عنہم پر اس قسم کے راوی ہیں حکم۔ جب ان جیسے راویوں کی حدیثیں تیرے پاس آجائے تو دیکھیں گے کہ قیاس کے مطابق ہے یا نہیں اگر قیاس کے مطابق ہے تو حدیث پر عمل کریں گے اگر قیاس کے خلاف ہو تو حدیث کو چھوڑ دیں گے قیاس پر عمل کریں گے

نوٹ۔ مگر یہ بعض احناف کا مذہب ہے جبکہ جمہور احناف کے نزدیک جو راوی حفظ اور عدالت میں مشہور ہے ان کی حدیثیں پر عمل کریں گے قیاس کو چھوڑ دیں گے

مثال۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسا کہ آگے نے چھوایا ہو اس سے منکر ٹوٹ جاتا ہے مگر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے قیاس پیش کیا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اگر آپ ان سے منکر کریں تو کیا آپ کا منکر ہو جائے گا آگے ابو ہریرہ خاموش ہو گئے اگر قیاس کے خلاف کوئی راوی ہو تو قیاس کو چھوڑ دیں گے

سوال۔ اس حدیث سے بعض احناف کا مذہب ثابت ہو رہا ہے؟

ج۔ یہ حدیث قیاس کی وجہ سے ترک نہیں کی جاسکتی بلکہ یہ حدیث منسوخ ہو گئی تھی پہلے اس حدیث پر عمل تھا بعد میں نسخ کر دیا اور ابو ہریرہ کو نسخ کا علم نہ تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا لہذا یہ حدیث ہی منسوخ ہے۔

و علیٰ هذا ترك الامام بناءً علیٰ اور حدیث بھی چھوڑ دیا گئی قیاس کی وجہ سے یعنی مسئلہ یہ کہ فقرات۔ بسا اوقات ایسا ہوتا جاوے گا کہ وہ لوگ لیا جاتا ہے اسکے تھنوں میں ہر لبر میں اسکو پیچ دیتے ہیں تاکہ اچھے دیش پر پک جائے اب کہنے کے لیے پیچ دیا اب عسکری اس عیب پر مطلع ہو گیا اب حکم چھوڑ دیا کہ وہ اسی قیمت میں چاہے تو رکھ لے یا واپس کر دے لیکن ایک صاع بھی ساتھ دے گا واپس کی صورت میں کیونکہ اسی نے ایک درہم دیا ہے لہذا ایک صاع کھجوریں دے گا۔

قیاس۔ یہ حدیث عقل کے خلاف ہے کیونکہ ایک صاع درہم کی مثل ہی نہیں ہے سو کتنا درہم زیادہ دیا ہو یا کم یا مو صاع کھجوروں سے یا پھر جتنا درہم دنی کھجوریں دے سوال۔ یہاں پر بھی حضرات بعض احناف کا مذہب ثابت ہوا کہ حدیث کو چھوڑ کر قیاس پر عمل کر رہے ہیں



ہر آج یہ حدیث قیاس کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ ضرور واحد ہے اور یہ کتاب اللہ کے مخالف آگیا ہے۔  
 مراد عاقبت میں خدا تعالیٰ مغموم ہے جتنا بدل لیا ہے اس کے لئے اتنی ہی مسزادہ  
 لہذا برابر یہ حدیث نہیں کہی وجہ سے چھوڑ دیا ہے لہذا احناف جمہور کا مذہب ضامن ہے۔

← ۱۲۵ →

و باعتبار اختلاف احوال السوارة = جب راویوں کے احوال مختلف ہیں ہر راوی کی اپنی صورت  
 دیکھتا ہے وہی وجہ سے ہم نے یہاں خبر واحد پر عمل کرنے کی چند شرائط ہیں۔ سب سے پہلی یہ  
 کہ وہ حدیث کتاب اللہ کے مخالف نہ ہو ⑤ حدیث مشہورہ کے مخالف نہ ہو (۳) ظاہر کے مخالف نہ  
 ظاہر سے مراد یہ ہے کہ عبادہ کرم عظیم الشان کا عمل کچھ ہو حدیث کچھ بتاتی ایسا نہ ہو  
 قال علیہ السلام: آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد احادیث کی کثرت ہو جائے گی لہذا جب آ  
 پاس کوئی حدیث آجائے اسکو کتاب اللہ پر پیش کرو اگر موافق ہو تو عمل کرو ورنہ چھوڑ دو  
 ح تحقیق خالص حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ راویوں کی تین قسمیں ہیں۔  
 ① مومن = جو غیص ہو اور آقا علیہ السلام کی محبت پائی ہو اور وہ مومن آقا علیہ السلام کے کلام کا  
 صفی بھی سمجھا ہو (۱۲) الموالی = درہماتی آگیا آقا علیہ السلام کی مجلس میں اسنے آقا علیہ السلام سے کچھ سنا  
 اسکی سمجھانہیں ہے پس اپنے قبیلہ والوں کے طرف گیا اور آقا علیہ السلام کے لفظوں کے بغیر اپنے  
 الفاظ میں بیان کرنے لگا اور کلام کا معنی تبدیل ہو گیا اور اسکا گمان بد ہو کر میرے طرح کوئی پیدا  
 کر ہی نہیں سکتا (۳) منافق = جس کا اتفاق ظاہر ہو مگر بظاہر موافق ہو اور وہ آقا علیہ السلام کے الفاظ کا  
 معنی دوسرے الفاظ کے ساتھ حدیث بیان کرے اور افتراء بلذہ دے اور اس سے لوگوں  
 نے سن لیا اور لوگوں نے اسکو مومن گمان کیا اور لوگوں نے آگے بیان کر دیا حتیٰ کہ وہ حدیث  
 مشہور ہو گئی لہذا جب راوی مختلف ہیں تو ضروری ہے کہ اس حدیث کو قرآن و سنن و  
 پر پیش کرو اور مشہورہ پر پیش کرو اگر موافق ہو تو عمل کرو ورنہ چھوڑ دو

← ۱۲۱ →

و نہ طبر اللہ عن کتاب اللہ پر حدیث کو پیش کرنے کی مثال۔  
 حدیث۔ جس نے گھر کو چھو اسکا وضو ٹوٹ گیا کتاب اللہ فیہ رجال اہل قہور ہے جب آ  
 کرتے تو یہ پتھروں کے ساتھ بعد میں پانی کے ساتھ دھوئے (تو انہی شان میں آیت نازل ہوئی  
 کہ بڑے صفائی پسند لوگ ہیں کرتے استنجای ہیں تو اللہ انہی پاک بیات کر رہا ہے اگر نجس ہوتا  
 خد کرے یا تھک لگنا تو تسطیر نہ نہ لگتا بلکہ تنبیاً فرماتا ہے ولا تم ازکم نجس  
 نہیں لہذا حدیث کو چھوڑ دیا گئے قرآن پر عمل کریں گے







اگر کسی کو یہ معلوم ہو کہ میں نے کسی کو کوئی چیز عطا کی ہے تو اس کو قبول کرنا ضروری  
 کر وہ مرید ہے یا عطا دے دے اب قبول نہیں کریں گے کیونکہ یہ ظاہر کے خلاف ہے۔  
 درلوا شتھہ۔ اگر کوئی شخص جنگل میں ہو اس پر قبلہ مشرب ہو گیا معلوم ہو کہ میں  
 قبلہ کسی طرف ہے اب اگر کوئی ضرور دے کہ جہاں یہ قبلہ اس طرف ہے لہذا اس کو قبول کرنا  
 ضروری ہے۔ میں نے جنگل میں دے اکو پانی دے لیکن معلوم نہیں کہ یہ پاک  
 ہے یا ناپاک ہے۔ اب کسی نے خبر دی کہ وہ نجس ہے لہذا خبر ظاہر کے مطابق ہے قبول کرنا  
 گئے۔ اب یہ وہ مضائقہ ہے جس سے یہ گما

**فصل خبر الواحد صحیحہ علیٰ اربعہ مصادیق**۔ خبر واحد چار مقامات میں جتن  
 ہے نوٹ حجت کی بنا ابطال کے اندر ہے نہ کہ اعتقاد دینا ہے۔

① خالص اللہ کا حق ہو سکتا ہے سزا نہ ہو جسے غلط فہمی سے لے کر خالص بندے کا حق ہو  
 جس میں الزام محض ہو یعنی کسی پر کوئی شے لازم ہو رہی ہو۔ (علیٰ فلان الف)  
 یعنی فلاں نے میرا ہزار روپیہ دینا ہے (۲) خالص بندے کا حق ہو کوئی الزام وغیرہ نہ

② خالص بندے کا حق ہو سکتا ہے من وجہ الزام نہ ہو  
**خبر واحد کا حکم الاول**۔ اس صورت میں خبر قبول کی جائے گی کیونکہ خالص اللہ  
 کا حق ہے اور کوئی سزا نہیں کیونکہ آقا علیہ السلام نے ایسا امرابی کے خبر کو قبول کیا جب  
 صفات کے حوالہ کا مسئلہ ہوا لہذا رضوان اللہ کا حق ہے سزا نہیں ہے۔

الثانی۔ اس صورت میں خبر واحد قبول کریں گے جسے شرط یہ ہے کہ دو عادل گواہ  
 ہوں جسے کسی پر کوئی شے لازم کرنی ہو تو دو گواہ ہونے چاہیں ماحول اب خبر قبول ہو  
 الثالث۔ خبر واحد قبول کریں گے چاہے وہ عادل کی خبر ہو یا فاسق کی ہو جس  
 معاملات مختلف ہیں کالیں دین کیونکہ آقا علیہ السلام صریح قبول کرتے تھے لوگوں سے  
 اب لوگ عام قیے فاسق بھی اور عادل بھی

الرابع۔ خبر واحد قبول کریں گے جسے شرط یہ ہے کہ دو گواہ ہو یا ہر  
 ایک گواہ ہو سکتا ہے عادل ہو یا فاسق عند اہل حنفیہ ماحول۔ ج طرح کہ عہد  
 کی کوئی کچھ نہ ہوئے تھے جو اختیارات دے رکھے تھے وہ اس وجہ سے ہیں  
 لہذا اب غلطی والا حکم ہے گا۔

تجہ مراکت سے خراج کر دیتا ہے (حکمی واجب الزام و وجہ الزام)



اجماع - لغوی معنی عزم اور اتفاق ہے یعنی بختہ ارادہ کرنا یا پھر جمع ہو جانا جیسے کیا جاتا ہے  
 اجتماع علماء کے مذاہب کے عزم - ملا ہے اس کام کا بختہ ارادہ کیا۔ اجتماع علماء کے اتفاق  
 اصطلاحی ہے - کسی مسئلہ پر علماء اہلسنت کا ایسی ذہان میں متفق ہو جاتا  
 اور وہ علماء متفقہ سر پر بیڑ گار بھی ہوں جیسے آئمہ اربعہ۔

معیل فی الاجماع - آقا علیہ السلام کے ظاہر عرفات کے بعد اس امت کا شروع مسائل میں اجماع عبت  
 ہے اسی اجماع پر علماء تراویح ہیں اسی امت کے شرافت کی وجہ سے  
 نوٹ پکے کسی امت کو یہ شرف حاصل نہ ہوا لیکن فقط یہ امت ہی مدد <sup>مذللہ علیہ</sup> کا یہی  
 حامد ہے کہ کسی مسئلہ پر اتفاق کر لینا

اجماع کی اقسام - (۱) تمام عبادہ کرم علیہم الرضوان کا کسی حادثہ کے حکم پر صراحت کرنا  
 (۲) تمام عبادہ کرم علیہم الرضوان کا اجماع یکنے بعض کا صراحت کرنا بقید کار د کرنے سے خاموش رہنا  
 (۳) عبادہ کرم علیہم الرضوان کے بعد یعنی تابعین کا اجماع کرنا لیکن اسی میں کوئی عمامی کا قول نہ ہو  
 (۴) تابعین کا اجماع کر لینا کہ عمامی کے قول پر

اقسام کی حکم - الاول - پہا اجماع کتاب اللہ کے آیت کے مرتبے میں ہے اس کا انکار نہ ہو  
 الثانی - حدیث متواتر کے مرتبے میں ہے الثانی خبروں میں سے حدیث مشہور کے مرتبے میں ہے  
 الرابع - خبروں میں سے خبر صحیح کے مرتبے میں ہے۔

فائدہ - المصتبو - اب باب میں اجماع معتبر ہوگا لیکن مجتہدین صاحب عقل اور اجتہاد  
 ہوں لیکن عوام اور علم کلام میں ماہر - وہ حدیث جس کو اصول فقہ میں صارت نہیں انے  
 حشرات کا اجماع معتبر نہیں ہوگا

الاجماع علی نوعین - اجماع کے دو قسمیں ہیں ۱) مرکب ۲) غین مرکب  
 مرکب - کسی حادثہ کے حکم پر علماء کا متفق ہو جانا لیکن علت میں اختلاف ہو  
 مثال - اگر کچھ شخص بوقتے آئے اور اتفاق سے اسے نے عورت کو گھمبھو لیا تو بالاتفاق  
 ضرورتاً گیا لیکن علت میں اختلاف ہے امام صاحب کے نزدیک ضرورتاً گھمبھو لیا تو بالاتفاق  
 ہے جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک ضرورتاً گھمبھو لیا تو بالاتفاق  
 ہے جبکہ امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک ضرورتاً گھمبھو لیا تو بالاتفاق ہے۔



عَنْ هَذَا النُّوعِ مِنَ الْإِجْمَاعِ الْإِسْقَافِيَّةِ =

اجماع مرکب کا حکم بیان کر رہے ہیں یہ اجماع حجت ہے لیکن علت میں ضیادہ نہ ہو رہی  
 حدود نور کے نزدیک علت تھو جلتے جلتے اس میں فساد آگیا (کیسے) قے ناقض للوضوح  
 لیکن اگر صاحب کو کوئی حدیں مل گئی کہ قے ناقض للوضوح نہیں اب ہمارے اس سے  
 اجماع ہی کرنا ہے لہذا علت میں فساد آگیا اب اجماع مرکب نہ رہا یونکہ فقط اب اس میں  
 وہ گئے ہیں لہذا اکلے کا اجماع پورا ہی نہیں۔ اسکے طرح امام شافعی علیہ السلام کے بار علت  
 صحت بالکلیہ لیکن انکو کوئی دلیل شرعی مل جاتی ہے کہ جسے بالبدن ناقض للوضوح نہیں لہذا رجوع ہوا  
 گئے علت میں فساد آگیا لہذا اب اجماع مرکب کے علت میں ضیادہ آگیا لہذا اب حجت نہ ہو  
 عن الفساد متوهم یہ عبارت سوال مقدر کا جواب

سوال ۱۷ تم نے جو علت بیان کر دی ہے اسی میں فساد ہے یونکہ نفس الامر اور مراتب کے اندر  
 درجہ جاتے تو یہ امام اعظم علیہ الرحمہ درستی پر ہیں اور امام شافعی علیہ غلطی پر ہیں یا امام صاحب غلطی  
 پر ہیں اور امام شافعی علیہ الرحمہ درستی پر ہیں جب مراتب کے اندر ایک غلطی پر ہے تو اس کے  
 علت میں تو فساد آگیا (یعنی ایک کے نزدیک وضو ٹوٹے ہے دوسرے کے نزدیک نہیں ٹوٹے رہا تو یہ  
 ٹوٹا اور نہ ٹوٹا اجماع تو نہیں ہے لہذا حجت نہ ہوگا

راج = فساد کا وہ قسم دونوں طرفوں میں برابر ہے کیونکہ میر نہیں کہہ سکتے ایک صیغہ ہے دوسرا  
 صغیہ ہے یونکہ جس طرح امام صاحب درستی پر ہیں تو امام شافعی علیہ الرحمہ بھی درستی پر  
 ہوں گے اگر امام صاحب غلطی پر ہیں تو امام شافعی میں بھی اشتباہ ہے غلطی کا دونوں  
 برابر ہیں اگر کسی کو معصوب کیونکہ اس کو غلطی کہو تو یہ نہر جہیم ہلا صریح ہے  
 جو کہ باطل ہے بخلاف جو اجماع گنہگار چار صیغے تو اس کے علت میں فساد نہیں  
 ہو سکتا وہ عجت ہی رہے گا

← ۱۲۶ →

فالحاصل انہ حاذ ارتفاع هذا الاجماع ما قبل بحث سے خلاصہ یہ نکلا کہ اجماع مرکب  
 کا باطل ہونا جائز ہے علت کے فساد کی وجہ سے مگر اجماع غیر مرکب باطل نہیں ہو سکتا کیونکہ  
 اس کے علت میں فساد کا امکان ہی نہیں لہذا غیر مرکب حجت ہے  
 ولہذا اذرا قفنی القاضی اسی معنی کی وجہ سے ہم نے یعنی علت میں فساد آ جائے  
 تو حکم باطل ہو جاتا ہے مندرجہ ذیل مثالیں



قاضی نے یہ قاضی کے عدالت کے دعوے پر دیا کہ بکری نے اس لاکھ روپیہ دینا بدستور گواہ ہے  
 پیش کر دے لہذا قاضی نے حکم لگا دیا کہ بکری صاحب پیسے ملا کر اس کو اب بکری نے اس لاکھ روپے  
 دیا۔ چلتے چلتے بعد میں معلوم ہوا کہ گواہ جو زید نے پیش کیے تھے ان کا غلام ہونا  
 یا ان کا جونا سوا ثابت ہو گیا یعنی خود ہی گواہوں نے کید دیا کہ ہم تو چھوٹے تھے  
 لہذا قاضی نے گواہوں کی علت کی بنا پر فیصلہ کیا تھا اب گواہ گواہ نہ رہے لہذا حکم بھی  
 باطل ہو گیا۔ اب یہ دنیا و مدعی کے حق بھی ظاہر نہ ہو گیا  
 وضاحت ہے اس صورت میں علت نہ رہی تو مدعی علیہ کو لاکھ روپیہ ملا کر کرنا ہے  
 اب کون سا حکم اس میں اختلاف ہے

امام اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں لاکھ روپیہ  
 گواہوں سے بکری مدعی علیہ یعنی بکری کو دیں  
 گے مدعی سے نہیں لے سکتے کیونکہ قاضی  
 کا مفصلہ حجت شرعیہ ہے گواہوں سے  
 اس لیے لیے کہ ان کو اس کی سزا مل جائے (و علیہ الفتویٰ)

(۲) باعتبار هذا المعنى سقطت المولفة ولو بهم

علت کے منسوخ ہونے کا حکم کا منسوخ ہو گیا۔ اس کے وجہ سے مولف قلوب زکوٰۃ کے مصروف خارج  
 ہو جائیں گے کیونکہ ان کو زکوٰۃ دینے کی علت یہ تھی کہ تا کہ اسلام غالب ہو جائے اب اس  
 حور میں اسلام عروج پر ہے اب یہ علت نہیں لہذا حکم بھی منسوخ ہو گیا یعنی ان کو زکوٰۃ نہ  
 دیں گے

(۳) وسقط قسم ذی القریٰ و آقاع علیہ السلام کے قسم بھی رشتہ داروں کو حال غنیمت میں سے  
 یا غنواں حصہ دیا جاتا تھا تاکہ وہ مسلک کی مدد کریں۔ اب یہ علت نہیں لہذا ان کو باغواں  
 حصہ نہیں ملے گا حکم ساقط ہو گیا

مرعیٰ ہذا جب کسی کفر پر نجاست ملے ہو تو اس کو سیرک کے ساتھ رائل کر دیں تو ناپائی وال حکم  
 ساقط ہو جائے گا اب علت نہیں تو حکم بھی باقی مرال ہونا چاہیے

ولہذا ثبت الفرقۃ بحدیث ابو ہریرہ یعنی بحدیث یا بے غنی۔ اور نجاست کے جانین  
 فرق ہو گیا۔ کہ سیرک نجاست حقیقہ کو تو حور کر سکتا ہے جسے کفر سے نجاست سیرک  
 حد کر دیتا ہے لیکن حدیث یعنی منوار غیل نہیں کس سکے کیونکہ وہ نجاست حکمیہ  
 ہے بیظاہر نجاست نہیں ہے بلکہ منوار غیل کے لیے مطہر حیز ہونا چاہیے



## فصل ثانی فی عدم القائل بالفصل

اجماع کتب ایہ قسم بھی ہے جسکو عدم القائل بالفصل کہتے ہیں (یعنی فرق کا قائل نہ ہونا)  
اسبا اسکو جو قسمیں ہیں (۱) وہ ہے کہ جس میں جو مسئلوں کے اندر اختلاف کا فضا و اینا  
رضاحت ہے ایک مجتہد نے ایک اصول کی بنا پر دو مسئلوں کا حکم بیان کر دیا اب یہی حکم ہر ایک  
پر بھی نہ پڑتا تو اسکو قسم اول ہے (۲) عدم القائل بالفصل

(۲) وہ ہے کہ جس میں دو مسئلوں کا اختلاف کا فضا و اینا ہو  
رضاحت ہے ایک دوسرا مجتہد بھی اسی اصول کی بنا دو مسئلوں کا حکم تبدیل کر دے  
وہ اسی پر بیکار ہے عدم القائل بالفصل

نوٹ ہے۔ اجماع اول محبت سے ثانی محبت نہیں (ایک اصول پر مسائل)  
① اصول = افعال شرعیہ پر نہیں کارارد ہونا اتفاقاً کرتا ہے کہ یہ باعتبار فرات کے مشور  
باعتبار صرف کے غیر مشور ہے

در مسئلے ① عید کے دن روزے کی سنت ماننا جائز ہے (۲) بیع فاسد میں کافائدہ دیتی  
اب ایک اصول پر دونوں مسائل نکالے ہیں اختلاف کا منشا ایک ہے اب یہ نہیں ہو سکتا کہ  
جو پہلا مسئلہ سنت والا تسلیم کرے لیکن بیع فاسد والا تسلیم نہ کرے ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ  
دونوں پر بیکار ہے عدم القائل بالفصل

(۲) اصول = صلیق یا شرط بد سب سے شرط کے لئے جائز ہے بعد اور وہ شرط طبعی یا  
سبب میں کافائدہ دے رہی ہو

در مسئلے ② طلاق کو صلیق کہتے ہیں ان فتوؤں میں طلاق طلاق کو  
کیا گیا شرط کے ساتھ اب شرط پائی جانی گئی تو حکم نکلے گا اب یہاں شرط  
سبب میں کافائدہ بھی دے رہی ہے

(۲) غنائ کو صلیق کہتے ہیں ان مسئلے طلاق (حریت کو صلیق بنا دیا  
شرط کے ساتھ اب شرط پائی گئی یعنی ملکیت میں آیا تو حکم لاگو ہو گا اب  
بیکار شرط میں کافائدہ دے رہی ہے = نیز عدم القائل بالفصل

احول = اگر کوئی امر موصوف ہو کسی صفت کے ساتھ اس پر حکم لگانا ہو تو صفت اسکو  
لئے شرط نہیں ہوتی (رہا ذکر خالص ارادہ مانگے)  
رضاحت عدم شرط عدم حکم کو مستلزم ہو یہ ہم تسلیم نہیں کرتے یعنی اگر شرط  
نہ پائی جائے تو پھر بھی حکم لگ سکتا ہے



احکام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عدم شرط حکم سے مانع ہے شرط نہ ہو تو حکم بھی نہیں  
 گن سکتا۔ در مسئلے ۱۰ آنیاد صورت پر قدرت کے پورے ہوئے لوٹنے سے نکاح  
 کرنا جائز ہے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں عدم قبول مختلہ شرط ہے لوٹنے سے  
 نکاح کرنا کے لیے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ دریں میں لکھتے ہیں شرط غفلت ہوگی اس لیے امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں شرط نہ ہو تو حکم  
 گن سکتا ہے کیونکہ کئی آیات ہیں جو اس سے  
 آئندہ پر قدرت کے پورے ہوئے نکاح نہیں  
 کر سکتے۔

۱۲) جب قدرت کے عیوتے ہوئے لوٹنے سے عقد سے نکاح کرنا جائز ہے تو لوٹنے کے تقابہ سے بھی

نکاح کرنا جائز ہے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کا نسخہ دیکھیں فقط عود سے نکاح کر سکتا

امام شافعی علیہ الرحمہ میں فتیہ تکدر الموصفات امام اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

عود شرط ہے شرط ہو تو حکم ملتا ہے عدم شرط عدم حکم کو مستلزم تسلیم نہیں

عدم شرط حکم سے مانع ہے نہ کہ کئی آیات ہیں جو اس سے معنی عموماً

دلالت کرتی ہیں فاکھو طالب علم لکھنا تقابہ سے نکاح جائز ہے

لحظہ ان دونوں مسئلوں میں عدم القائل بالفصل دونوں مسئلوں کے حکم پر یکے سے

ایسا نہیں ہے کہ ایک مسئلہ تسلیم کریں دوسرا نہ کریں لہذا عدم القائل بالفصل۔

۱۲۸

در علیٰ هذا مثالہ عتبار فرما سق (بحثن المطلق) اصول

اسی پر ہم نے کیا کہ عدم شرط عدم حکم کو مستلزم تسلیم نہیں کر سکتے

در مسئلے ۱۰ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا تو وہ کفارہ ادا کرے غلام آزاد کرے

ساتھ روزے رکھے (۳) نہ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ پہلی دو صورتوں میں اتفاق ہے کہ من قبل ادب ہوتا

جماع سے پہلے کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ تیسری صورت میں اختلاف ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ اگر تیس بنویں کو کھانا کھلائے اور جماع کر لیا امام اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کھانا کھانا فرما کر

ابن سے سر سے دوبارہ کھانا کھلائے گا دریں عدم شرط عدم حکم کو مستلزم نہیں

دریں من قبل ان ہتھاسا کے قید ہوئے پہلے دو صورتوں

پر قیاس کرنا ہوئے لہذا عدم شرط حکم سے مانع

کیونکہ المطلق حکم علی الاطلاق ہوگا۔



(۲) قتل کے نفاذ میں مومن غلام آزاد نہیں آئے۔ بالاختیار مومن قسم اور غلام کے قتل میں اختلاف ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مومن غلام آزاد ہوگا۔ امام ابوحنیفہ علیہ السلام - مطلق غلام کے آزاد ہوگا اگرچہ قسم اور ظہار کے بغیر میں۔

حلیل دہلی صورت قتل والی پر نکاح بیکم نہ ہوگا۔ مستلزم یوریم تہم نہیں کرتے کیونکہ المطلقہ حکم سے مانع ہے۔

نتیجہ ہم ان دونوں مسئلوں کے قائل ہیں۔ دونوں میں عدم الفعل بالقائل ہے۔

منظیر الثانی - دراصلوں کے تحت دو مسئلے متفرع ہو رہے۔

اختلاف کا منشاء مختلف ہے۔ دراصلوں کے تحت دو مسئلے متفرع ہو رہے ان کا حکم بھی مختلف ہوگا۔ (۱) قے ناقض للموضوع (۲) بیع فاسد ملکیت کا فائدہ دیتا ہے۔

اب ان دونوں مسئلوں میں ہم عدم القائل بالفعل ہیں۔ یعنی قائل نہیں۔

(۱) اصول مختلف - مسئلہ (۱) - قے ناقض للموضوع (۲) جان بوجہ کفر قتل کرنا قصاصی اور جازبی

اب دونوں مسئلوں میں ہم عدم القائل بالفعل ہیں۔

مسئلہ مضافا - (۱) امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں دراصلوں کے تحت - دو مسئلے۔

(۲) قے ناقض للموضوع نہیں ہے۔ (۳) عسی بالید عورت کو چھونا رضو کو توڑ دینا ہے۔

اب امام شافعی علیہ الرحمہ دونوں میں عدم القائل بالفعل تسلیم کرتے ہیں۔

هذا ليس محذور - یہ اجماع حجت نہیں ہے کیونکہ دراصل ہیں دو مسئلے ہیں ہر مسئلہ اپنے

اصول سے حاکم رہا ہے یہ اجماع بھی نہیں اجماع تو ہے دو مسئلے ایک اصول سے ثابت ہے

حرلیل لان حجة الفرع = ایک فرع کے تحت اپنے اصول کے تحت کفر مستلزم

سکن وہی فرع دوسرے اصول کو تحت کفر مستلزم نہیں جسکی وجہ سے یہ اجماع حجت نہیں ہے۔ دوسرے مسائل اس پر متفرع ہیں یہ تو دور کی بات ہے۔

۱۱۹

فصل العواجب علی المصنف - کسی مجتہد سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا کہ اس کا حکم کیا ہے تو وجہ

درمراجب نے کہ اسے مسئلہ کا حکم قرآن و احادیث سے تلاش کرنا چاہیے۔ سنت رسول سے تلاش کرنا

محمارة النفس کے ذریعے اشارۃ النفس کے ذریعے دلالت النفس کے ذریعے اکتفاء و انتفاء

کے ذریعے لیجی جب تک نفس پر عمل کرنا ممکن ہے اس وقت تک دائے پر عمل کرنا ناجائز

دائے کو ترجیح دینا جب خیرات و حدیث سے وہ مسئلہ نہ ملے۔

لا سیل کوئی حوالہ نہیں دے کر عمل کرنا کا جب تک نفس پر عمل کرنا ممکن



عزیمہ ذرا اثبات و ایسی جگہ میں جو اس پر قبلہ مشتبہ ہو گیا اور کوئی شخص خبر نہ دے  
 ہے کہ قبلہ اس طرف ہے۔ اب رائے پر عمل کرنا قسریٰ کرنا ناجائز ہے۔ لیکن خبر یقین کے  
 مرتبہ میں ہے صراحت سے جبکہ تحریر یہ ظن کے مرتبہ میں ہے لہذا یقین ظن سے قوی ہے۔  
 مولود مجاہد۔ اگر کوئی جگہ میں پانی پایا معلوم نہیں پاؤں ہے کہ ناپاؤں ہے کسی نے خبر دی کہ  
 وہ ناپاؤں ہے اسے خبر پر عمل کرنا گے تحریر کی اجازت ملیں۔ لہذا یقین کرے گا۔

← ۱۳۵ →

۱۔ علمی اعتبار ان العمل بالرائے غل بالرائے گنہی ہے محل بالنفس سے جب تک نفس پر عمل کرنا  
 ممکن ہے لاشے پر عمل کرنا ناجائز ہے۔ اس پر ہم نے کیا۔ شہدہ بالمثل توں ہے شہد فی الظن سے  
 شہدہ = جو چیز نفس الامر اور واقعہ کے اندر ثابت نہ ہو بلکہ ثابت شدہ شے کے متبادہ ہو  
 اقسام ۱۔ شہدہ بالمثل = وہ ہے کہ نفس کی وجہ سے کسی محل میں شہدہ پیدا ہو۔  
 ۲۔ شہدہ فی الظن = وہ ہے کہ نفس کی وجہ سے نہیں بلکہ ظن کی وجہ سے شہدہ پیدا ہو۔  
 خلاصہ = شہدہ بالمثل میں گمان کا کوئی اعتبار نہیں یاں شہدہ فی الظن میں گمان  
 کا اعتبار ہوتا ہے۔

شہدہ بالمثل کی مثال = ایک شخص نے اپنے بیٹے کے لونڈے سے طرح کر لی اب اسکو شہد  
 نفس کی وجہ سے شہدہ پیدا ہوا ہے نفس = آقا علیہ السلام نے فرمایا تو اور سزا والے شہرے باب  
 گاہے = جب بیٹا اند مال بارے کا سوچتا ہے تو لونڈے بھی سوچتی ہے اب اسکو شہدہ بالمثل  
 حاصل ہے اس کے اندر ظن کا کوئی اعتبار نہیں اس سے پوچھیں کہ حرام سمجھنے کی ہے  
 یا حلال سمجھنے کی ہے اب ان دونوں صورتوں میں اس پر حد نہیں لگے گی کیونکہ گمان کا کوئی  
 اعتبار نہیں ہے۔ لہذا اب بارے کا مناسب ثابت ہو گیا۔

شہدہ فی الظن کی مثال = اگر بیٹے نے اپنے بارے کے لونڈے سے طرح کر لی تو شہدہ فی الظن  
 کی وجہ سے شہدہ پیدا ہوا ہے کیونکہ اس گمان کیا ہے جس طرح بارے طرح کر سکتا ہے  
 تو بیٹا بھی کر سکتا ہے لہذا نفس کی وجہ سے شہدہ نہیں بلکہ گمان ہے اس گمان کا اعتبار  
 کرتے ہوئے اس سے پوچھیں گے حلال سمجھ کر طرح کی ہے یا حرام سمجھ کر اگر حرام سمجھ  
 کر طرح کی ہے تو حد لگے گی حلال سمجھ کر طرح کی ہے تو حد نہ لگے گی کیوں کہ گمان کا  
 ہی اعتبار ہو گا نتیجہ یہ ہے کہ نسب ثابت نہیں ہو گا۔ اگرچہ وہ دعویٰ کرے  
 یہ بچہ میرا بیٹا ہے



## ثمن آخر تعارض الدلیلین =

جب دو دلیلین متعارض ہوں یعنی ایک حرام ہو اور ایک حلال ہو حکم معلوم نہیں ہے  
تو کیا کیا جائے۔ دیکھیں گے کہ ہم متوں کے مابین تعارض ہوا ہے یا تو سنت کی طرف  
صلوات کریں گے اگر دوسریوں کے مابین تعارض ہوا ہے تو آثار مجاہدہ یعنی دیکھیں گے کہ  
مجاہدہ کا اس کے بارے میں کیا موقف ہے۔ اگر اس میں بھی تعارض ہے تو قیاسی صلیح کی  
طرف رجوع کریں گے اگر قیاسی صلیح میں بھی تعارض ہو گیا تو دیکھیں گے اس مسئلے کا  
کوئی بدل ہے یا نہیں اگر بدل ہے تو بدل کس طرف رجوع ہوگا اگر اس سے بدل  
نہیں ہے تو تحریکی کریں گے اب قیاس سے نیچے کوئی دلیل دیا نہیں جیسی طرف رجوع کریں  
لہذا اسی قیاس پر عمل کریں یعنی جس پر خیرین مطمئن ہو جائے اس پر عمل کریں گے  
مطلوبہ ہذا قلنا ضرعاً صورت پر سم نے کہا کہ بدل ہے تو بدل پر عمل کریں گے ورنہ تحریکی ہوگی  
① جب کسی مسافر نے دو بڑے پائے ایک پاؤں سے ایک ناپاؤں سے اب تحریکی نہیں کرے گا بلکہ  
تیسیم کرے گا کیونکہ اسے کا ناپاؤں موجود ہے مٹی ہے جب بدل لیتے ہیں۔

(۲) ایک شخص کے پاس دو بڑے ہیں ایک پاؤں دوسرا ناپاؤں اب اس کا بدل نہیں ہے لہذا تحریکی  
کرے گا جس پر خیرین مطمئن ہو جائے اسکو امانت ہے۔  
بعض اوقات الحلالی عمل بالرائے مریاں ہوگی جہاں اسکی دلیل کے علاوہ کوئی اور دلیل نہ ہوگی  
نہ ہو۔ ثمن آخر تحریک ورائد یہاں سے ایسا قاعدہ بیان کر گئے۔

قاعدہ = جب ایک تحریکی کو عمل کے ساتھ موکد کر دیا تو محض تحریکی اسکو باطل نہیں  
کر سکتی موکد غلط ہے اسکو غیر موکد سے باطل کر سکتا ہے۔  
مربیانہ مثال = جب ایک شخص نے دو بڑوں میں تحریکی کر کے ظہر کے نماز پڑھ لی اب  
عصر کے وقت خیال کہ دوسرے کپڑے سے نماز پڑھ لوں تو اب یہی تحریکی عمل کے ساتھ  
موکد ہو چکی ہے لہذا اب محض تحریکی اسکو باطل نہیں کر سکتی اس کے ظہر والے بڑے سے  
غافل پڑھے گا۔ صلاخلاف یہ عبارت سوال و جواب ہے

سوال = تم نے کہا کہ محض تحریکی تحریکی موکد کو باطل نہیں کر سکتی لیکن آپ نے خود اسکا ارتکاب  
کیا ہے وہ اس طرح کہ اگر کسی شخص پر قبلہ مشتبہ ہو گیا اس نے ظہر کے وقت تحریکی کر کے  
شمال کے جانب منہ کر کے نماز پڑھ لی اب عصر کے وقت خیال آیا کہ قبلہ جنوب کے جانب  
ہے تو اب یہی تحریکی موکد تھی عصر والی محض تحریکی ہے تم کہتے ہو کہ اب عصر کے وقت ہلال  
تحریکی دیا دینا ہے آخر ایسا کیوں؟



راجہ بھاری شرط یہ ہے کہ وہ چیز خود نفس انتقال کا احتمال نہ کہے تب بعض نحوی مائل  
 ہیں کہ سکتی جبکہ قبلہ فی نفس انتقال کا احتمال نہ کہتا ہے۔ نجاست انتقال کا احتمال نہیں  
 دیتی لہذا قبلہ ایک مرتبہ تبدیل ہو چکا ہے جسکی بنا پر احکامات امرائی صورت کو پیش  
 نظر نہ کہتے ہوئے بعض نحوی مؤکد تحریر کو باطل کر دے گئے۔ لہذا جانب مؤیدیں غلط ہیں  
 خلاصہ = قبلہ منتقل ہوتا شیخ کے مرتبے میں ہے صریحاً ایک آیت کو دھکی آیت  
 مشحون کر دی ہے ایک طرح بعض نحوی میں مؤکد تحریر کو باطل کر دے گئے  
 یہ مسائل جامع کیر کے اندر ہیں۔ یعنی عمید بن کے کثیرات سے اور لائق کا تبدیل ہونا بعض  
 کثیرات میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے روایات مختلف ہیں۔

۱۳۲

## الحمد للہ فی القیاس

قیاس کا لغوی معنی اندازہ لگانا صطوح کیا جاتا ہے۔ قیاس فی القیاس سے مراد قیاس کا اندازہ  
 لگایا جوتے کے بدلے اصطلاحی تعریف = اصل سے فرع کے طرف حکم کو متعین کر دینا  
 علت مشترکہ کی وجہ سے۔ جسے مہر مکن کہ کو شراب پر مٹا کی کہا گیا ہے  
 فصل فی القیاس = شریعت کی حکمتوں میں اگر ایک حجت شریقی قیاس میں ہے۔  
 اور جب قیاس سے مافوق خیر اصل معلوم ہو تو اس پر عمل کرنا واجب ہے  
 رضا حجت یعنی کوئی مسئلہ شرعی و حدیث اور اجماع سے بذیل قیاس پر عمل کرنا واجب  
 وقد مرکہ فی خلاف قیاس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بارے میں کئی احادیث اور اقوال  
 وارد ہیں جسے کہ ایک مرتبہ آقا علیہ السلام نے صفوت معافین جیل رضی اللہ عنہ کو یمن کی  
 طرف صاف بنائے بیجا تو فرمایا کہ اے معافین کسی چیز کے ساتھ منسلک نہ رہو جس میں اللہ  
 کے کتاب کے ساتھ فرمایا کہ اگر اس میں نڈیاں تو عرض کیا اللہ کے رسول کے سنت کے  
 ساتھ فرمایا کہ اگر اس سے بھی نڈی تو عرض کیا کہ ایسا رائے سے اجہا حوروں کا  
 ایسا آقا علیہ السلام معافین جیل کے تصویب فرمائی کہ اے معافین تو درستی کر رہے۔  
 آقا علیہ السلام نے فرمایا تمام تعریفیں ثابت ہونے والی ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس خزانے اللہ  
 کے رسول کے قاصد کو توفیق دیں جس کو آقا علیہ السلام پسند فرمایا اور رضا فرمائی  
 ۵) مرد فرعی انامرأة = روایت کیا گیا ہے کہ قبیلہ خثعمیہ کی ایک عورت ابی آقا علیہ السلام کی بارگاہ  
 میں عرض کیا کہ میرا باپ بہت زیادہ بوجھتا ہوا ہے اسکو حج نے بالیا ہے حج عمری ہے  
 لیکن وہ سوا میں ہر قادر نہیں کیا کفایت کرے گا مجھے یہ کہ میں حج کر رہی ہوں



تو آقا علیہ السلام نے فرمایا کیا تو سمجھتی ہے کہ اگر تیرے باپ پر قرض ہو جسے تو اسکو ادا کرنا  
تو حرام ہو جائے گا نفایت کرے گا تیرے باپ کے لیے عرض کیا کہوں نہیں۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا  
جب بندے کا حق ادا کرنے سے ادا ہو سکتا ہے تیری طرف سے تو پھر اللہ یا رب کا زیادہ حق ہے  
اوری ہے کہ صراط ہو جائے۔ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لاحق کیا حج کو بیچ فانی کے  
حق میں حقوق مالید پر قبض کرے اور علقہ کی وجہ سے لہذا یہ قطع ہے کہ قیاس کہتے ہیں۔

۱۳۳

س (۱) زعفر بن الصباغ - ابن الصباغ اجماع شوافع میں اس کے سردار لوگوں میں سے ہیں وہ اپنی  
اشاغل میں فرماتے ہیں قیس بن مطلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا علیہ السلام کی بارگاہ  
میں آپ دریا تہی آیا اسنے عرض کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی کیا رائے ہے اس بارے  
میں کہ آدمی کا اپنے ذکر کو چھونا وضو کے بعد کیا اسکا وضو ٹوٹ گیا ہے یا نہیں تو آقا علیہ السلام  
نے فرمایا کہ یہاں جسم کا حصہ نہیں یعنی قیاس کیا کہ جب طرح پورے جسم پر ہاتھ لگانا وضو  
کو نہیں توڑتا تو اس حصہ کو ہاتھ لگانے سے بھی وضو نہیں ٹوٹے گا۔ یہ تو قیاس ہے  
مسئلہ ابن مسعود - ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا اس شخص کے بارے میں کہ جس  
نے کسی عورت سے شادی کی لیکن حق میں مقرر نہ کیا اور اسکا شوہر فوت ہو گیا دخول سے  
پہلے اب کیا حکم ہے؟ پس آپ نے ایک ماہ کی حیلت طلب کی پھر فرمایا کہ میں نے  
اپنی رائے سے اجتہاد کیا ہے اگر ~~میں~~ درست ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اگر درست  
نہیں تو یہ اثم عبد جو ان کی کہنت ہے یعنی ابھی مسعود کی طرف سے ہے۔  
مسئلہ میرے رائے یہ ہے اس عورت کا حق پھر اسکی عورتوں کے مثل کا ہے۔  
یعنی جو خاندان کی عورتوں کو حق میں دیا جاتا ہے وہ بھی دیا جائے نہ کم نہ زیادہ  
اب انہوں نے کیا اجتہاد اسکو قیاس کہتے ہیں۔

۱۳۴

فصل شرط صحۃ القیاس قیاس کی صحت کی شرائط

۱ = قیاس نفس کے مقابلے میں نہ ہو یعنی قرآن و حدیث کچھ بتائیں قیاس کچھ بتائے  
لہذا درالاکل اور بعد میں سے قرآن اور حدیث اعلیٰ ہیں اور قیاس اضعف ادنیٰ ہے تو اعلیٰ کے  
موتے ہوئے اجڑے اور اضعف پر عمل کرنا باطل ہے۔  
۲ = قیاس نفس کے احکام میں سے کسی حکم کی تبدیلی کو منہا میں نہ لے۔ یعنی قیاس  
کیا مجتہد نے لیکن اس سے نفس کا حکم تبدیلی ہو جائے۔ ایسا نہ ہو



الثانی جو حکم فقہی کیا گیا ہے وہ عقل کے خلاف نہ ہو۔ یعنی اصل منفع کی طرف جو حکم

متعدی کیا گیا ہے علت مشترکہ کی وجہ سے وہ حکم عقل میں آنے والا ہو

الرابع جو علت بیان کی گئی اس علت سے حکم شری کو ثابت کیا جائے اور نفس کو ثابت نہ

کیا جائے ورنہ قیاس معتبر نہیں

الخامس وضع منصوص علیہ نہ ہو۔ یعنی مجتہد نے جس مسئلہ کو وضع بنایا ہے اس پر نفس وارد

نہ ہوئی ہو۔ مثال القیاس فی مقابلة النفس۔ وہ قیاس منصوص کے مقابلے میں آجاتا کی مثال

حسن بن زیاد سے سوال کیا گیا نماز میں قہقہہ لگانے کے بارے میں تو آپ نے فرمایا وہ نماز

کو توڑ دیتا ہے۔ ہر سائل نے قیاس دینی کیا کہ اگر کوئی شخص نماز کے اندر یا کراۃ عورت تہمت

لگا دے تو اس سے نماز توڑنا چاہی ہے مگر تو نہیں تو مٹا حالانکہ تہمت لگانا جتنا بڑا

جس میں قہقہہ لگانا تو اتنا مجرم نہیں یہ تو کم ہے۔ لیکن یہ قیاس نفس کے مقابلے میں آگیا ہے

کیونکہ نفس امرائی مرئی حد میں ہے کہ قہقہہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لہذا قیاس کو جوڑیں گے

کذلک۔ افراتنا۔ عورت کا حج کرنا محرم کے ساتھ جائز ہے۔ قیاس۔ وضو عورت کی حفاظت

ہے تو وضو بوجہ ایمانت دار عورتوں کے ساتھ بھی حاصل ہو جاتی ہے لہذا ان کے ساتھ حج

جائز ہونا چاہیے لیکن یہ قیاس نفس کے مقابلے میں آگیا ہے کیونکہ نفس یہ ہے کہ آقا علیہ السلام

نے فرمایا کہ کسی عورت کے لیے حلال نہیں کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے مگر

کہ وہ سفر کرے تین دن سے زیادہ باہر اسکی لائیں مگر اسکے ساتھ اسکا ابو یا مرنے والا

یا قریبی رشتہ دار ہو۔ لہذا یہ قیاس نفس کے مقابلے میں آنے کی وجہ سے جوڑ دیا

جائے گا۔

۱۳۵

مثال الثانی = وہ قیاس جس نے نفس کے احکام میں سے کسی حکم کی نفی کو ضمن میں

لیا ہو۔ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نیت احناف اس قیاس نے نفس کے حکم کی تبدیلی کو ضمن

منصوص میں شرط ہے۔ دلیل امام شافعی علیہ الرحمہ اسی میں لیا ہے فاعسلوا بیت وضو مطلق ہے نیت کی

توسیم پر قیاس کرتے ہیں اس طرح وہ طہارت کا

فائدہ دیتا ہے اسی طرح وضو بھی طہارت کا

فائدہ دیتا ہے لہذا جب توسیم میں نیت شرط ہے وضو میں بھی نیت شرط ہوگی

مثال ثالث۔ افراتنا۔ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ طواف میں طہارت اور ستر عورت

ضروری ہے۔ دلیل = الطواف حول البیت مثل الصلوة طواف غازی طرح ہے۔ طرح

نماز میں طہارت اور ستر عورت ضروری ہے اسی وجہ سے طواف میں بھی ضروری ہے



احکامات پر قیاس، باطل ہے کیونکہ اس صورت میں نفس کے حکم کو تبدیل ہوگی ورنہ طلاق مطلق ہے اگر ہم یہ شرطیں لگا لیں تو مطلق کو مقید کرنا لازم آئے گا جو باطل ہے

← ۱۳۶ →

مثال الثالثہ۔ اصل سے فرع کی طرف حکم کو متعدی کرنے تو وہ خلاف قیاس نہ ہے مگر خلاف قیاس ہے تو قیاس سے معنی نہیں ہے۔  
مسئلہ۔ نبیذ عمر کے ساتھ وضو کرنا جائز ہے۔

فائدہ۔ نبیذ عمر اتنا گاڑھا ہو کہ پانی مٹی رقت اور سیلاب نہ ہو تو بلا اتفاق مرنا جائز ہے اگر رقت اور سیلاب ہو تو اس میں اختلاف ہے

امام ابووسف امام شافعی امام احمد امام مالک علیہم السلام	طریقہ سنی میں اس سے پانی سے وضو جائز ہے
کے نزدیک وضو ناجائز ہے کیونکہ حریل عرف	دریل۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
پاک میں اس پر پانی کا اطلاق نہیں ہوتا لہذا	یہ ایک مسئلہ آقا علیہ السلام نے مجھ سے جانی طلب
وضو پانی سے ہوتا ہے نبیذ سے پانی تو کیا	کیا میں میں نے عمر بن پانی نہیں بلکہ نبیذ عمر ہے
تلقین ہوگی۔	تو آقا علیہ السلام نے وہ نبیذ عمر طلب فرمائی ہوتی ہو
	وضو جائز ہے

قیاس۔ اگر کھانا جانے صلیح نبیذ عمر سے وضو جائز ہے دوسری ائمہ سب یا انحراف انار وغیرہ کے ہیں سے بھی وضو جائز ہویم تسلیم نہیں کرتے کیونکہ قیاس ہم اور ہر مادی حدیث سے کر گئے وہ تو خود خلاف قیاس ہے کیونکہ نبیذ عمر ہر حقیقی اور مصنوعی طور پر پانی کا اطلاق ہی نہیں ہوتا لہذا وضو جائز نہیں ہونا چاہیے

یہی حدیث ہے اس پر عمل کرتے رہیں گے لیکن اس پر مزید قیاس نہیں کریں گے کیونکہ جو خلاف قیاس ہو وہ اپنے مورد پر بندھ رہتا ہے۔

(۲) ابو قال لرجل۔ حدیث۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے نماز میں کھڑکی یا تیسرے ہوئے گئی ہذا وہ بیٹ جائے وضو کرے آجائے جب تک کسی سے کلام نہیں تو وہ اپنی نماز کی اسے پر بنا کرے۔

قیاس۔ اگر کوئی شخص زخمی ہو گیا یا احلام ہو گیا ہذا وہ بھی ملوث جائے اور زخم کر کے آجائے اپنی نماز کو بنا کرے ایسا میں ہو سکتا ہے

دریل۔ کیونکہ مذکورہ حدیث پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے وہ خود خلاف قیاس ہے کیونکہ حدیث طہارت کے صافی ہے تو نماز کے بھی صافی ہوا۔



لینا ضرر قیاس کو نہیں جو خلاف قیاس ہو وہ اپنے مورد میں نہیں رہتا ہے۔  
 ہر مسئلہ میں ہذا قال امام ابو حنیفہؒ فائدہ ہے۔ مانے قلیل کے اندر نجاست گرجائے تو  
 اسکا اثر ظاہر ہو جائے گا۔ بلا اتفاق نایاب ہے اگر مانے کثیر ہے تو اس میں نجاست گرج جائے گی۔  
 اسکا اثر ظاہر ہے تو نایاب ہے اگر ظاہر نہیں ہے تو وہ نایاب ہوگا۔  
 مانے کثیر میں اختلاف ① بعض کہتے ہیں کہ دیکھنے والے کی رائے پر موقوف ہے جس کو وہ کثیر سمجھے وہ  
 کثیر ضرر قلیل اور لوگوں کی عقلیں متفاوت ہے لہذا امام محمد علیہ الرحمہ نے جو درجہ  
 مراحہ دائرہ نجاست کی قیاسی رائے اسکا نام بھی ضرر مانا ہے اگرچہ محلے دو ٹکے ہوں تو  
 وہ بھی مانے کثیر ہے۔ حدیث ② اذابلع الماء صلتین لیس بھل۔ جب قتلے یوں ہوں ہلانی  
 کے وہ نجاست پر حراست نہیں کرتا۔ پتہ یہ کہ وہ مانے کثیر ہے۔  
 قیاس = امام داہمی علیہ الرحمہ ضرر مانے ہیں کہ اگرچہ دو ٹکے علیحدہ علیحدہ ہوں وہ دونوں نایاب  
 یا ایک نایاب ہو تو اب انکو اشعار کر دے لہذا وہ نایاب ہو جائیگا۔ کیونکہ مانے کثیر ہے  
 اب اسے کو علیحدہ علیحدہ ٹکے میں اس درجہ بھی نایاب ہیں۔ مذکورہ حدیث پر قیاس  
 کیا ہے = احناف = قیاس خلاف قیاس ہے کیونکہ حدیث اذابلع الماء صلتین  
 میں ضعیف ہے۔ اگرچہ کثیر ہو تو بڑا نرم میں نجاست گرج جائے گی۔ یوں کر چلایا  
 گیا حالانکہ اس میں سے کسی ٹکے نکلے تھے (۱) قتلے کا صطرح معنی ٹکائے کی طرح  
 قدم قامت بھی ہے لہذا ایسا اور احتمال بھی آگیا۔ اخراج الاحتمال بطل الاستدلال  
 (۳) لغز بھل وہ نجاست پر حراست نہیں کرتا یعنی عمرو سے وہ نایاب سمجھا ہے۔

132

اللہ اعلم

مثال الرابع = اصل سے ضرر کی طرف جو حکم متعدی آیا گیا ہے علت کی وجہ سے علت  
 امر شرعی کو ثابت کرے امر لغوی کو ثابت نہ کرے اگر امر لغوی کو ثابت کیا وہ قیاس معتبر نہ ہوگا  
 المطبوع المنصف = فائدہ = شریعت اگرچہ اس کے لیے نہیں ہے کو کہتے ہیں جو ڈرا ڈرا جھاگ  
 مارجائے اب اسکا ایک قطرہ بھی حرام ہے نشہ آمر ہو یا نہ ہو۔  
 مطبوع منقول = اگرچہ کامہ شریعت کو بالاجائے یہاں تک کہ وہ آدھا رہ جائے اب  
 اتنی مقدار استعمال نہیں کہ جو نشہ آمر ہو تو حرام ہے اگر اتنا استعمال کریں کہ وہ  
 نشہ آمر نہیں تو حلال ہے۔  
 امام داہمی علیہ الرحمہ ضرر مانے ہیں مطبوع منصف بھر حرام ہے شریعت کی  
 طرح



حلیل = خربہ مقام سے مشتق ہے یعنی وہ چیز جو عقل پر سدرہ ڈال دے  
 تو چونکہ خور و شراب اس لیے کہتے ہیں کہ وہ عقل پر سدرہ ڈال دیتی ہے یہی علت مطبوع منصف  
 میں بھی موجود ہے لہذا جس علت کی وجہ سے خور و شراب کہتے ہیں وہی علت مطبوع منصف  
 میں بھی ہے لہذا اسکو بھی شراب کہہ سکتا ہے۔  
 احناف = آپ اس نوع کو ثابت کر رہے ہیں کہ خور و شراب اس کا قیاس معتبر نہیں  
 کیونکہ علت سے حکم شرعی کو ثابت نہیں تو قیاس معتبر ہوگا۔  
 سارق = سارق اور سارقا

احکم = اخص = علیہ السرح زمرہ میں کہ سارق اور نہاش کا حکم ایک ہے دونوں کے ہاں کا ہو  
 تحلیل = سارق سرقہ سے ہے اس کا معنی ہے کہ کسی کا مال خفیہ طور پر لے لینا  
 تو چونکہ نہاش نفی جو رکھی مال خفیہ طور پر لیتا ہے جس علت کی بنا پر سارق پر قہر  
 یہ سارق حکم کا وہی علت نہاش میں بھی ہے لہذا اسکے بھی ہاں کا نہیں لگے  
 احناف = آپ قیاس معتبر نہیں کیا ہے کیونکہ نفی امر کو ثابت کر رہے ہیں

→ ۱۳۸ ←

حلیل علیٰ ضلہ لہذا النوع اما سارقا یعنی علیہ السرح نے قیاس نفی کو ثابت کیا  
 میں ضلہ کہتے ہیں؟ اصل سرب ایک گھوڑے کو اردھم کا نام دیتے ہیں کیونکہ  
 اردھم دھمت سے ہے دھمت کا معنی ہے کالا ہونا لہذا یہ کالا ہونے والی علت اس  
 میں پائی جاتی ہے لہذا اسکو اردھم کہیں گے۔  
 کمیت = ایک گھوڑے کا نام کمیت ہے کیونکہ کمیت کا معنی ہے سرخ ہونا تو جو  
 وہ گھوڑا بھی سرخ ہوتا ہے اسی سرخ والی علت کی وجہ سے اسکو کمیت کہتے ہیں؟  
 تنبیر = اب دیکھتے کہ سیاہ والی علت کی وجہ سے گھوڑے کو اردھم کہتے ہیں  
 تو یہ علت زنجی یعنی حبشی میں بھی موجود ہے اسکو بھی اردھم کہہ سکتے ہیں اہل  
 عرب کے نزدیک یہ ناجائز ہے۔ سرخ والی علت کی وجہ سے گھوڑے کو  
 کمیت کہتے ہیں تو لہذا جو سرخ ہے اسکو بھی کمیت کہہ سکتے ہیں جبکہ اہل عرب  
 کے نزدیک یہ ناجائز ہے۔ قیاس نفی معتبر ہوتا تو یہاں پر  
 بھی قیاس ناجائز ہوتا جبکہ ایسی بات نہیں۔



علاوہ یہاں لکھ دیا ہے کہ اگر قیاس لغوی کو تسلیم نہیں تو بہت سے اسباب اس کے  
کا باطل ہونا لازم آئے گا۔

مسئلہ = شریعت نے سارق پر حکم قطع یہ والا کیا علت ہے جو کہ سارق جو ہے  
بہر غیر کا عمل کو حال جو انکی حفاظت میں ہو حکم ازکم دس درم کا ہو اور خفیہ طور پر چوری  
کریے لہذا = شریعت کہتی ہے سرقہ سبب ہے قطع یہ کا۔  
قیاس لغوی = کو ثابت کریں تو بنیائیں پر سارق والا حکم لگا نہیں تو علت سے بنائیں گے  
خفیہ طور پر مال لینا جو کہ سارق بھی خفیہ طور پر مال لینا ہے ہم اس سے ہم علت  
جو خفیہ طور پر مال لینا ہے وہ صواب سے لہذا قیاس لغوی کہتا ہے خفیہ طور پر مال  
لینا یہ سبب ہے قطع یہ کا۔ اب دیکھیے شریعت کا حکم تبدیل ہو رہا ہے  
شریعت کہتی ہے سرقہ سبب ہے قیاس کہتا ہے خفیہ طور پر مال لینا علت ہے لہذا  
سبب لکھی تو باطل کرنا چاہئے۔

حکماً = جعل شرعاً الحشر = شرعاً جو یہ سبب ہے محد حشر کا  
قیاس لغوی = کو ثابت کریں گے کہ مطبوع منصف کا بھی یہ حکم ہے سبب یعنی علت  
عام ہے غاصرة العقل یہ علت ہے مطبوع منصف کی اور محض میں بھی لہذا ہم  
عام علت مراد لیں گے مطبوع منصف بھی صریح ہے

لہذا = یہاں شریعت کا سبب باطل کرنا لازم آ رہا ہے کیونکہ شریعت سبب بنارہی  
ہے شرعاً حشر ہم کیونکہ غاصرة العقل ہے لہذا حکم شرعی کا سبب باطل کرنا جائز ہے

۱۳۹

مثال الشرط الخامس = اصل سے فرع کی طرف حکم کو متعدد کریں  
تو فرع پر نفس مراد نہ ہوئی ہو یعنی فرع قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو  
اعتاق السرقہ کا فرقہ = مسئلہ = جانے کسی مسلمان کو غلطی سے قتل  
کر دیں تو مومن غلام کفارہ کی صورت میں ادا کریں گے بالاتفاق۔

امام شافعی علیہ السلام فرماتے ہیں ظہار اور قسم احناف = فرماتے ہیں ظہار اور قسم کفارہ  
کے کفارہ میں بھی مومن غلام آزاد کریں گے  
کیونکہ جو اصل ہے قتل کا کفارہ اس میں مومن غلام  
کے قید ہے جبکہ وہ کفارہ ہے تو یہ بھی کفارہ  
ہے لہذا فرع یعنی قسم اور ظہار کا کفارہ  
اس میں بھی مومن غلام آزاد ہو گا



(۲) مسئلہ = ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا اب اس سے کفارہ ہے

۱۰ غلام آزاد کرے ۱۰ روزے رکھے ہر روز (۳) ۶ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

پہلے سو کفارے غلام اور ۶ روزے۔ ان میں سے پہلے قبل ان یتیموں کی قید سے

یعنی جماع سے پہلے سے کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔ بالاقفاق =

تیسری صورت = ۶ مسکینوں کو کھانا کھلانا اب ۳ کو کھلا دیں پھر سردی سے

جماع کر لیا اب شے سے کھانا کھلانا ہوگا یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شے احناف عظیم الحرمہ فرماتے ہیں کہ آپ کا قیاس

سب سے کھانا کھلانا ہوگا کیونکہ اصل میں نہیں کیونکہ فسخ ۶ مسکینوں کو کھانا اس پر نہ

غنا قبل ان یتیموں کی قید سے مراد ہر چھٹی ہے فاطمہ ستین مسکینا

تیسری صورت فسخ میں بھی من قبل ان لہذا یہ مطلق ہے اطلاق بکری علی ما طلا

یتیموں کی قید سے لہذا یہ سب سے بقیہ ۳ کو کھلا دے۔

کھانا کھلانے کا

(۳) مسئلہ = بخور للمصحف۔ صحیح ہے جو چاہے لے گیا کین وہ روزہ یاد

اب حکم شریفی یہ ہے کہ وہ کسی کے ہاتھ میں نہ دے اگر اسکو معلوم ہو

کہ جانور خنک ہو گیا ہے لہذا اب وہ اس کو اتار دے حلالی ہو جائے اگر معلق

نہیں کہ جانور خنک ہو گیا ہے لہذا اب وہ اس کو اتار دے حلالی ہو جائے اگر معلق

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر جانور کے احناف = جس کو تم فسخ بنایا ہے

خنک ہونے کا علم نہیں ہے ۱۰ روزے رکھ کر

حلیل = جس طرح فسخ کرنے والا قرآنی ہے حتیٰ مبلغ الہدء محلہ۔

نہ سوسکے تو وہ ۱۰ روزے رکھتا ہے تو یہ لہذا آپ کھانا کھلا کر خنک بنا دیتے

پہلے ۱۰ روزے رکھ لے حلالی نہ ہوگا

(۴) مسئلہ = حج تمتع کرنے والا اگر قربانی پر قادر نہیں تو تین روزے ایام تشریق

میں رکھے اور ۷ روزے گھر و اس اگر رکھے اگر وہ ایام تشریق میں روزہ

نہ کر سکے تو حکم یہ ہے کہ وہ قربانی ہی کرے

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اگر وہ ایام تشریق میں روزہ نہیں رکھ سکے

تو قربانی ضروری نہیں بلکہ قضا کرے حلیل جس طرح دھواں

۱۰ روزوں کے قضا ہو سکتی ہے یہاں پر بھی قضا کر سکتا ہے۔



اختلاف ہے آپ کا قیاس معتبر نہیں کیونکہ حج تمتع کو آپ نے فرض فرمایا ہے اس پر تو نفس  
 عراد ہو چکی ہے۔ صغرت میں یعنی اللہ کے پاس ایسا آدمی حاضر ہوا اسی نے عرض کیا  
 حضور میں نے درخت نہیں رکھے لہذا تشریف میں اب میرے لیے کیا حکم ہے آپ نے  
 فرمایا لا اجد علیک تجد پر قربانی ضروری ہے اس نے عرض کیا میرے پاس  
 دھن نہیں ضرور ملے گی تو اسے کسی آدمی سے مانگو عرض کیا کہ میرا قوم سے ایسا آدمی  
 آیا وہ بھی غریب ہے آپ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ اس کو میری کئی قیمت ملے تاکہ قربانی  
 کر سکے اب دیکھئے کہ قربانی کو ہر صورت لازم ضروری یا نفس عراد ہو چکی ہے اب  
 کا حکم ثابت کرنا درست نہیں۔

← ۱۲۵ →

مصل القیاس الشریعہ مرہ ہے۔ کہ اگر کسی جو علت سے منصوص  
 علیہ میں وہی صفت جو علت سے غیر منصوص علیہ میں بھی ہے اب ضعیف ہو اصل والا  
 حکم دے گا کیونکہ علت مشترک ہے اس کو قیاس شریعی کہتے ہیں۔  
 ثمر النما عرف = منصوص علیہ یعنی جو اصل ہے اس میں وہ صفت جو علت سے  
 میں کیے معلوم ہوئے کہ یہ مراد لای صفت ہے ؟ علت کے لیے ضروری ہے کہ یا قود  
 علت ضرورت یا حدیث یا اجماع یا قیاس سے معلوم جب اصل کے اندر وہ صفت کا علت  
 ہونا شران حدیث سے معلوم ہو جائے اب مجتہد بلا شک کئی مسئلہ  
 اس معنی پر قیاس کر سکتا ہے

مثال الصلۃ المصلوۃ بالکتاب = وہ صفت جو علت سے ہے تو اس کا علت ہونا  
 شران سے ثابت ہے = کثرت الطواف بار بار آنا۔ یہ ایک حکم شریعی کی علت  
 ہے کثرت طواف کو اجازت کے طلب کرنے میں حرج کے ساتھ کرنے کی علت بنایا ہے  
 قولہ تعالیٰ کوئی حرج نہیں تم پر اور نہ ہی ان پر تین اوقات کے بعد جو بار بار آنے  
 فراموش ہیں تم پر تمہارے بعض بعض پر

مسئلہ = تمہارا غلام لونڈی اور غریب اللہ علیہ وسلم کے ثنات میں اجازت لے  
 کر آئیں۔ جمع طہیر اور شام کیونکہ یہ انتہائی اہم کے اوقات ہیں اگر وہ بغیر  
 اجازت کے آئیں تو کافی حرج ہو سکتا ہے جبکہ بقید اوقات میں اجازت معاف  
 ہے اس کی علت کثرت طواف ہے کیونکہ وہ بار بار آئیں گے کام کاج وغیرہ کے وجہ سے  
 اگر اجازت پر موقوف نہ کریں تو تم بھی اور وہ بھی مشقت میں پڑیں گے



لہذا اوقات ثلاثہ کے علاوہ بقید اوقات میں اجازت یہ عافیت اور یہ حکم شرعی ہے کہ کئی  
 کثرت طواف نہ ہو۔ قرآن سے معلوم ہوگئی ہے (طوافون علیہم)  
 اسقط رسول اللہ = آقا علیہ السلام کثرت طواف ورائی علت کی وجہ سے ہلکے جوئے کی نجاست کے  
 حرج کو مانتے ہوئے یہاں یعنی آقا علیہ السلام نے منہ دیا کر ہلکے کا جوٹا نجس نہیں کہوئے وہ  
 در طواف کے لئے اور طواف کے لئے دوسروں میں سے ہے جوٹا بار بار آتے ہیں یہ بھی بار  
 آتی ہے لہذا کثرت طواف کے وجہ سے ہلکے جوئے کو پاک سے منہ دیا گیا تاکہ صریح نہ ہو  
 ٹوٹے = یعنی آقا علیہ السلام نے ہی علت کثرت طواف بنائی اب دیکھیے کثرت طواف  
 در طواف علت نہیں قرآن و حدیث سے معلوم ہوگئی اب مجتہد اس علت کے بنا دیا  
 مرتب ہو سکتا ہے۔

حقاں اصحابنا۔ اسی اجماع سے کیا گیا ہمارے اصحاب نے وہ چیزیں جو  
 میں اکثر ہیں لہذا ان کا جوٹا بھی پاک ہے جوٹا سانس۔ کثرت طواف والی علت  
 کے وجہ سے ان کا جوٹا پاک ہے۔

۱۲۱

وَلَا تَلْعَلْ قَوْلُ تَعَالَىٰ يَرْيَا تَلْعَلْ يَمُرُّ

مسئلہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن مقامات منکر صریفنا او علی سفر فعیۃ من ایام  
 تم میں سے جو صریف ہے یا صاف ہے اسکو روزہ کی رخصت ہے کہ بقیہ حدوں میں  
 کرے اب حکم شرعی رخصت ہے اسی علت قرآن سے ثابت ہے۔

یومہ اللہ۔ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے تمہارے ساتھی سہولت کا اور تمہارے ساتھی مشقت کا  
 ارادہ نہیں کرتا = لہذا رخصت کی سہولت چلتی ہے جو قرآن سے معلوم ہو  
 صریف اعتبار صریف المعنی۔ اسی معنی کا اعتبار کرتے ہوئے ہمارے اصحاب نے ضحایا

مسئلہ۔ ایک شخص صاف ہے یا صریف ہے جبکی وجہ سے اسکو روزہ کی رخصت  
 ہے اب وہ شخص مریض ہے آفر کا روزہ رکھنا چاہتا ہے یعنی منت والا یا دلچسپہ رمضان  
 صفا روزہ رکھنے تو اب اسکا مریض آخر والا روزہ ادا ہوگا یا نہیں (احتلاف  
 صاحبین) کہ عین = مریض ہیں رمضان کا یہی روزہ ہوگا منت والا یہی مریض  
 آخر کا روزہ ادا نہ ہوگا۔ حریل = رخصت حکم شرعی ہے اسی علت سہولت  
 اب اس نے سہولت کو قبول کیا لہذا علت نہ رہی تو حکم رخصت مرال بھی خ  
 ہو گیا لہذا رمضان کا روزہ چلے گا۔



اعلم علیہ السلام کہ واجب آفر کا پھر روزہ ہوگا۔  
 دلیل۔ صاحبین نے فرمایا کہ اگر کسی نے سہولت کو قبول کیا <sup>اعتبار</sup> تب تک نہیں پڑے کیونکہ اصل میں  
 اس نے ہی علت کو قبول کیا ہے کہ یہ شخص دررکے فطر رکھتا ہے۔  
 اگر یہ روزہ نہ رکھے تو اس کے بدن کا فائدہ ہے دنیاوی فائدہ ہے جبکہ روزہ رکھ لے  
 تو آخرت کا فائدہ ہے۔ مرہ یہ ہے کہ اگر وہ شخص اس رمضان کے آخر میں فوت ہو گیا  
 تو اس سے اس رمضان کے بار میں پوچھو گچھو گچھ نہ ہوگی کیونکہ رخصت ہے جبکہ واجب اکثر  
 یعنی صفت مرالا یا قضا رمضان مرالا روزہ اس کے بارے میں پوچھو گچھ ہے لہذا اب  
 روزہ رکھ لے تاکہ آخر رمضان مرالا ہو اور آخرت کو دنیا پر ترجیح حاصل ہے  
 جی رہا ہے واجب آخر کا روزہ ادا کرنا ادا کرنا ہے۔

مرئال الحلة المعلوم بالسنۃ = مرہ علت جو ہمیں حدیث سے معلوم ہو۔  
 آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ اس شخص پر مرنو نہیں جو سو گیا کھڑے ہونے کی حالت میں بیٹھنے کی  
 حالت میں رکوع و سجود کی حالت میں صرف مرنو بیٹھنے کی حالت میں ٹوٹے گا کیونکہ بیٹھنے  
 کے حالت میں علت اعفاء کا ٹھیلہ ہوتا ہے۔  
 علت = آقا علیہ السلام نے اعفاء کے ٹھیلے ہونے کو علت بنایا ہے لہذا یہ علت  
 حدیث سے معلوم ہو گئی اب اس پر حکم متفرع ہوگا کہ اگر کوئی شخص سیدھا گھر  
 یا آسرا گھر سو گیا تو اس پر اس سے یا سیدھا کھینچ میں اور گھس جانے تو اس کا  
 مرنو بھی ٹوٹ جائے گا کیونکہ علت اعفاء کا ٹھیلہ ہوتا ہے۔  
 اسی طرح کوئی شخص بے مرض ہو گیا یا نشہ ماری حالت لا صفا ہو گئی تو اس کا  
 مرنو بھی ٹوٹ جائے گا کیونکہ یہی ہے اعفاء کا ٹھیلہ ہونا  
 لہذا نقص مرنو کی علت استرخاء مفادیل ہیں حدیث سے معلوم ہو گیا

182

مرکز لاء قولہ علیہ السلام تو عشی و صلی ہے۔

حضرت فاطمہ بیگم ابی نجش رضی اللہ عنہا سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں عرض  
 کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہر وقت خون بہتا ہے میرے لیے کیا حکم ہے آقا علیہ السلام نے  
 فرمایا تو صبر کر اور غار پڑھ اگر خون کے قطرے چٹائی پر پڑ جائیں تو  
 سمجھو کہ وہ رگ کا خنک ہے جو جاری ہے حیض کا نہیں  
 جسے انفجار الکرم = آقا علیہ السلام نے انفجار رحم علت بنایا ہے اس کی



لہذا طاعی عدلت کی بنا پر کئی احکام ثابت ہو سکتے ہیں کیونکہ عدلت ہونا حدیث سے معلوم ہوا ہے  
 قصد حجامہ - قصد نکلونا یعنی رت کٹوانا دیکھنے لگانا جتنی وجہ سے خون جاری ہوا  
 لہذا انفجار دم عدلت ہے جتنی وجہ سے وضو کر کے ایسا وقت میں کسی غازیں پڑھ سکتا ہے  
 مثال العلة المعلومہ بالاجماع وہ عدلت ہوا اجماع سے معلوم ہوا کئی مثال -  
 مسئلہ - صفیر میں صفر ہونا عدلت ہے باب کو ولایت حاصل ہونے کی لہذا اس  
 طرح یہی عدلت صفیرہ میں بھی ہے یعنی ہونا ہونا - لہذا اس صورت میں بھی باب کو ولایت  
 حاصل ہوئے یعنی نکاح کرانے کا حق باپ کو ہوگا  
 مسئلہ - ولایع عن عقل - بچے کا عاقل بالغ ہو جانا یہ عدلت ہے = باپ کی ولایت  
 نکاح کے زوال کی یعنی جو باپ کو ولایت نکاح حاصل تھا صفر کی وجہ سے اس  
 بلوغ کی وجہ سے زائل ہو گیا کیونکہ عدلت اس رہی - اسی طرح عاقلہ بالف  
 بھی بھی خود مختار ہو گئی یعنی باپ کو جو ولایت نکاح حاصل تھا وہ ساتھ  
 ہوجائے گا۔

مسئلہ - انفجار الدم - ایسا عدلت ہونا حدیث سے بھی معلوم ہوا اب اجماع سے بھی ثابت  
 کریں گے انفجار دم عدلت ہے وضو کھانٹنے کی جیسے کہ مستحاضہ کے حق میں اگر  
 خون بہتا رہے دوسرے جتنے ہی مسائل ہیں اس عدلت کی بنا پر حکم ثابت رہے گا

۱۲۳

ثُمَّ لِيُحَدِّثَ الْمَلِكُ نَقُولُ الْقِيَاسُ عَلَى نَفْسِهِ

قیاس کی مزید اقدام دہیں ۱۰ قیاس المقتدر - قیاس الحینہ  
 اصل - اصل سے فرع کی طرف جو حکم متعدد کیا ہے اسے اب فرع ملا کہم بعینہ اصل ملا  
 جو یعنی اس نوع سے جو قیاسی قسم ملے ہے  
 ثانی - اصل سے فرع کی طرف جو حکم متعدد کیا گیا ہے فرع ملا کہم اصل ملا  
 کے جن میں جو یعنی جن میں نوع اول کے ساتھ یعنی اصل کے ساتھ ملتا جلتا  
 صبر منہ ملتا ہو - دوسرے نقطوں میں اصل اور فرع کا حفظ نہیں ہو سکتا

البر مختلف ہو مثال الاتحاد فی النوع - یعنی قیاس اصل کی مثال

مسئلہ - صفیر کا صفر ہونا عدلت ہے باب کی ولایت کے لئے نکاح کی صورت میں

یعنی عجم ہونے کی وجہ سے باپ کو ولایت نکاح حاصل ہے اسی عدلت کا وجہ

صفیرہ میں بھی باپ کو ولایت نکاح حاصل ہوگی



بہت سے یہاں حکم ایک اصل اور فرع کا (مراییت نکاح) لفظ یہ قسم حاصل ہے

مراییت نکاح حکم فائزہ - یہاں سے اہم شفعی کا رد ملتا ہے کہ صغیرہ شیبہ میں بھی صغر

مراییت علت ہے لہذا باب کو مراییت نکاح حاصل ہوگئی - جبکہ امام شافعی علیہ السلام اس کے

قابل نہیں ہیں - وَلَا تِلْكَ قُلُوبُ طَوَافٍ کثیرہ طواف

کثیرہ طواف یہ علت ہے بلی کے جوڑے میں جوڑے کی غماست کے سقوط کی لہذا اسی علت کی

مرجوعہ وہ جانور جو گھروں میں رہا نہ ہو بلکہ ان کا جوڑنا بھی باق ہوگا علت ایک

کثیرہ طواف اور حکم ہیں (یہاں سے) جوڑنا باق ہے (لہذا) قسم اول ثابت ہوگئی -

مرجوعہ عن علت - بچے کا بالغ ہونا علت ہے باب کے سے مراییت نکاح کے زائل کی

یعنی جو باب کو مراییت نکاح حاصل تھا اب وہ بلوغ کی مرید سے زائل ہوگئی

یہ علت کی بنا پر عاقلہ بالغہ شفعی کے حق میں باب کی مراییت نکاح زائل ہوگئی اب دونوں

کا حکم ایک ہے یعنی اصل اور فرع کا -

مثال الامتداد فی الحبس - وہ صورت جہاں فرع کا حکم اصل کے حکم سے من

مرجوعہ ملتا ہو من ورجع ملتا نہ ہو صفاف ایک ہو سیکر صفاف الیہ مختلف ہو

مسئلہ - کثیرہ طواف کی علت کی بنا پر غلام نوٹوں کو بغیر اجازت گھر میں آنے

کا اجازت ہے اسی علت کثیرہ طواف مراد کی بنا پر بلی کا جوڑنا باق ہے

اب انکے صفاف ایک ہے سقوط صرح الاستیذان حسب سوط حرج بحاسۃ سوط

سکین صفاف الیہ مختلف ہے جو کہ حکم ہے من ورجع ملتا ملتا من ورجع نہیں

← ۱۶۲ →

وَلَا تِلْكَ الصَّغُورُ عِلَّةٌ صغیر میں صغر علت ہے لہذا باب کو مراییت نکاح حاصل

ہوگی اسی علت صغر مراد کی وجہ سے باب کو مراییت نکاح یعنی نکاح کا حق

بھی باب کو ملے ہوگا - اب علت ایک ہے لیکن حکم مختلف ہے (۱) مراییت نکاح

(۲) صغری صورت میں مراییت نکاح حاصل ہے -

مراییت بلوغ اجازت - بچی جب عاقلہ بالغہ ہوگئی تو باب کو جو مراییت نکاح حاصل تھا

وہ زائل ہوگئی اسی علت یعنی عاقلہ بالغہ ہونے کی وجہ سے جو مراییت نکاح یعنی

نکاح کرانے کی مراییت ہے وہ بھی زائل ہوگئی

لَمْ يَلِدْ فِي هَذَا النَّوعِ مِنَ الْقِيَاسِ - فائزہ - قیاس کی اس نوع میں اگرچہ حکم

مختلف ہے لیکن علت ایک ہے یعنی ہونا ضروری ہے



ہائے نقول۔ بایں طور کہ تو کسی گمانہ باب کو ولایت مال حاصل ہے صفیر کے حق میں کیونکہ وہ صفیر عیاض ہے مال کو اپنی جان پر فروج کر دے جس شریعت نے ثابت کر دیا ولایت مال کو تاکہ نہ متعلق ہو جائے وہ امور جن کا صفیر کے ساتھ تعلق ہے اور تحقیق عیاض وہ اپنی جان پر مال کے فروج نہیں دے جس عیاض ہو گیا یہ کہنا کہ صفیر پر باب کو ولایت حاصل ہے اس پر کئی حُما میں بن سکتی ہیں کہ جن میں علت ایک ہو حکم مختلف ہو۔

← ۱۵۵ →

حکم القیاس الالہی۔ وہ قیاس جس میں فرع مالا حکم اہل کے حکم کا عین ہو وہ قیاس فرق کے ساتھ باطل نہیں ہوتا جبکہ علت ایک ہے حکم پر عمل کرنا واجب ہے اگرچہ کوئی اس علت کے علاوہ بیرون فرق ہی ہو نہ نکال دے۔

سوال۔ صفیر میں مفعولت ہے لہذا باب کو ولایت نکاح حاصل ہے۔

یہ طرح صفیر تشبیہ میں بھی باب کو ولایت نکاح حاصل ہوگی صفیر کی وجہ سے۔

مقتضیٰ۔ اب کوئی صفیر میں فرق کرے کہ صفیر جو ہے یہ نکاح کی لذتوں سے نہ

آشنا ہے شرم بھی ہر ضرارے جیدہ صفیر تشبیہ کا پردہ بکارت زائل ہو چکا ہے اسکی رسم

بر ضرر نہیں لہذا اسکو خود مختار مانا جاتا ہے کہ وہ خود نکاح کر سکتے ہیں ہم

نے کہا قیاس اہل فرق کی وجہ سے باطل نہ ہوگا کیونکہ علت ایک ہے (صفیر)

حکم القیاس الثانی۔ اسکا فساد تجنیس کی ممانعت کے ساتھ یعنی قیاس ثانی

عرق ظاہر کی وجہ سے باطل ہو سکتا ہے

سوال۔ صفیر میں مفعولت ہے لہذا باب کو ولایت مال حاصل ہے ایک طرح صفیر اہل

علت کی وجہ سے ولایت نکاح بھی حاصل ہے۔

مقتضیٰ۔ اگر کوئی فرق کرتا ہے۔ صفیر کا اثر مال میں زیادہ ہے کیونکہ مال کی اکم

ضرورت پیش آتی ہے وہ مال کو ضائع کر سکتا ہے لہذا اس صورت میں باب کو ولایت

مال تو حاصل ہوئی جاوے سکتی ولایت نکاح میں اگر کم ہے کیونکہ وہ صفیر ہے

اسکو تو شہوت ہی نہیں آتی اور جب وہ بالغ ہو گیا تو صفیر ہی نہ رہا لہذا ولایت نکاح

کی علت صفیر بنانا درست نہیں کیونکہ یہ فرق خاص بیان کیا ہے لہذا قیاس ثانی

باطل ہے۔



# بیان القسم الثالث

موتیریں ہیں اور قرآن و حدیث سے ظاہر ہے کہ اس قسم کی وصفتیں صحیح ہیں۔ اب تیسری صورت کی وضاحت۔

مسئلہ - مجتہد نے کسی وصف کو کسی حکم کے لیے مناسب پایا اور وہ وصف ایسی چیز ہے کہ وہ حکم کے ثبوت کو موجب کرتی ہے۔ ثبوت بات یہ ہے کہ وہ بھی وصف اجماع کی جگہ کسی حکم کی علت بن چکی ہو۔ ہر ہم کہیں گے یہ وصف جہاں بھی ہوگا حکم بھی ہوگا۔ اور علت ہر معلوم ہوئی ہے یہ نہیں کہہ سکتے کہ شریعت نے بتایا ہے بلکہ یہ عقل سے معلوم ہوئی ہے۔ شرطیں - اسکی مثال یہ ہے کہ جب ہم نے دیکھا کہ بازار میں ایک شخص مانس رہا ہے لہذا اعطاء یعنی مانگنا اور دوسرے نے اسکو کچھ نہ کچھ دے دیا تو اب اعطاء ہو گیا۔ کیا سنا کرنا۔ یہ علت ہے فقیر کی حاجت کو دور کرنے کے لیے اور رضا نے ایسی حاصل کرنے کہ یہ۔ لیکن یہ غالب گمان ہے کہ فقیر کی حاجت کا دور کرنا رضا نے ایسی کے لیے بلکہ ممکن ہے کہ وہ زیادہ کاری کر رہا ہو لیکن رائے اور اجتماع نے مناسب بھی سمجھا لہذا ہم کہیں گے کہ مناسب ہے اسی حکم کے لیے اور اجماع کی جگہوں میں بھی حکم مل چکا ہے اور غالب گمان یہ کہ اس وصف کی نسبت اس حکم کی طرف جانا چاہیے

اور غالب گمان کا شریعت میں بڑا دخل ہے اگر اس سے یا قویٰ یعنی قرآن و حدیث اور اجماع سے کوئی حکم معلوم نہ ہو تو غالب گمان کو ترجیح حاصل ہوگی اور یہ صفا قرآن کے مرتبہ میں ہوگا کہ بطرح مسافر کو یہ گمان ہو پاوے اس کے قریب ہے تو اب اس کے لیے نیہم کرنا جائز ہے۔ اور اسی میں اس تحریر کے مسائل صحیح ہمارے کرے گا جہاں غالب گمان ہو کہ اس طرف قبلہ سے لہذا پھر جائے اور اس کی طرف منہ کر کے غازی ہے لہذا یہ کوئی شریعت کی طرف سے معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ اس سے

و حکم مطلق القیاس = اسی قسم کا قیاس کسی فرق مناسب کی وجہ سے باطل ہو جاتا ہے ایک مجتہد نے اپنی غالب رائے سے ایک مناسب وصف نکالی اور یہ وصف جہاں بھی حکم بھی ہوگا اس کے ہاں = اب دوسرا مجتہد اس فرق کو دے لہذا مجتہد اہل کا قیاس باطل ہو جائے کیونکہ وہ غالب گمان سے ثابت کیا گیا ہے

مثال خارجی = امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں صفر کے مال پر زکوٰۃ فرض ہے دلیل = کثیر پر قیاس کرتے ہیں جس طرح کہیں کے مال پر زکوٰۃ فرض ہے نیز اس کے زکوٰۃ دینے کی علت فقیر کی حاجت کو دور کرنا ہے جب کبیر کے مال سے حاجت دور ہو سکتی ہے تو

جس چیز کے مال سے بھی حاجت دور ہو سکتی ہے لہذا صفر کے مال پر زکوٰۃ نہیں

لہذا اعظم علیہ الرحمہ = صفر کے مال پر زکوٰۃ نہیں کیونکہ اسے امام شافعی علیہ الرحمہ جو آپ نے علت بنائی ہے فقیر کی حاجت کو دور کرنا وہاں علت نہیں بلکہ علت یہاں تسکین نفس یعنی اپنے حال کو گناہوں سے محفوظ رکھنا اور اپنے مال کی پاکیزگی مقصود ہے

اور یہ علت اجماع کی جگہ میں حکم کے ساتھ ثابت ہو چکی ہے اور ہمیں علت تسکین نفس اور مال کو پاک کرنے والی ہے قرآن پاک میں بھی مذکور ہے = نیز قرآن و حدیث سے یہ علت کبیر کی تو بن سکتی ہے لیکن صفر کے نہیں بن سکتی کیونکہ تو سبب سے محفوظ ہوتا ہے تسکین نفس تو بن کرے ہے لہذا بتہ جلا کہ جب صفر کے مال میں یہ علت نہیں تو زکوٰۃ بھی نہیں

بالنوع الاعلیٰ بمنزلة الحكم = علت معلوم کرنے کی تین صورتیں ہیں یا تو قرآن و حدیث یا اجماع یا غالب گمان یعنی قیاس سے اب ان میں سے ہر ایک کا حکم -

(1) وہ قیاس جبکی علت قرآن و حدیث سے ہو رہا ہے کہ بطرح قاضی فیصلہ کرے گو وہ پورے کے لائق چھانٹ کر کے یعنی وہ دیکھے کہ گواہ یا شریع ہیں اور ان کے گھر کے ارگرد گھوموں سے پوچھے یہ گواہ کیسے ہیں مکمل تحقیق کر کے فیصلہ کرے تو وہ فیصلہ قوی ہوگا - لہذا قیاس اول کا مرتبہ بھی ایسا ہے -

(2) وہ قیاس جو اجماع سے معلوم ہو اس کا مرتبہ ایسا ہے کہ بطرح قاضی فیصلہ کرے اور گواہ پورے کے ہمارے مکمل تحقیق کر کے بلکہ میاں موجود گھوموں سے پوچھے کہ یہ گواہ کیسے ہیں وہ کس میں صحیح ہو سکتے ہیں لہذا حیل مسرتہ کا یہ فیصلہ ہے اسی مرتبہ کا قیاس ثانی ہے

(3) وہ قیاس جبکی علت غالب گمان سے یہ ستور کی شہادت کے مرتبہ میں ہے یعنی قاضی فیصلہ کرے جیسا کہ اوپر کی شکل دیکھیے کہ دائری وغیرہ ہے بظاہر صورت کو دیکھ کر فیصلہ کرے اور کوئی تحقیق نہ کرے لہذا اس کا مرتبہ تیسرے درجے میں ہے - لہذا قیاس ثالث کا مرتبہ بھی ایسا ہے -



فصل ال سول تحت المتن جو تہ

جب مجتہد قیاس پیش کرتا ہے تو اس پیش کیے ہوئے قیاس پر آئندہ حکم کے سوال ہو سکتے ہیں ۱۰ ممانعت ۸۔ قول بموجب العلة ۳ قلب ۵ عکس ۵ ضاد الوضوح

۶۔ غرق ۷۔ نقض ۸۔ ممانعت

اما الممانعة = مسائل تاکر مد مقابل کی دلیل کے مقدمات میں سے بعض معین مقدمات کا رد کر دینا اسکی مد میں ہے ۱۰ مجتہد نے جو حکم کے لیے علت بنائی ہے اس علت کا رد کرنا ۲ مجتہد نے علت کی بنا پر حکم لگایا لہذا اس حکم کا رد کر دینا مثال = فی قولہم = علت کے کا رد کرنا

اصح ۳ مفعی بشارہ صدقہ فطر کی علت یوم فطر ہے احناف ۴ بیماری علت تسلیم نہیں کرتے یوم فطر والی یوم فطر کا کوئی ایک جز بھی پایا گیا تو اس پر بکہ علت مفسر ہے جن کی وہ مشقت اٹھاتا صدقہ فطر واجب ہے یوم فطر کی ابتداء ہے حلیل ۵ آخر عمر میں تمونوں ادا کرے تم انکی ۶ رمضان کی مغرب سے کبیر یکم سوال کی مغرب طرف سے جن کی تم مشقت اٹھاتے ہو فطر لکھنا

ساقط نہیں ہوگا

و کذا لے افرقیل قدر الزکوۃ واجب = اصح ۳ مفعی بشارہ ایک شخص پر زکوۃ واجب ہوگی مال حلاک ہو گیا تو پھر بھی زکوۃ واجب ہے زکوۃ ہم تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اسکی علت حلیل ۵ آخر عمر میں تمونوں ادا کرے تم انکی ۶ رمضان کی مغرب سے کبیر یکم سوال کی مغرب طرف سے جن کی تم مشقت اٹھاتے ہو فطر لکھنا

و لن تنال ما من سے ماقبل تقرب پر اعتبار ہے کہ اصح ۳ مفعی بشارہ زکوۃ کے وجوب کی علت مقدار زکوۃ بنائی ہے اگرچہ حلاک ہو جائے لہذا زکوۃ واجب ہے جبکہ احناف کے نزدیک زکوۃ کے وجوب کی علت مقدار زکوۃ کی ادائیگی ہے یعنی صلاحیت ہونا اب حلاک ہو گیا تو مقدار زکوۃ تھی لیکن اب ادائیگی کی صلاحیت نہیں اس سے عاقل ہے لہذا زکوۃ ساقط ہوگی -

معتبر میں ہے اگر تم زکوۃ کے وجوب کی علت ادائیگی بنا لو تو حلاکت کی صورت میں زکوۃ ساقط نہیں ہونی چاہیے حلیل ۵۔ حلیل کی صورت میں دارن کے مطالبہ کے بعد حلاکت ہونے پر ادائیگی ثابت ہو جاتی ہے اگرچہ مال حلاک ہو گیا ہو صبح ۱۰ غن ابيع -

۱۰ حلیل ۵۔ حلیل کی صورت میں جب دارن حلاک ہو جائے تو مدیون کا اسکو ادا کرنا واجب ہو ہم تسلیم نہیں کرتے یہ حکم درست نہیں بلکہ یہ حکم تم نے خود لکھا ہے کہ حلاکت ہو چکی صورت میں حکم منع حرام ہے

صفا حدیث ۵۔ مدیون سے مال حلاک ہو گیا اب دارن جاتا ہے اور مدیون کی جائیداد میں سے کوئی شے یعنی بھینس وغیرہ لیتا ہے تو اب مدیون کا اسکو روکنا حرام ہے لہذا یہ منع حکم کے قبیح سے ہے -

و کذا لے افرقیل ابيع = صبح الحکم

اصح ۳ مفعی بشارہ ۵ کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ موتی احناف ۶ تمہارا دلیل دینا درست نہیں کیونکہ احناف اندر صبح لکھتے ہیں لہذا اسکو تین مرتبہ فطر منقولہ میں تین مرتبہ دھونا سنت نہیں بلکہ منقولہ ہے صبح و بقیہ احناف نے منقولہ تکمیل فرض ضروری ہے اور یہ عمل فرض و سنہ ان میں تین مرتبہ دھونا سنت ہے تو میں مقدار مفروض پر زیادتی کے ساتھ ہوئی ہے یاں بھی تین مرتبہ صبح کرنا سنت ہے کہوں یعنی ایک مرتبہ دھونے سے مکمل چہرہ نہیں نکلے کہ دس دھونے میں ایک ہی ہیں - مگر زیادتی کرنا پڑتی ہے وہ تین مرتبہ کرنا ہے جو جانی ہے چھٹا صبح نہ قیام میں

اور ضرورت میں زیادتی کرنا تو تکمیل فرض ہو جاتا ہے یاں بھی ایسا ہے جبکہ رہا سنتہ صبح کا قیام میں تکمیل فرض ایک مرتبہ سے ہو جاتی ہے تین مرتبہ ضروری نہیں -

و کذا لے یقال انتقا بعض فی بیع الطعام بالاطعام اصح ۳ مفعی بشارہ ۵ طعام بالاطعام کے بیع میں قبضہ شرط ہے حلیل ۵ قیاس کہتا ہے نفوذ پر کہ جب طرح نفوذ کی بیع میں قبضہ شرط ہوتا ہے اسکا طبع اس بیع میں بھی قبضہ شرط ہے احناف کا دعویٰ ۵ طعام بالاطعام حلیٰ بیع میں قبضہ شرط ہے



فصل ال سول تہ المتوجہات

جب مجتہد قیاس پیش کرتا ہے تو اس پیش کیے ہوئے قیاس پر آٹھ قسم کے سوال ہو سکتے ہیں ۱- ممانعت ۲- قول بموجب العلة ۳ قلب ۴ عکس ۵ ضاد الوضع ۶- فرق ۷- نقض ۸- معارضہ

۱- ممانعت = مسائل یا اگر مد مقابل کی دلیل کے مقدمات میں سے بعض معین مقدمات کا رد کر دینا اسکی دو قسمیں ہیں ۱- مجتہد نے جو حکم کے لیے علت بنائی ہے اس علت کا رد کرنا ۲- مجتہد نے علت کی بنا پر حکم لگایا لہذا اس حکم کا رد کر دینا

مثال = فی توہم = علت سے کا رد کرنا

اسم فی مفسر و صدقہ فطر کی علت یوم فطر ہے احناف (تمیزی کی علت تسلیم نہیں کرتے یوم فطر والی یوم فطر کا کوئی ایک جز بھی پایا گیا تو اس پر بکہ علت مفسر سے جس کی وہ مشتق نکلتا صدقہ فطر واجب ہے یوم فطر کی ابتداء ہے

۲- فرق = مفسر کی مفسر سے کثیر یکم سوال کی مفسر حلیل = آخر مفسر مفسر اور مفسر مفسر

۳- نقض = لہذا جو انداز موت ہوگا تو صدقہ فطر طرف سے جس کی تم مشتق نکلتا ہے مفسر مفسر

۴- معارضہ = لہذا لکھ افراق قبل قدر الزکوۃ ۵- ممانعت = اسم فی مفسر و صدقہ فطر کی علت یوم فطر ہے احناف (تمیزی کی علت تسلیم نہیں کرتے یوم فطر والی یوم فطر کا کوئی ایک جز بھی پایا گیا تو اس پر بکہ علت مفسر سے جس کی وہ مشتق نکلتا صدقہ فطر واجب ہے یوم فطر کی ابتداء ہے

۶- فرق = مفسر کی مفسر سے کثیر یکم سوال کی مفسر حلیل = آخر مفسر مفسر اور مفسر مفسر

۷- نقض = لہذا جو انداز موت ہوگا تو صدقہ فطر طرف سے جس کی تم مشتق نکلتا ہے مفسر مفسر

۸- معارضہ = لہذا لکھ افراق قبل قدر الزکوۃ ۵- ممانعت = اسم فی مفسر و صدقہ فطر کی علت یوم فطر ہے احناف (تمیزی کی علت تسلیم نہیں کرتے یوم فطر والی یوم فطر کا کوئی ایک جز بھی پایا گیا تو اس پر بکہ علت مفسر سے جس کی وہ مشتق نکلتا صدقہ فطر واجب ہے یوم فطر کی ابتداء ہے

ولین قال یماں سے ماقبل تقریر پر اعتراض ہے کہ اسم فی مفسر و صدقہ فطر کی علت یوم فطر ہے احناف (تمیزی کی علت تسلیم نہیں کرتے یوم فطر والی یوم فطر کا کوئی ایک جز بھی پایا گیا تو اس پر بکہ علت مفسر سے جس کی وہ مشتق نکلتا صدقہ فطر واجب ہے یوم فطر کی ابتداء ہے

۱- ممانعت = مسائل یا اگر مد مقابل کی دلیل کے مقدمات میں سے بعض معین مقدمات کا رد کر دینا اسکی دو قسمیں ہیں ۱- مجتہد نے جو حکم کے لیے علت بنائی ہے اس علت کا رد کرنا ۲- مجتہد نے علت کی بنا پر حکم لگایا لہذا اس حکم کا رد کر دینا

مثال = فی توہم = علت سے کا رد کرنا

مجتہد میں سے اگر تم زکوۃ کے وجوب کی علت امرائے بنا ہو تو ہلاکت کی صورت میں زکوۃ ساقط نہیں ہوتی جاوے میں = حرج کی صورت میں امرائے کے مطالبہ کے بعد مدیون پر ادائیگی ثابت ہو جاتی ہے اگر حال ہلاکت ہو گیا ہو جبکہ امرائے ابھی =

۲- فرق = حرج کی صورت میں جب دین ہلاکت ہو جائے تو مدیون کا اسکو ادا کرنا واجب ہو ہم تسلیم نہیں کرتے یہ حکم درست نہیں بلکہ یہ حکم تم نے خود گھڑا ہے بکہ ہلاکت ہوئی صورت میں حکم منع حرام ہے

۳- معارضہ = مدیون سے حال ہلاکت ہو گیا اب امرائے جاتا ہے اور مدیون کی جائیداد میں سے کوئی شے بھی بھینس وغیرہ لیتا ہے تو اب مدیون کا اسکو روکنا حرام ہے لہذا یہ منع حکم کے قبیلے سے ہے

حرکت لکھ افراق قبل اشیاء = منع الحکم

اسم فی مفسر و صدقہ فطر کی علت یوم فطر ہے احناف (تمیزی کی علت تسلیم نہیں کرتے یوم فطر والی یوم فطر کا کوئی ایک جز بھی پایا گیا تو اس پر بکہ علت مفسر سے جس کی وہ مشتق نکلتا صدقہ فطر واجب ہے یوم فطر کی ابتداء ہے

۱- ممانعت = مسائل یا اگر مد مقابل کی دلیل کے مقدمات میں سے بعض معین مقدمات کا رد کر دینا اسکی دو قسمیں ہیں ۱- مجتہد نے جو حکم کے لیے علت بنائی ہے اس علت کا رد کرنا ۲- مجتہد نے علت کی بنا پر حکم لگایا لہذا اس حکم کا رد کر دینا

مثال = فی توہم = علت سے کا رد کرنا

۲- فرق = مفسر کی مفسر سے کثیر یکم سوال کی مفسر حلیل = آخر مفسر مفسر اور مفسر مفسر

۳- نقض = لہذا جو انداز موت ہوگا تو صدقہ فطر طرف سے جس کی تم مشتق نکلتا ہے مفسر مفسر

۴- معارضہ = لہذا لکھ افراق قبل قدر الزکوۃ ۵- ممانعت = اسم فی مفسر و صدقہ فطر کی علت یوم فطر ہے احناف (تمیزی کی علت تسلیم نہیں کرتے یوم فطر والی یوم فطر کا کوئی ایک جز بھی پایا گیا تو اس پر بکہ علت مفسر سے جس کی وہ مشتق نکلتا صدقہ فطر واجب ہے یوم فطر کی ابتداء ہے

حرکت لکھ افراق قبل اشیاء = منع الحکم

اسم فی مفسر و صدقہ فطر کی علت یوم فطر ہے احناف (تمیزی کی علت تسلیم نہیں کرتے یوم فطر والی یوم فطر کا کوئی ایک جز بھی پایا گیا تو اس پر بکہ علت مفسر سے جس کی وہ مشتق نکلتا صدقہ فطر واجب ہے یوم فطر کی ابتداء ہے

۱- ممانعت = مسائل یا اگر مد مقابل کی دلیل کے مقدمات میں سے بعض معین مقدمات کا رد کر دینا اسکی دو قسمیں ہیں ۱- مجتہد نے جو حکم کے لیے علت بنائی ہے اس علت کا رد کرنا ۲- مجتہد نے علت کی بنا پر حکم لگایا لہذا اس حکم کا رد کر دینا

مثال = فی توہم = علت سے کا رد کرنا



درلیل۔ اگر ہم تعین کے شرط نہ لگائیں تو اصل بیع کو شائبہ ہو جائیگا کہ اس بیع کے ساتھ جو قرض کر رہا ہے  
عرض میں ہوتی ہے اور وہ بیع حرام ہے کیونکہ اس میں تعین نہیں لکھا ہوا ہے اس میں بھی تعین نہ  
ہوئی وجہ سے حرام کا مرتکب ہونا پڑے گا یہ عیدہ بات ہے کہ تعین کے ضمن میں قبضہ پایا جائے گا  
قلوب کھوجے اعلیٰ وصف کو تسلیم کرنا لیکن حکم کا افکار کر دینا مانع  
کے ساتھ صرف یہ ہے وہاں مطلق حکم کا انکار نہ ہو سکتا یہاں علت کو وصف تسلیم کر کے بعد میں  
حکم کا انکار کرنا

اجم شافعی علیہ الرحمہ وحنوبیہ بازوؤں کو کہیں  
ہے یہ ہے یعنی کہیں وہاں دھونے میں شامل نہیں  
درلیل۔ کیونکہ حد محدود میں داخل نہیں ہوتی  
باعت ہے۔ اب کہیں ان اعضاء فصول کے حد میں  
یعنی کہیں بازوؤں کی حد میں اور حد محدود میں داخل نہ ہوتی  
داخل نہیں ہوتی لہذا کہیں شامل نہیں  
مذہب میں شامل نہ ہونے کی علت کو تسلیم کر کے حکم کا  
انکار کر دیا۔

۱۵۲

مرکز لک یقال معوم رمضان معوم ضرر ہے۔

اجم شافعی علیہ الرحمہ لکھا کہ رمضان کا روزہ  
رمضان کی نسبت سے اور ہرگز مطلقاً یعنی بغیر تعین  
کے اور نہیں ہو سکتا جبکہ قضاء کے لئے ہے کہ  
قضا کے رمضان میں تعین شرط ہے تو ادا  
رمضان میں بھی تعین شرط ہے کیونکہ موقوف  
میں خرفین مزی ملت مشترک ہے  
رمضان کے یہ شارع کی طرف تعین ہو چکا ہے۔

مرئ مال حکم ضرر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اگر ادا نہ رمضان بغیر تعین کے تسلیم کرے  
ہو تو قضا کے رمضان میں بغیر تعین کے ادا ہونا چاہیے لیکن ایسا کیوں نہیں۔  
راج = ہم نے یہاں کہ تعین یہاں ہوتی ہے جہاں پہلے تعین نہ ہو رمضان  
میں پہلے سے تعین ہے جبکہ قضا میں تعین نہیں لہذا اسی وجہ سے تعین کرنا  
ضرر ہے کیونکہ قضا حکم معتود ہے۔

اقوال الفلانی۔ لغوی معنی ہے الٹا بلٹ کر دینا جبکہ اصطلاح کے اندر قلب الیہ  
جس چیز کو معتق نے حکم کی علت بنایا ہے۔ حصر اجمتہ آکر بھی علت کو معلول بنادے  
اجم شافعی علیہ الرحمہ کہیں تعین کی بیع موقوف (اختلاف) ایک مثنیٰ کی بیع دو مثنیوں کے لئے ہے  
کے بدلے بیچنا حرام ہے قیاس کرتے ہیں درلیل۔ قلیل مقدار میں رہو کا جاری ہونا  
طعام کی بیع کو اثمان کی بیع پر حرج  
کثیر مقدار میں رہو کا جاری ہونا حرام ہے  
ایک طرح قلیل مقدار میں بھی رہو کا جاری  
ہونا حرام ہے۔ علت کثیر مقدار میں رہو کا جاری  
ہونا علت ہے قلیل مقدار میں رہو کے جاری  
ہونے کی کثیر مقدار میں ہونا ہی نہیں ہے  
ساتھ حرام ہے تو ایک مثنیٰ دو مثنیوں کے بدلے  
کئی علتیں ہو سکتی ہیں۔

بہتر قلیل مقدار میں دے نزدیک ایک مثنیٰ کی بیع دو مثنیوں کے بدلے بیچنا جائز  
کیونکہ یہ معیار مستوی بھی معین برتن کے نیچے داخل نہیں جبکہ کثیر مقدار میں  
برتن کے تحت حاصل ہے تو اس میں رہو حرام ہے جبکہ قلیل مقدار میں حرام نہیں

۱۵۳

مرکز لک ہے فی حلالہ املتجی

امام شافعی نے اگر ایک شخص نے کسی کا عضو کاٹا  
اسکے بعد حرام میں آگیا تو حرام میں ہی تھا اس میں پناہ لی تو اس سے قضا س لی گئی مگر جان  
نیں گئے اسی طرح اگر کسی نے کسی کو جان سے قتل کر دیا پھر حرام میں پناہ لی تو اس کو با  
مار ذرا اسکے بعد حرام میں آکر پناہ لے  
لی تو حرام میں ہی تھا قضا س ہوگا۔  
عدت ۳ حرمت اطلاق نفس پر عدت ۳  
حرمت اطلاق النفس کی۔

جان کا مضاف کرنا حرام ہے اسی طرح عضو کا  
کاٹنا بھی حرام ہے جیسا کہ شکار میں شکار کو جان سے ناظر حرام ہے اسی طرح  
اس کا پر مٹنا بھی حرام ہے۔



نوع انسانی من القلب = معتل نے جس چیز کو علت بنایا ہے حکم کے۔ اب دوسرا سوال

انعامی = فرض رمضان میں تعیین شرط ہے ہونکہ احناف = اصل رمضان اور قضا رمضان  
قضاء رمضان میں بھی تعیین شرط ہے لہذا فرضیت میں علت فرضیت ہے لیکن یہ تعیین  
حالی علت کی وجہ سے اصل رمضان پر تعیین کا حکم لگا دیا۔

اگر بندہ رات کو سن کر اور صبح روزہ رکھے تو بین ضروری نہیں اسکا طرح  
رمضان میں بدرجہ اولیٰ سنت ضروری نہیں ہونکہ اسکی تعیین ملے ہو چکی ہے۔  
اما العکس = معتل نے ایسا حکم ثابت کیا کسی علت کی بنا پر اب سائل  
نے اکثر معتل کے دلیل سے اس طرح استدلال کیا کہ معتل اصل اور خسر کے  
مابین فرق کرنا میں بھور ہو چکے۔

انعامی میں رمضان میں تعیین شرط ہے ہونکہ احناف = اصل رمضان اور قضا رمضان  
قضاء رمضان میں بھی تعیین شرط ہے لہذا فرضیت میں علت فرضیت ہے لیکن یہ تعیین  
حالی علت کی وجہ سے اصل رمضان پر تعیین کا حکم لگا دیا۔

اگر بندہ رات کو سن کر اور صبح روزہ رکھے تو بین ضروری نہیں اسکا طرح  
رمضان میں بدرجہ اولیٰ سنت ضروری نہیں ہونکہ اسکی تعیین ملے ہو چکی ہے۔  
اما العکس = معتل نے ایسا حکم ثابت کیا کسی علت کی بنا پر اب سائل  
نے اکثر معتل کے دلیل سے اس طرح استدلال کیا کہ معتل اصل اور خسر کے  
مابین فرق کرنا میں بھور ہو چکے۔

انعامی میں رمضان میں تعیین شرط ہے ہونکہ احناف = اصل رمضان اور قضا رمضان  
قضاء رمضان میں بھی تعیین شرط ہے لہذا فرضیت میں علت فرضیت ہے لیکن یہ تعیین  
حالی علت کی وجہ سے اصل رمضان پر تعیین کا حکم لگا دیا۔

اگر بندہ رات کو سن کر اور صبح روزہ رکھے تو بین ضروری نہیں اسکا طرح  
رمضان میں بدرجہ اولیٰ سنت ضروری نہیں ہونکہ اسکی تعیین ملے ہو چکی ہے۔  
اما العکس = معتل نے ایسا حکم ثابت کیا کسی علت کی بنا پر اب سائل  
نے اکثر معتل کے دلیل سے اس طرح استدلال کیا کہ معتل اصل اور خسر کے  
مابین فرق کرنا میں بھور ہو چکے۔

انعامی میں رمضان میں تعیین شرط ہے ہونکہ احناف = اصل رمضان اور قضا رمضان  
قضاء رمضان میں بھی تعیین شرط ہے لہذا فرضیت میں علت فرضیت ہے لیکن یہ تعیین  
حالی علت کی وجہ سے اصل رمضان پر تعیین کا حکم لگا دیا۔

اگر بندہ رات کو سن کر اور صبح روزہ رکھے تو بین ضروری نہیں اسکا طرح  
رمضان میں بدرجہ اولیٰ سنت ضروری نہیں ہونکہ اسکی تعیین ملے ہو چکی ہے۔  
اما العکس = معتل نے ایسا حکم ثابت کیا کسی علت کی بنا پر اب سائل  
نے اکثر معتل کے دلیل سے اس طرح استدلال کیا کہ معتل اصل اور خسر کے  
مابین فرق کرنا میں بھور ہو چکے۔

اتفاق اصحاب الفرض

معتل نے ایک علت کی بنا پر حکم لگایا مگر مجتہد کسی یہ ثابت کرنا یہ علت  
کسی حکم کے لائق نہیں بلکہ کوئی اور حکم لگاؤ۔

مثالہ فی قولہم = نام شامی علیہ الرحمہ احناف ازوجہ میں سے اگر کوئی مسلمان عورت  
کا شوہر یہ ہے کہ میان میوے میں سے اگر کوئی تو نکاح فاسد نہیں ہوتا بلکہ حکم پر اسلام پیش  
مسلمان ہو جائے تو نکاح نکاح ٹوٹ جائے گا۔ کبریٰ کے اس حکم پر اسلام نے آئے تو نکاح پر قضا  
حلیل = حین کا اختلاف نکاح پر طاری ہوا ہے جبکہ دوسرا اسلام نہ لائے تو نکاح فاسد ہوتا  
ہے یعنی یہ نکاح جو اس کے بعد دین کا ٹوٹ جائے یا اس وقتوں میں سے کوئی ایک صورت  
اختلاف سے ہو جائے تو نکاح فاسد ہو جائے یا بالاتفاق نکاح ٹوٹ جائے ہے۔

حیطہ کہ ازوجہ میں سے ایک صورت ہو جائے جو نکاح نکاح کے حلیل ہیں یہ ارد  
تو نکاح نکاح فاسد ہو جائے یہی طرح ارد اسلام کو مکمل نکاح کے زوال کی  
کوئی اسلام بھی لائے تو نکاح ٹوٹ جائے گا۔ علت بنانا مناسب نہیں کیونکہ اسلام تو حکمتیں  
علت = اسلام لانا علت ہے ملک نکاح ثابت کرنے کے لیے آیا ہے ختم کرنے کے لیے نہیں  
کے زوال کے۔ آیا کیونکہ اگر کوئی شخص حرام الحرام میں اسلام  
لایا اب حرام اسلام مارے مریاں جاتے ہیں

تو حرام اسلام ماروں پر واجب ہے کہ اس مسلمان کی حفاظت کریں جو دار الحرام میں ہے  
تو یہ حرام کہ اسلام حکمتیں پہنچ کر کے لیے آیا ہے اسلام محاذ فظ ہے لہذا  
اسکو مکمل نکاح کے زوال کی علت بنانا مناسب نہیں ہاں یہ کسی وجہ سے

نکاح ختم ہو سکتا ہے کیونکہ خسر حکمتیں کو ختم کرنے کے لیے آیا ہے  
۱) حرکات کے فی مسئلہ الحصر  
۲) انعامی علیہ الرحمہ = ایک شخص آزاد ہو کر احناف حریت قدرت بھی قبول حرم  
سے نکاح کرنے پر قادر تو اس کے لیے توڑی سے کہ عدم جواز کی علت بنانا درست نہیں  
نکاح کرنا جائز نہیں حیطہ کہ اس شخص کیونکہ جب قدرت ہے تو نکاح جائز ہو جائے  
آزاد کے ہوتے ہوئے توڑی سے نکاح نہیں یا عدم جواز کی علت بنانی ہے تو  
خسر مجتہد عورتی چاہے جب بندہ عاصی ہو خراب نکاح جائز نہ ہو  
لہذا ہمارا مقیاس باطل ہے

انعامی علیہ الرحمہ = ایک شخص آزاد ہو کر احناف حریت قدرت بھی قبول حرم  
سے نکاح کرنے پر قادر تو اس کے لیے توڑی سے کہ عدم جواز کی علت بنانا درست نہیں  
نکاح کرنا جائز نہیں حیطہ کہ اس شخص کیونکہ جب قدرت ہے تو نکاح جائز ہو جائے  
آزاد کے ہوتے ہوئے توڑی سے نکاح نہیں یا عدم جواز کی علت بنانی ہے تو  
خسر مجتہد عورتی چاہے جب بندہ عاصی ہو خراب نکاح جائز نہ ہو  
لہذا ہمارا مقیاس باطل ہے

انعامی علیہ الرحمہ = ایک شخص آزاد ہو کر احناف حریت قدرت بھی قبول حرم  
سے نکاح کرنے پر قادر تو اس کے لیے توڑی سے کہ عدم جواز کی علت بنانا درست نہیں  
نکاح کرنا جائز نہیں حیطہ کہ اس شخص کیونکہ جب قدرت ہے تو نکاح جائز ہو جائے  
آزاد کے ہوتے ہوئے توڑی سے نکاح نہیں یا عدم جواز کی علت بنانی ہے تو  
خسر مجتہد عورتی چاہے جب بندہ عاصی ہو خراب نکاح جائز نہ ہو  
لہذا ہمارا مقیاس باطل ہے

انعامی علیہ الرحمہ = ایک شخص آزاد ہو کر احناف حریت قدرت بھی قبول حرم  
سے نکاح کرنے پر قادر تو اس کے لیے توڑی سے کہ عدم جواز کی علت بنانا درست نہیں  
نکاح کرنا جائز نہیں حیطہ کہ اس شخص کیونکہ جب قدرت ہے تو نکاح جائز ہو جائے  
آزاد کے ہوتے ہوئے توڑی سے نکاح نہیں یا عدم جواز کی علت بنانی ہے تو  
خسر مجتہد عورتی چاہے جب بندہ عاصی ہو خراب نکاح جائز نہ ہو  
لہذا ہمارا مقیاس باطل ہے



اما التقض - مستند نے ایک وصف کو ایک حکم کی علت بنایا اور مجتہد اس کو

کہ یہ علت کئی مقامات پر موجود ہے لیکن حکم موجود نہیں۔  
اما کشفی علیہ الرحمہ - مضمون میں نیت شرط ہے احناف - طہارت کو موجودہ کی علت بنانا درکن  
دریں - مظهر تعلیم میں نیت شرط ہے اسی نہیں کیونکہ یہ علت کسی مقامات پر ہے لیکن  
طہارہ مضمون میں بھی ہوگی کیونکہ علت مشترکہ حکم نہیں۔ جیسے کترا اور سترن کو پاک کرنا  
طہارت والی دونوں طہارت کا فائدہ دیتے ہیں اب یہاں طہارت والی علت ہے لیکن نیت کا  
علت - طہارت علت ہے نیت کے جوہر کی۔ عروج ہے نیت و مآل کے ہر کامیاب باطل ہے  
لاقی المرحوم حنفی - متدیل نے ایک دھوکے ثابت کیا دلیل کے فراموش اب معتبر  
ایسے طریقے پر دلیل پیش کی کہ متدیل کے دھوکے کو باطل کر دے  
امام شافعی - مضمون کے ارکان میں سے ایک احناف) مسح کے رکنا ہونے کو قسیم کرتے ہیں  
مسح ہے لہذا مسح میں تشبہ سنت ہے لیکن یہ مسح ہے تو اسکو مسح پر قیاس کر  
کیونکہ بقید احناف مضمون میں تشبہ سنت احناف نے مضمون پر قیاس کیوں کرتے ہو  
ہے تو یہاں بھی تشبہ سنت ہے کیونکہ لہذا جطور موزے اور تہیم کی صورت میں  
رکنیت والی علت مشترک ہے تشبہ سنت نہیں تو مسح میں تشبہ سنت ہو سکتا ہے

155

فصل الحکم بتعلق = ایک حکم کے لیے تین چیزیں ہو سکتی ہیں۔  
1 سبب - 2 علت - 3 شرط - سبب کے ساتھ حکم کا تعلق  
ہوتا ہے 2 علت کے وجہ سے حکم ثابت ہو جاتا ہے (3) شرط کی وجہ سے حکم موجود  
فالسبب - وہ ہے جو شے کی طرف پہنچنے کا ذریعہ ہو کسی واسطے کے ساتھ  
درمیان میں واسطہ کو علت کہتے ہیں  
کالطریق - جطور راستہ یہ مثل تین پہنچنے کا ذریعہ سبب ہے - جیسا کہ یہ علت ہے  
منزل مقصور حکم ہے - حیل - رہی یہ سبب ہے پانی تین پہنچنے کا ذریعہ کے لٹکانے  
کے واسطے سے = اب تک سبب ہے - ذریعہ کا لٹکانا فاعل ہے پانی کا  
کالنا یا پانی تک پہنچنا یہ علت ہے -  
مفعول ہذا = خلاصہ - ہر شے جو حکم تک پہنچنے کا ذریعہ ہو کسی واسطے سے  
اسکا نام سبب ہوگا اور جو واسطہ ہے اسکا نام علت ہوگا

مثال - اصل میں قرض - غلام کی بیوی کا کھونا یہ سبب ہے

تفصیل اصل میں - بیوی کے باندھنے کے وجہ سے اب کسی نے اصل میں کاحد مرارہ کھونا  
گھوڑا وہاں سے بھاگ گیا جس نے گم ہو گیا - تو اب سبب در مرارہ کا کھونا  
ہے گھوڑے کا بھاگنا علت ہے گم ہو جانا حکم ہے  
قرض - پرندوں کے بچے کا در مرارہ کھولا وہ اڑ گیا جس نے گم ہو گیا اب در مرارہ  
کھونا سبب ہے - انا علت ہے - حکم گم ہو جانا ہے

تحل قرض علیہ - غلام کی بیوی کا کھونا سبب ہے اسکا بھاگنا علت ہے گم ہو جانا حکم  
تو سبب کی وجہ سے حکم ثابت ہو رہی ضروری نہیں بلکہ علت کی وجہ سے حکم کا ثابت ہونا  
ضروری ہے۔ در مرارہ کو پس تو گھوڑے یا پرندے کا گم ہونا ضروری نہیں جبکہ بھاگنا  
اسکے وجہ سے گم ہونا ضروری ہے۔

مر السبب مع العللہ - جہاں علت اور سبب دونوں جمع ہو جائیں وہاں حکم علت  
کے طور پر مقرر ہوگا کیونکہ وہ قیاس کے سبب کی بنیست یاں اگر علت کی طرف  
حکم کو منحرف کرنا معتذر ہو تو وہاں سبب کی طرف حکم کو منحرف کرنا معتذر

156

حکم ہذا حال اسکا ہوا -  
سبب اور علت جمع ہو جائیں وہاں حکم منوب ہوگا علت کی طرف اگر معتذر ہے تو وہ  
سبب کی طرف حکم منوب ہوگا معتذر کی وجہ = جب علت کا صدور خالص  
مختار ہے تو وہاں حکم منوب ہوگا سبب کی طرف -  
مثال - کسی شخص نے کسی بچہ کو جسور مارا وہاں سبب نے اپنے آپ کو قتل  
کر دیا۔ اب چھری دینے والا خاص بن ہوگا  
بچوں - سبب - چھری کا دینا - علت چھری کا چلانا - حکم - قتل ہو جانا  
اب یہاں علت کا صدور خالص مختار ہے لہذا حکم منوب ہوگا علت کی طرف بھی  
مختار ہوگا خاص بن ہے۔  
در السقط - اگر چھری بچہ کے ہاتھ سے گئی جاتی ہے اور جس نے اسکو زخمی  
کر دیا۔ اب چھری دینے والا خاص بن ہوگا - کیوں - سبب چھری کا دینا  
علت چھری کا چلانا - حکم زخمی ہو جانا - یہاں علت کا صدور خالص مختار ہے  
لیکن چونکہ چھری کو قاتل مختار نہیں کہتے



لو عمل الی جسے کسی شخص نے اپنے بھائی کو جانور پر سوار کر دیا یا کسی نے جانور پر سوار کیا  
 اب وہ جانور دیکھ کر بائیں کوڑے لگا چکی بنا پر بچہ گھر کے سرگیا اب وہ شخص سوار کرنا  
 حلال ضامن نہ ہوگا = سبب = سوار کرنا = علت = بچہ کا جانور کو لگانا حلال حکم  
 گھر کے سر جانا = اب یہاں علت کا صدور حاصل مختار ہے یہ بچہ نے خود نہ کیا ہے یا  
 اگر گھر خود ہی بھاگ رہا تھا تو اب حکم منوب ہو جاتا سبب کی طرف یعنی وہ  
 ہنگامے حلال ضامن بنتا۔

لو عمل انسانا اگر کسی نے زبردستی رہنمائی کی کہ فلاں جگہ جاوے جوڑ کرنا ہے تو کر  
 جواب زبردستی مال جوڑ کرنا ہے = رہنما پر غمان واجب نہیں  
 رہنمائی سبب ہے - جوڑ کرنا علت - حال کا ختم ہونا حکم ہے اب یہاں علت کا  
 صدور حاصل مختار ہے یہ لہذا جی زبردستی نہیں ہوگا

۱۰ اگر علی نے اپنے نفس سے قتل کر لیا یا قتل کرنا چاہا ہے  
 یہی معلوم نہیں کہ وہ کیا ہے اب کوئی شخص زبردستی رہنمائی کرے فلاں جگہ  
 اب جی زبردستی ہوگی رہنما پر عمل الذمہ ہے - رہنمائی سبب ہے - قتل کرنا  
 بدعت ہے سر جانا ختم ہو جاتا بدعت ہے اب یہاں علت کا صدور حاصل مختار  
 ہے حکم بھی ایک طرف منوب ہوگا۔

۱۱ ادعی قافلہ = خا کو کسی کو بکڑ لینے ہیں راستے میں اس سے کہتے ہیں جو کچھ ہے فلاں  
 دے ابادہ بنتا ہے مجھے جوڑ دے میں تمہیں پورے قافلہ پر رہنمائی کرتا ہوں فلاں جگہ  
 سے آج قافلہ گزرے گا اسکو توڑے لو اب خا کوڑوں نے پورے قافلہ کو توڑ لیا اب  
 رہنمائی کرنے والا خرم دار نہ ہوگا کیونکہ یہاں علت کا صدور حاصل مختار ہے حکم بھی  
 علت کی طرف منوب ہوگا

معدا بخلاف یہ عبارت سوال مقرر کا جواب ہے

سوال = علت کا صدور حاصل مختار ہے ہو تو حکم علت کی طرف منوب ہوگا جبکہ ہم آپ  
 کو مثال دکھاتے ہیں مریاں علت کا صدور حاصل مختار ہے ہے سبب کی طرف منوب ہے  
 مثال = زبردستی عورت کے پاس امانت رکھوائی کسی عورت نے بکر کو بتا دیا کہ میرے پاس پیسے ہیں  
 انکو چور کر لے اب بکر چور کر لے اب یہاں علت بکر کا چور کرنا ہے اس کا صدور فاعل  
 مختار ہے تو حکم قطع یہ حلال علت کی طرف منوب ہونا چاہیے جبکہ تمہارا نزدیک  
 یہاں سبب کی طرف منوب ہوگا یعنی کے ہاتھ کا ٹیسے گئے ہیں؟

۱۲ صوم وادکس شکاری کو شکار پر رہنمائی کرتا ہے کہ فلاں جگہ پر رہنا کہ شکار کرو  
 اب اس شکار نے قتل کر دیا تو یہاں علت شکاری کا قتل کرنا ہے - اور اس کا صدور  
 فاعل مختار ہے یہ لہذا حکم بھی اسکی طرف منوب ہونا چاہیے جبکہ تمہارا شکاری یہاں  
 حکم سبب کی طرف منوب ہوگا کیونکہ یہاں فاعل مختار ہے کیوں؟  
 جواب = یہاں بدعت سبب کی طرف منوب ہو رہا ہے تو بدعت کی وجہ سے کہ جس نے اس  
 شخص پر اسے شکار حفاظت کرنا واجب تھا اس میں خیانت کرنے کی وجہ سے سبب کی  
 طرف حکم کو منوب کیا ہے ۱۳ محرم پر حرم حرام ہو رہا ہے تو جو رہنمائی کی وجہ سے  
 نہیں بلکہ ممنوعات احرام میں سے ایک کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے جی لازم  
 ہوئی یہاں سے ہے جیسے محرم نے خوشبو لگائی یا لے ہوئے کپڑے پہنے لیے ہوں  
 الاذن الختایہ یہ عبارت سوال مقرر کا جواب ہے۔

سوال = ممنوعات احرام میں ایک ممنوع کا ارتکاب کرے تو اس محرم پر جی  
 ہے اگر اس نے رہنمائی کی کہیں شکار کرنا کہاد نہیں کیا لہذا اب بھی محرم پر  
 جی واجب ہوئی ہے حکم تم کہتے ہو شکار کرنا نہ شکار نہ کیا تو حرم واجب نہیں  
 ۱۴ = جنایت صرف قتل حقیقی کے تحتہ ہوتی ہے اور قتل سے پہلے کوئی جنر  
 میں جو حکم کو حرام کر دے لہذا جنایت کا اثر ظاہر نہیں گویا کہ یہ ایسے ہے  
 باب حرمت میں زخم میں خل جائیں

اب جس وقت زبردستی بکر کو زخمی کر دیا اب بکر قاضی کی عدالت چلا گیا تو  
 قاضی بکرے زخم دیکھ کر فرید کو سزا دے گا اگر بکرے سستی کی حتی کہ اس  
 کا زخم درست ہو جائے اس کے لیے حکم یہ قاضی فیصلہ نہیں کر سکے گا بلکہ  
 فرید کو چور دیں گے کوئی جی نہیں ایسے ہی جب شکاری نے شکار  
 کیا ہی نہیں اشری ختم ہو جاتا رہنمائی کا لہذا بس کے الذمہ ہوگا۔

۱۵ ←

مرقد کیوں السبب بمعنی العلة  
 کہی گئی سبب علت کے معنی میں ہوتا ہے یعنی سبب کا حکم کے وجود میں ہونا  
 حرجل ہوتا ہے لہذا کہہ دیں گے کہ یہاں سبب علت کے معنی میں ہے اور  
 حکم سبب کی طرف منوب ہوگا



کیونکہ علت بہ سبب کی وجہ سے ثابت ہوتی ہے لہذا سبب بہ علت کی علت بن گیا  
تو قاعدہ ہے کہ جس کی علت کی علت بھی شے کا یہی علت ہوتی ہے لہذا سبب  
کی طرف حکم منسوب ہوگا۔

مثلاً قلنا افساق الدابة جب کسی شخص نے سواری پر سامان وغیرہ یا بھوکہ کو سوار کیا  
پھر جانور کو بٹکایا جسکی وجہ سے جانور نے بچہ کو یا سامان کو گسیا دیا جس سے  
وہ سامان یا بچہ ہلاکت میں پڑا۔ لہذا سبب لے۔ سواری جیلا علت ہے حکم  
نقصان کا جو نا اہل یا بے نیل کی علت بن گیا ہے لہذا سبب کی طرف حکم منسوب ہوگا  
سوار کسٹھ ملازمین ضامن ہوگا۔

عاشا جھک = نہ دینے قاضی کی عدالت میں دعوای کرہ یا نہ کرنے یا نفع لاکھ لیا  
میں سے اب قاضی نے درگاہ مانگے دینے گواہ عامل و پیش کر دیے اب  
گواہوں کے بنا پر قاضی نے فیصلہ کر دیا لہذا بکر پر لاش ہو گئی یا نفع لاکھ اب چلتے  
چلتے وہ گواہ رجوع کر رہے ہیں کہ ہم جہوئی گواہی دے رہے تھے۔

اب گواہ سبب ہیں۔ غیضہ علت ہے حکم یا نفع لاکھ کا ضامن ہونا ہے  
اب یہاں علت ایسا ہے جو سبب کی وجہ سے لہذا گواہ نہ ہونے نہ فیصلہ ہونا  
لہذا یہاں پر حکم سبب کی طرف سے منسوب ہوگا گواہ یہی چسپی دیا گئے

141

ثم السبب قد يقع مقام العلة =

بعض کبھی سبب علت کی جگہ آجاتا ہے جس وقت علت کی حقیقت پر اطلاع متعذر  
ہو اب علت معلوم ہی نہیں لہذا احکام شرعیہ کا مختلفہ لحاظ رکھتے ہوئے عقائد  
کی آسانی کی وجہ سے علت ساتھ ہو جائے اور سبب کی طرف حکم منسوب ہوگا  
مثالہ غی الشربیات = اگر کوئی شخص کامل طور پر سو جائے جسکی وجہ سے  
اس کے اعضاء ضعیف ہو جائے (یہ) اور ہوا کا خارج ہونا آسان ہے لہذا ایسا  
شخص انہما وضو توڑ بیٹھا۔ اب یہاں سبب نیز کامل ہے اور علت ہوا کا  
خارج ہونا ہے اور حکم وضو کا ٹوٹنا ہے اب یہاں علت کی حقیقت پر  
اطلاع متعذر ہے لہذا سبب کی وجہ سے حکم ثابت کر دیں گے کہ اسکا  
منسوب ہونا۔

فكرذلاء الخلوة الصحيحة =

خلوة صحیحہ کہتے ہیں کہ وہاں بیوی کا ایسی جگہ ہو کر مرےاں جماع سے مانع ہو سکے  
کوئی چیز نہ ہو۔ اب کوئی شخص خلوة صحیحہ نہ کرے اس کے بعد اپنی بیوی  
کو طلاق دے دیتا ہے۔ اب شوہر پر حق میرا واجب ہے اور عورت پر عدت واجب  
ہے۔ سبب یہاں خلوة صحیحہ ہے۔ علت وطی ہے۔ حکم طلاق میرا عدت  
ضابطہ ہے۔ اصل میں وطی کے بعد حق میرا عدت ہوتی ہے اب اس نے خلوة  
صحیحہ کے بعد طلاق دے دی اس لیے علت کی حقیقت پر اطلاع متعذر ہے کہ پتہ  
نہیں رہا کہ وطی کی ہے یا نہیں۔ سبب جھوٹ کا احتمال ہو سکتا ہے شوہر کہہ سکتا  
ہے کہ میں نے وطی نہیں کی تاکہ حق میرا عدت میرا ہو اور عورت کہہ سکتی ہے کہ وطی ہوئی تاکہ  
حق میرا مل جائے۔ اس طرح شوہر کہہ سکتا ہے کہ وطی ہوئی ہے تاکہ عورت کو  
تنگ کیا جائے وہ عدت گزارے اس طرح عورت کہہ سکتی ہے کہ وطی نہیں ہوئی  
تاکہ عدت نہ ہو سکے۔ لہذا علت کی حقیقت ہی متعذر ہے جس حکم سبب کی  
طرف منسوب ہوگا خلوة صحیحہ کے بعد طلاق دے کر حق میرا عدت ہے

3) فكلذلاء السفر سفر کے اندر رخصت ہے کہ قصر نماز پڑھو اور روزہ افطار  
رکھو۔ سفر سبب ہے۔ مشقت اٹھانا بہ علت ہے۔ حکم قصر اور افطار ہے  
اب کوئی شخص سفر کرے تو اسکی علت پر اطلاع متعذر ہے کہ آیا اس کو مشقت ہوا  
ہے یا نہیں۔ اگرچہ یہ معلوم نہیں کیونکہ مزاج مختلف ہیں لہذا مختلف ہیں  
سواہاں مختلف وغیرہ وغیرہ۔ لہذا علت متعذر ہے حکم اب سبب کی طرف منسوب ہوگا  
کوئی بھی شرعی معاملہ ہے تو اسکو قصر اور افطار میں رخصت ہے حتیٰ کہ  
ملک کا بادشاہ بھی اپنے ملک کے حکمران کے تو قصر اور افطار کرے کیونکہ  
بادشاہ سے بڑے کو سہولت آتی ہو سکتی ہے۔

142

قد یسمی غیر السبب = کبھی بھی غیر سبب کا نام سبب رکھا جاتا ہے مجازاً  
کی نہ کسی حدیث کی وجہ سے  
1) یمین یہ سبب ہے کفار کا کیونکہ نہ وہ قسم اٹھاتا نہ توڑتا نہ کفار  
ہوتا جبکہ حقیقت میں یمین سبب نہیں ہے بلکہ اس کا توڑنا یہ سبب ہوگا  
کفار کے گناہ



یعنی سب کو یہ نہیں مل سکتا کہ اس لیے قاعدہ ہے کہ سب اور سب میں جمع ہو کر  
 جبکہ ہمیں اور کفار جمع نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جب تک ہمیں ہے کفار نہیں ہے اور  
 جب کفار ہے یہیں نہیں۔ لیکن ہمیں کو عباد سب بنا دیا ہے۔  
 وکذا لکے تعلیق احکام۔ حکم کو معلق کرنا شرط کے ساتھ جس طرح ملاں اور متعلق  
 ان دو حالت اور فائز طلاق اور صرۃ۔ اب یہاں تعلیق کو عباد سب بنا دیا ہے حکم کا یہی  
 طلاق کا۔ اب یہاں سب تعلیق ہے لیکن حقیقت میں تعلیق کی وجہ سے طلاق نہیں  
 ہو سکتی کیونکہ سب اور سب یہاں جمع ہی نہ ہو گئے جس سے تعلیق سے طلاق نہیں  
 اور جب طلاق سے تو تعلیق نہیں۔ یا اصل سب تک ہوگا جب شرط پائی جائے  
 گھر میں وہ مداخل ہو جائے تب حکم لگے گا طلاق کا لیکن عبادت تعلیق کو سب قرار دیا

143

### مصلح الاحکام الشرعیۃ

احکام شرعیہ کا اپنے اسباب کے ساتھ تعلق ہوتا ہے کوئی بھی حکم شرعی ہے اس کا کوئی نہ  
 کوئی سب ضرور ہوگا کیونکہ حقیقی وجوب ہوتا ہے ہم سب لیں کوئی نہ کوئی ایسی  
 ملامت جوئی چاہیے جسکی وجہ سے بندہ حکم کو واجب سمجھتا ہو سکے۔  
 دیکھنا الاعتبار۔ اسی کا اعتبار کرتے ہوئے فرمایا کہ احکام اپنے اسباب کی طرف ہی  
 منسوب ہونا گئے ہوں نماز کے وجوب کے سبب وقت ہے۔  
 ① حلال نماز کے وقت کے مداخل ہونے سے یہ خطا یعنی اقبو الصلوۃ متوجہ نہیں  
 ہوتا اور نماز کے وقت کے مداخل ہونے کے بعد خطاب متوجہ ہوتا ہے لہذا خطاب  
 کا وقت ہے یہ متوجہ نہ ہونا بعد میں متوجہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ نماز  
 کے وجوب کا سبب وقت ہے۔

انخطاب مثبت = یہ عبارت سوال مفرد کا جواب ہے

سوال = آپ نے کیا کہ نماز کے وجوب کا سبب وقت ہے تو پھر خطاب یعنی اقبو الصلوۃ  
 لانے کا کیا مقصد ہے

اج۔ وقت کی وجہ سے نفس موجب ثابت ہوتا ہے اور خطاب کی وجہ سے  
 موجب امر ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ سب ہی جو بندے کو موجب امر یعنی خطاب  
 کہنے کی ہدایت کرتا ہے۔

### ہذا نقول لہذا اذنی المسبح۔ اذ نفقۃ السجود

بائع مشتری نے بیع کی تو عقد بیع سے ہی نفس موجب ثابت ہو گیا جب بائع  
 کیا کہ تو ادا کر جب خطاب متوجہ کیا تو اب موجب امر ثابت ہو گیا اسی طرح  
 عقد نکاح سے نفس موجب ثابت ہو گیا جب اذ نفقۃ السجود کیا تو اس سے موجب  
 امر یعنی اسکا ادا کرنا موجب ہو گیا۔ خلاصہ یہ نکلا بندے کو کوئی بھی ایمان  
 نہیں کھو سکتی یہی مگر ایک وقت ہی ہے جس نے اسکو ایمان کھوادی اور جب کو  
 ② ملاں سے ضروری دلیل = موجب تو اس پر ہو کہ جس کی طرف خطاب متوجہ  
 نہ ہو ہو۔ جیسے کوئی شخص سو رہا ہے پھوٹا ہو اب وہ سارا وقت سو رہا  
 رہے بیوی کے ساتھ میں خطاب تو متوجہ نہ ہو سکتا پھر بھی نماز واجب ہے تو اسکی  
 وجہ یہی ہے کہ وہ وقت ہی ہے جس نے اسکو پھیرا ڈالا اور وہ سو رہا تھا  
 تو یہ مسئلہ نماز کے وجوب کا سبب ہے۔

145

مصلح نظر ظہر = نماز کے وجوب کا سبب وقت ہے تو اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ  
 نماز کے وجوب کا سبب وہ وقت کی جزا دل ہے جسے ظہر کا نام 1 تا 4 ہو  
 سکتا ہے یعنی سب شروع ہو گیا کیونکہ اس سارا وقت ہی سب بنا ڈالیں تو وجوب  
 سب کے بعد ہوتا ہے پھر نماز ہونے کے بعد ہوگی حالانکہ اس کا کوئی عمل مائل نہیں  
 سوال = جزا دل ہی ہوں سب ہے جزا دل ثابت کو سب بدل  
 ③ جس وقت جزا دل ہے اس وقت بقیہ اجزاء معدوم ہیں تو  
 موجود کو معدوم پر شرافت حاصل ہے۔

نفس بعد خالات خواتن = یعنی جزا دل یا جزا ثابت بھی سبب ہو  
 سکتے لیکن ان کے دو طرح ہیں۔

احد ہاء جب جزا دل میں موجب امر نہ کیا تو پھر جزا دل سب ہوگا اگر  
 جزا دل میں امر نہ کیا تو ثابت سب ہوگا یہاں تک کہ آخری وقت آجائے اب  
 اس پر یہ موجب وختہ ہو جائے گا۔ اب اس جزا دل کے وقت  
 بندے کی حالت کا اعتبار کرتے ہیں کہ نماز کے لائق ہے یا نہیں مگر اگر وقت  
 کا بھی لحاظ کریں گے کہ وہ کامل ہے یا ناقص۔ جیسے وقت پورا نہ رہا  
 یہی موجب ہوگا۔



میدان اعتبار حال الصبر آخر وقت میں بندہ کی حالت کا اعتبار اسکی کئی قسمیں

- ① اگر کوئی اول وقت میں مجتہد اور برہنہ میں باغ ہوگا۔
- ② اگر کوئی اول وقت میں کافر تھا آخر وقت میں مسلمان ہوگا۔
- ③ اگر کوئی صورت اول وقت میں حیض یا نفاس والی تھی سبکی آخر وقت میں پاک ہوگئی تو اس پر نماز واجب ہوگی۔
- مثالی حدیث جیسے صور۔ اس پر وہ صورتیں جو آخر وقت میں اہل بیت اور ملاحین ہیں یعنی بے سر یعنی تھا آخر وقت میں درست ہوگیا تو نماز واجب ہوگی۔
- مثالی العکس۔ عکس کی صورت یہ ہوگی اول وقت میں نماز کی اہلیت بے سبکی آخر وقت میں حیض یا نفاس یا جنون یا بے پریشی لاحق ہوگئی جو بڑھنے والی تھی لہذا اس صورت میں نماز راقط ہو جائے گی۔
- مثالی لوکان منافر۔ اگر کوئی اول وقت میں منافر تھا سبکی آخر وقت میں مقیم ہوگا تو حیدر رکعت پڑھے گا۔ لوکان مبقا اگر اول وقت میں مقیم تھا سبکی آخر وقت میں مسافر ہوگا تو دو رکعت پڑھے گا۔

145

میدان اعتبار حضرت خلیل الرحمن۔ اب وہ صورتیں جہاں وقت کا اعتبار نہیں ہے وہ کامل ہے یا ناقص۔ اگر آخری جز کامل ہے تو اس پر کامل طریقے پر نماز واجب ہوگی اگر اوقات مکروہ میں نماز ادا کی تو ادا نہ ہوگی۔

مثال۔ مخبر کی آخری جز کامل ہے اب کوئی شخص آخری جز میں نماز کا اہل ہوگا ہے تو اس پر کامل طریقے پر نماز واجب ہوگی اگر اس نے نماز شروع کی سبکی ساتھ ہی سورج طلوع ہو گیا تو نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ نماز کے دوران وقت مکروہ آگیا لہذا نماز فاسد ہے اگر کامل وقت میں ادا کرے۔

مثالی لوکان خلیل الحزن ناقص۔ اگر جز آخری ناقص ہو تو اس وقت ناقص طریقے پر نماز واجب ہوگی۔

مثال۔ صبر کہ صبر کی نماز کا آخری جز ناقص ہے اور وہ امر ارشیں ہے اب کوئی شخص اس وقت نماز کا اہل ہو تو ناقص طریقے پر نماز واجب ہوگی لہذا التزام شخص حالانکہ وقت مکروہ ہے سبکی اسکی نماز ادا ہو جائے گی کیونکہ سببے ہی ناقص ہے۔

والطریق الثاني

مفسر طریقیہ۔ بقید اسباب کے سبب بننے کے ثبوت میں۔

صوبہ ہے کہ وقت کے اسباب میں سے ہر ہر چیز ہی سبب ہے۔ انتقال کے طریقے پر نہیں یعنی حیز اول میں تو ہر جز ثانی جز ثانی نہیں تو ہر جز ثانی وغیرہ کیونکہ اگر انتقال کے قائل ہوں تو کہنا پڑے گا اب جز ثانی سبب بن گیا اول اس وقت نہیں وہ باطل ہے اسی طرح جز ثانی آگیا تو اول اور ثانی کو باطل مانا لازم آئے گا حالانکہ شریعت نے انکو بھی سبب قرار دیا ہے۔

والایضاً۔ یہ عبارت سوال و جواب کا ہے۔

سوال۔ آپ نے کیا کہ ہر ہر چیز سبب ہے یہ تو اسباب کی ہو گئی تو مستببات بھی کئی ہوتی ہیں حکم تم کہتے ہو سبب اور سبب ہوگا۔ جسے نماز طہر۔

جواب۔ یہاں مراجع یعنی سبب کا ذکر ہے جو لازم نہیں آتا کیونکہ جز ثانی نے صرف اسکے عین کو ثابت کیا ہے جبکہ جز اول نے ثابت کیا تھا اسی طرح ثالث رابع بھی جز اول کے عین کو ثابت کر رہے لہذا سبب اسکی ہے۔

فہم ان هذا من باب تراخي العلة

گوئی کہ یہاں اسباب کا ذکر ہوتا ہے جسے ایک معلول کی کئی علتیں ہوں جو صراف ہوں اسی طرح باب خصوصیات یعنی جمعوں میں دو گواہ کافی ہیں اگر وہ گواہ کی ہو جائیں تو وہ ایک ہی حکم کو ثابت کریں گے۔

① روزے کے وجوب کا سبب دو رمضان کا صیتم ہے کیونکہ خطاب بہ فہم ان هذا من باب تراخي العلة۔ یہ فقط رمضان میں متوجہ ہوتا ہے رمضان سے پہلے متوجہ نہ ہوتا رمضان میں متوجہ ہوتا اس بات کی دلیل ہے کہ رمضان ہی روزے کے وجوب کا سبب ہے۔ اور دوسرا دلیل یہ ہے روزہ کی افادہ بھی رمضان کی طرف ہوتی ہے موسم رمضان۔ لہذا صیتم ہی سبب ہے۔

② زکوٰۃ کے وجوب کا سبب نص اب کا مالک ہونا ہے اب وہ حقیقی ہو یعنی تجارتی مال ہو یا حکمی ہو یعنی سونا چاندی وغیرہ۔

اسے مالک نص اب ہونا سبب ہے۔ حوالان حول سال کا گزرنا شرط ہے اب مال کے گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کر دے تو ادا ہو جائے گی کیونکہ سبب مالک نص اب ہونا موجود ہے۔



(۳) حج کے وجوب کا سبب بیت اللہ۔ کیونکہ اسکی بیت اللہ کی طرف انفاقت ہوئی ہے

جیسے حج بیت اللہ۔ اور پوری زندگی میں علی کا تکرار نہیں صرف ایک مرتبہ فرض ہے

اور بیت اللہ بھی ایسا ہے نیز حج کا سبب بیت اللہ۔

مطلیٰ ہذا۔ اگر کوئی شخص استطاعت کے پائے جانے سے پہلے حج ادا کرے تو اسکو فرضی

حج کے قائم مقام مانا جائے گا کیونکہ سبب موجود ہے۔ (بیت اللہ)

وہ بہ فارقہ۔ اور زکوٰۃ حج کے سبب سے جدا ہو جائے گی اگر یہاں تک انفاق ہوئے

سے زکوٰۃ ادا کرے تو حرام نہ ہوگی کیونکہ سبب ہی نہیں۔

(۴) صدقہ فطر کے وجوب کا سبب وہ ہے جو حفاظت کو مشقت اٹھائے

اور جس پر مومالی ہے۔ یعنی گھر کا سربراہ یہ منظر کا سبب ہے وہ ہی ادا کرے گا

اگر وہ عید کے دن سے پہلے یا ادا کر دے تو درست ہے کیوں کہ سبب موجود ہے۔

(۵) عیش کے وجوب کا سبب وہ ہے جس میں عیش کے اندر حقیقی طور پر لذت

کی جائے

(۶) خراج یعنی جو عیسائیوں سے شکیں لیا جائے اسکے وجوب کا سبب وہ زمینیں ہیں جو

زراعت کی صلاحیت رکھتی ہوں حکمی طور پر۔

(۷) وضو کے وجوب کا سبب بعض کے نزدیک نماز ہے اسی وجہ سے وضو اس پر واجب ہے

جس پر نماز واجب ہے اور وضو کی بنا پر واجب نہیں جس پر نماز واجب نہیں

قال ابی حنیفہ بعض کہتے ہیں وضو کے وجوب کا سبب حدیث ہے اور نماز کا واجب

جنازہ شرط ہے وضو کی بے نماز پر مذہب صحیح ہے۔ اور امام

محمد علیہ السلام نے بھی اسکی صراحت کی ہے۔

(۸) سب غسل کے وجوب کا سبب حیض و نفاس اور جنابت۔

فصل القاضیۃ الامام ابو زبیر۔

جو قیاس ثابت کیا ہے اسکو حار و حرام کے ختم کر سکتی ہیں اور سب

(۱) وہ مانع جو کسی شے کو حکم کی علت بننے سے روک دے

(۲) وہ مانع جو علت بننے سے نہ روکے بلکہ علت کے نام ہوئے سے روک دے

(۳) وہ مانع جو ابتداء حکم کی علت بننے سے روکے نہ کہ بعد میں

(۴) وہ مانع جو حکم کے دائمی ہونے سے روکے۔

نظر اول۔ جو کسی شے کو حکم کی علت بننے سے روک دے

جیسے آزاد اور مردار اور خون کی بیع باطل ہے کیونکہ بیع بدعت ہے ملکیت

کے لئے بیع کہتے ہیں مبادلۃ المال بالمال مال کے بدلے مال بدلنا جبکہ مردار آزاد خون

پر بیع مباح نہیں ہیں لہذا جب مال ہی نہیں تو بیع کا عمل نہ رہے تو عدم عملیت نے

اگر بیع کو ملک کی علت بننے سے روک دیا۔

مطلیٰ ہذا اس پر ہیں تمام تعلیقات۔ مثال کہ طہر پر انت طالق بدعت ہے

طلاق کے اگر کوئی اسکو معلق کر دے تو کچھ ان درخت اللہ غافل اب

دے و خلعت اللہ والی تعلیق نے اسکو یعنی انت طالق کو حکم کی علت بننے سے

روک دیا لہذا جب شرط ہوگی تو تب طلاق ہوگی۔

مرکز الحرف۔ اسی وجہ سے اگر کسی شخص نے قسم اٹھائی وہ اپنی بیوی کو طلاق

نہیں کہے گا اور اس نے طلاق کو دخول دار کے ساتھ معلق کر دیا تو اب حاکم

نہ ہوگا کیونکہ طلاق ماری فی الحال شرط نہیں۔

مثال الثانی۔ وہ مانع جو علت بننے سے روکے بلکہ علت کے تمام ہونے سے روک دے

جیسے نفاذ کا مالک جو بدعت ہے زکوٰۃ کے وجوب کی اب کسی شخص کا نفاذ

ملاک ہوگا تو سال در سال اب یہاں علت تو ہی نفاذ کا ہونا ملک مملکت نے تمام

نہیں ہونے دیا کیونکہ تمام تب ہوتا جب سال گزر جاتا۔

(۹) گواہی کے گواہوں کی بنا پر حاکمی فیصلہ کرنے سے پہلے ایک گواہ رجوع کرتا ہے

یعنی انکار کرتا ہے تو یہ گواہی علت تو ہے لیکن تمام نہیں کیونکہ ایک نے انکار کر دیا۔

تاکہ عقد نکاح علت ہے نکاح کے اب ایک نے ایجاب کیا دوسرے نے قبول سے انکا

کر دیا اب یہاں عقد الی علت تو ہے لیکن ایک کے روک کر کے وجہ سے تمام نہیں

۱۶۸

مثال الثالث۔ جہاں ابتداء حکم نہ ہو مانع کی وجہ سے۔

بیع کرنا خیال شرط کے ساتھ۔ یعنی بالغ نے کوئی چیز بھی اور حشر کو کرنا بھی

سن کا اختیار ہے اگر میں چاہوں تو مجھے قبضہ دے دوں اگر چاہوں تو نہ دوں

اب یہاں یہاں قبول تو ہے لیکن ابھی بیع موقوف فی الحال لہذا یہاں ابتداء

حکم سے مانع خیال شرط ہے



بقایا الوقت و وقت کا باقی ہونا صابا مذکورہ حق اس یعنی ایک شخص کو سلسل الاول کی بیماری ہے اب وہ ایک ہی موضوع ایک وقت میں کئی نمازیں ادا کر سکتا ہے اب یہاں سلسل الاول دہائی ملت ہے لہذا نقص ضرور ادا حکم ہونا چاہیے مگر فی الحال

حکم سے مانع وہ وقت کا باقی ہونا ہے۔  
 حال اولیٰ = وہ مانع جو حکم کے دائمی ہونے سے روکے رہے۔

① بالغ کا اختیار = یعنی عین مرد نے کچھ عہد یا بھی کا نکاح کر دیا اب بالغ ہوئے ہیں دونوں کو اختیار ہے کہ وہ منسوخ کر دیں یا برقرار رکھیں اگر وہ منسوخ کر دیں تو حال الرابع ثابت ہے کہ اب بابت قبول ہے لہذا نکاح دائمی ہونا چاہیے مگر اختیار نہ کر نکاح کو دائمی ہونے سے روک دیا۔

② متقی = اگر مردانہ فوری کی اجازت کے بغیر نکاح کر دیا اب آزاد ہوئے ہیں فوری کو اختیار ہے کہ وہ منسوخ کرنا چاہے تو کس سستی ہے اب یہاں اب بابت قبول ہے لہذا نکاح کو عزم ملنا چاہیے مگر اختیار نہ کر دائمی ہونے سے روک دیا۔

③ رومیت = اگر بالغ نے جیسے بیچ ڈالی اب جیسے ملتا ہے صفحہ تین دن کا اختیار تھا اگر سبب کسی تو فیہما ورنہ مایوس ہونا دور لگا۔ اب یہاں اختیار قبول ہے یہ بھی کو عزم ہونا چاہیے مگر اختیار عزم سے روک دیا۔

④ عدم الکفاءة = کسے ایمان کی غیر کفویت کر لیا اب اولیا کو اختیار ہے کہ وہ منسوخ کر دیں اب اب بابت قبول ہے لہذا نکاح کو عزم ملنا چاہیے مگر عدم کفویت وجہ سے نکاح کا عزم رک گیا۔

⑤ اندام = زید بکر کی لڑائی ہوئی اب زید نے زخمی کر دیا بکر کو تو بکر فوراً جانے مافی کے پاس لہذا تا صنی فیصلہ کر دیگی مگر سستی کرتا ہے اب زخم بھر جاتا ہے تو زخم کا بھر جانا یہ فیصلے سے روک دیا گیا (جبکہ علت شرعی)

صلیٰ خدا اعتبار جو رزق یہاں سے عزم ہے بیان کرنا چاہیے ہیں۔  
 بعض = کہتے ہیں کہ علت غائیہ کے تخصیص کرنا جائز ہے یعنی ملت ہو اور حکم نہ ہو ایسا ہو سکتا ہے صلیٰ کہ اختیار شرط میں ہوا

⑥ بعض = کہتے ہیں علت غائیہ کے اندر تخصیص کرنا جائز نہیں یعنی جہاں علت ہوگی وہاں حکم ضرور ہوگا۔

لیکھنے والوں کے ہاں مواقع جاری ہیں جو کہ گزرا اب درکار ہے  
 والوں کے ہاں مواقع تین ہیں وہ مثال الثالث کی نفی یعنی ملت ہو اور ابتداء حکم نہ ہو اس کو تسلیم نہیں کرتے۔

سوال = دوسرے مذکورہ والوں پر اعتراض ہے کہ جب تیسری صورت نا جائز ہے تو اختیار شرط اور بقایا الوقت دہائی مثالیں کہاں ہیں۔

ج = ان چیزوں میں حکم اس لیے نہیں کہ یہاں علت نام نہیں کیونکہ اختیار شرط ملت ہے لہذا علت کے نام نہ ہو سکتی وجہ سے حکم نہ ہوگا۔

خلاصہ = یہ کہ ضرورتاً اول نے جسکو حکم کے ثبوت کا مانع بنایا ہے ضرورتاً ثانی اسکو علت کے طور پر منع کا مانع بنائے گا۔ لہذا اسی اصل پر ضرورتاً ثانی کے نامیں کلام گھومتا رہے گا۔

### فصل فی مرض

اس فصل میں شریعت کے چند اصطلاحات لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کریں گے۔ یعنی فرض۔ مراجع۔ سنت۔ نفل۔ وغیرہ۔

الفرض = فرض کا لغوی معنی ہے اندازہ لگانا۔ کیونکہ شریعت کے فرض لغوی بھی اندازہ لگانے گئے ہیں۔ جیسے نماز روزہ وغیرہ ان میں زیادتی اور نقصان کا احتمال نہیں یعنی نمازیں باغی روزے یا حجائے اندر کمی بیشی نا جائز ہے۔ فرضی الشیخ = فرض کی شرعی تعریف۔

فرض وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو مگر اس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو حاکم = فرض کا حکم یہ ہے اس پر عمل کرنا لازم ہے اور اس کا اعتقاد رکھنا بھی حق کہ کسی نے اسکا انکار کیا تو وہ کافر ہے۔ جیسے کہ ایمان و کفر وغیرہ والو جو ہے = مراجع کا معنی ہے گنا کیونکہ مراجع ہندے بر شریعت کی طرف سے بلا اختیار گنا ہے۔

قبیل = بعض کہتے ہیں مراجع یہ مرتبہ سے مشتق ہے اس کا معنی ہے مفسر ہونا اور مراجع کا نام بھی مراجع اس لیے رکھا کیونکہ آدمی فرض اور نفل کے مابین مفسر ہے ہوتا ہے یعنی شے کو بین کشمکش میں ہوتا ہے۔



۳۔ مضامین و مسائل کے حوالے سے جواب دہی کے حق میں فرمیں کی طرح ہے لہذا

مرا جب کا میوڑنا جائز نہیں اور اعتقاد کے حق میں نفل کے طے کرنے سے لینا اب  
مرا جب کا اعتقاد کرنا ہم پر لازمی نہیں اگر کوئی واجب کا میوڑنا کرے تو اس کا حق نہیں  
یعنی نفل کے وجہ سے اس میں یاں گنہگار ضرور ہوگا۔

یوں نفل کے طور پر ہے۔ اس کا حکم شرعی ہے۔  
 فنی الشریعہ = مراجع کی شرعی تعریف جو ایسی درجہ سے ثابت ہو کہ جس کے اندر شریعہ  
 جو صطرح کہ وہ آیات جن میں تاویل کئے گئے ہیں۔ جیسے ثلثہ قرآن۔ اسباب الہام  
 میں احناف اور شوافع نے تاویل کی ہے۔ نیز ایدہ مراجع کے مرتبے میں ملے احوال میں  
 احادیث صحیحہ و حسنہ جو گزرنے والے ہیں۔ اس کے اعتبار سے فرض اعتقاد کے  
 اعتبار سے نفل کے مرتبے میں ہے۔

باب میں حلا جا کے برابر ہے کہ وہ آقا علیہ السلام کے طرف سے ہو یا مخالفین کے  
ملیم اور غرض ان کے طرف سے ہو کیونکہ آقا علیہ السلام فرمایا تم میری بیعت اور  
میرے خلفاء کے متنازعہ نہیں ہے میرے مخالف کے بعد تم کا اثر اس پر حالہوں کو  
یعنی مضبوطی ہے میرے اور خلفاء کے بیٹا کو تھا میرے

حکماء = منت کا علم یہ ہے کہ آدمی اسکو زندہ کر جسے اور صورت میں ملامت کا مستحق ہوگا اگر کسی مذکور وجہ سے جوڑ دیا تو پھر ملامت کا مستحق نہیں ہوگا

حد بھی مقصور مرزا نہ ہوتا ہے یعنی مقصور تو اعلیٰ کلمۃ الحق ہوتا ہے۔  
 بسن جو مال میں جائے اسکی مال غنیمت کہتے ہیں۔ جب اسکا نام زیار دینی  
 مرجہ سے نفل ہے تو اسی مرجہ سے نفل کا نام بھی نفل رکھ دیا

فیہ اس کی نفل کی تعریف یہ ہے کہ جو مبرا نفل اسد مبرا جہاں سے  
زیادہ ہو حکمہ = نفل کا حکم یہ ہے کہ نفل کے احکام کرنے والے نفل  
میا جائے گا اور اس کا جیور نہ ملا سزا نہ دیا جائے گا

نفل اور تعلق دوغرا مترادف ہیں۔

فصل العزيمه

عزت و حرمت کا لغو یا مضمی ارادہ کرنا یعنی جب یہ انتہائی بخلتگی میں ہو  
اسی وجہ سے ہم نے کیا عزم کرنا بخلتہ ارادہ کرنا درمیان میں یہ فیہار کے بابا میں شروع ہے  
کیونکہ عزت علی (و علی) یہ عود یعنی رجوع ہے جائز ہے یہ کہ اعتبار کیا جائے کہ وہ علی  
پانی گئی تھیں قصر نہ بھی ہو کہ شحیر تیار و غنی ہو کر جا رہا ہو اسی وجہ سے  
مردہ قسم کو توڑنے والا ہوگا یعنی جب وہی کر لی تو کفار و واجب ہوگا ظہار کا

و فی الشریعہ = عزیمت اُن احکام کا نام ہے جو ہم کو ابتداءً لازم ہوئے اسی طرح  
ہے اسکو عزیمت کہتے ہیں جو کہ یہ انتہائی سختہ مرادہ کرنا ہے پختہ یوں اس لیے کہ  
اسکا سبب قوی ہے اور وہ ایسی کی اطاعت کا فرض عیناً ہے باقی طور کہ وہ ہمارا  
الہ ہے اور ہم اسکے بندے ہیں۔ یعنی عزیمت کہ اندر سختی اس لیے ہے کہ اسکا  
سبب یعنی حکم دینے والا قوی ہے لہذا جب سبب قوی ہے اسکا صیبا بھی قوی ہوگا۔  
عزیمت کا کیا مفہوم ہے جو ہم نے بیان کر دیا یعنی ضرورتاً واجب سنت و فہم  
اقبال الخصلۃ = آسانی اور سہولت کو رخصت کہتے ہیں۔

فہم الشیخ۔ معاملہ کا نتیجہ ہے۔ آپ اپنی طرف بھڑنا ملکف میں بندر کے واسطے سے  
جسے معاصر ہے یہاں نتیجہ ہے آپ اپنی طرف ۲ دیکھیں ضرورت ملکف در  
انواع مختلفہ۔ رخصت کی انواع بہ زیادہ ہیں اسباب کے مختلف ہونے کی وجہ سے  
اور وہ اسباب بندر کے اعتبار میں کسی کو کوئی بندر کسی کو کوئی بندر وغیرہ  
۳ ضرکار رخصت دو قسموں کے طور پر ہوتی ہے۔

احدہما - فعل کی رخصت پھر حرمت کی بقا کے ساتھ جس طرح کہ  
 کسی نے کس کا بائٹھ کاٹ دیا یکن اسکو مقطوع کے مرثیہ یا خود مقطوع الدین  
 معاف کر دیا تو یہ فعل کی رخصت مل گئی یکن حرمت باقی ہے جب  
 رخصت سے پہلے فعل مرام تھا اب بھی اسی طرح حرام ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کفر سے کوئی شخص زید کو گمراہ نہ کر سکتا ہے اور اگرچہ کفر کا گمراہی سے اڑا دیں گا۔

اب سُرعت سے رخصت و عمارت کہ کلمہ کفر بول رہے ہیں اپنے دل کو اعلیٰ  
پر تابت رکھتے



۱۲) اعطاء ہونے پر بھی شخص زبرد کو مجبور کر کے کہتا ہے کہ سوار علیہ اسلام کو گالی دینا فلاں

کا مال جو دیکھ کر کے لالچ یا فلاں کو ناحق قتل کر دے اسے تمام مورتوں میں شریعت کے خلاف سے قتل کی رخصت ہے لیکن جیسے یہ رخصت سے پہلے حرام تھا اب بھی حرام ہوگا۔ حکمہ

رخصت کا حکم یہ ہے اگر وہ شخص میرے یا کسی کے قتل کر دے یا مارتے تو وہ اب حیا جائے گا کیونکہ وہ حرام کام سے لگا ہوا ہے اور اس نے شرع علیہ اسلام کے نہیں کی تعظیم کی ہے۔

النوع انسانی۔ فصل کے رخصت کے بعد فعل حلال ہو جاتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جن ابطہ فی شخصہ۔ جو مجبور کیا گیا ہو کہ میں اب کوئی بھی حارہ یا حمانہ یا رب وہ صراحت کیا ہے اس کے لئے حلال ہے شراب بھی حیا سکتا ہے مجبور کی حالت میں

حکمہ۔ یہاں سے حکم بیان کر رہے ہیں کہ اگر وہ شخص مجبور ہے اسکو صریح کی اجازت ہے صیاح سے تو انہما مصداتے لیکن وہ شخص اس کے کھانے سے رکے جاتا ہے حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا تو اب وہ خود شہید لیا جائے گا کیونکہ یہاں شریعت نے اسکو صیاح قرار دیا ہے اس نے صیاح کام کو جوڑا ہے لہذا یہ ایسے ہی جیسے لپٹے آپ کو خود قتل کر دیا ہے

۱۳) فصل ال احتیاج بلا جریں۔

یعنی ایسی حالت کو حجت بنانا جو نفسی الامر میں جریں نہیں اسکی کوئی انواع میں منہا ال استدلال۔ عدم حکم پر عدم علت کی وجہ سے استدلال ملتا ہے یعنی یہ کہنا کہ حکم نہیں ہے کیونکہ اسکی علت نہیں لہذا یہ بغیر دلیل کے ہے۔

امارت صبی۔ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قیاسی احکام اعظم علیہم السلام ضریح نجاست یہ بھی تو علت للوضو نہیں ہے کیونکہ علت یعنی خیر صیاح ہے جیسے خون یا بیسوا کا پہننا جب علت خیر صیاح من السبیلین نہیں کیونکہ نقص وضو نجاست ہے تو قیاسی بھی تو معذور کی طرح ہے آئی ہے کہ علت دونوں راستوں سے کچھ نکلتا ہے جو کہ محل نجاست سے آگے صیاح نجاست جب جیسے میں وہ علت نہیں لہذا ناقص وضو کے کچھ ملے کہ فرطتا ہو رہے ہیں لہذا قیاسی نہیں۔ (یہ بلا دلیل ہے) للوضو صیاح

۱۴) مال خ لا یستحق علیہ الا

امارت صبی۔ فرماتے ہیں کہ قریبی رشتہ احناف۔ عتق ثابت ہو جائے گا بھائی کے طرف قریبی رشتہ دار کو ضرر دے تو وہ ہے کیونکہ عتق کی علت عماریت اور ملکیت اس پر آزاد ہو جاتا ہے لیکن ملاقات ملاقات تعلق ہو یعنی ملازم ہو ملازم رشتہ جو رتبہ رکھ کر ملازم آزاد ہو جائے گا لہذا بھائی بھائی کو ضرر نہ ہو جائے لہذا رشتہ دار ملازم مریدا عتق ثابت ہو جائے گا کیونکہ عتق کی علت ملاقات ہے

مسئلہ حجت۔ اس عبارت سے پہلے درستی۔

۱) بالغ اور نابالغ نے ملکر کسی کو قتل کر دیا اب دونوں پر قصاص نہیں نابالغ پر تو اس لیے کہ وہ تو شریعت کا مکلف نہیں مرفوع القلم ہے لہذا قصاص بالغ پر اس لیے نہیں کہ بعض قتل کا حق معاف ہے تو بعض آخر کا حق بھی معاف کرنے سے صحیح بلا صریح کی خیراں لازم آئے گی

۲) باب نے کسی کے ساتھ ملکر کسی کو قتل کر دیا دونوں پر قصاص نہیں باب تو اب ہے لہذا باب پر قصاص نہیں ہوتا ۳) دو گنا پر وہی وجہ ہے کہ بعض قتل کا حق معاف ہے تو بعض آخر کا حق بھی معاف ہوگا۔

امام حجت علیہ السلام سے یہ مسئلہ کے بارے میں سوال ہوا کہ مجھے اور شریک پر قصاص ہے یا نہیں آپ نے فرمایا نہیں کیونکہ صریح القلم ہے ۴) صراحتاً مسئلہ ہو گیا کہ باب کے شریک پر قصاص ہونا چاہیے کیونکہ باب تو صریح القلم نہیں کیونکہ عدم قصاص کی علت رفع قلم ہے لہذا جب رفع قلم نہیں تو حکم قصاص حلال کیوں نہیں؟

ج۔ امام محمد علیہ الرحمہ نے فرمایا آپ تو اس طرح کہہ رہے ہو کہ فلاں شخص نہیں صراحتاً کیونکہ وہ صحت سے نہیں گرا لہذا ایک معلول کی کسی عیسیٰ ہو سکتی ہیں یہاں صریح القلم دلی علت نہیں تو عدم قصاص معلول ہے اسکی اور علت بھی ہے جیسے انت و مالک لا یمیت (حدیث) لہذا قصاص نہ ہوگا



# الا افرانہ علیہ اعلیٰ الحکم

یاد ایک صورت ہے کہ جب کسی حکم کی علت میں ایک صورت ہم کہہ سکتے ہیں کہ جناب حکم میں ہے کیونکہ اسکی علت نہیں۔  
مثالہ عاروی عن محمد بن ابی عامر نے کسی کے حاملہ لونڈی غصب کر لی اب غاصب کے یاں آکر لونڈی نے بچہ جن دیا ڈلیویر کیا کہ کس میں دونوں خلاف ہو گئے اب ضمان صرف لونڈی کی ہوگی کیونکہ ضمان کی علت غصب ہے اور غصب صرف لونڈی کا ہوا ہے بچہ کے غصب کا قوی بھی قائل نہیں لہذا جب علت نہیں تو اب ضمان ملا حکم بھی نہ ہوگا۔ کیونکہ علت ہی ادنیٰ ہے۔

دعا قصاص علی الشاہد =  
زید نے عمر کو قتل کر دیا اب دو گواہوں نے قاضی کی عدالت میں گواہی دیا کہ زید قاتل ہے لہذا بدلہ لیا جائے اب قاضی نے زید کو ٹوٹی ہر جہرہ مار دیا لیکن اگلے دن گواہوں نے کہا کہ ہم نے قومذات کیا تھا اب گواہوں کو ہر قسم کے سزا دے سکتے ہیں مگر قتل نہیں کر سکتے کیونکہ قصاص کی علت قتل ہے جب کہ گواہوں نے قتل ہی نہیں کیا لہذا قصاص نہیں کیونکہ اسکی علت ہی ایک تھا اب حکم بھی نہ ہوگا۔

## مرکز لک التمسک

استیصال یعنی جہت بلا درس کے ایک اور صورت یہ ہے۔ استصحاب حال کے فرارے درس بیکرنا عدم درس کے ساتھ درس بیکرنا ہے۔  
استصحاب حال = یہ ہے کہ وہ حکم لگانا ہے کسی شے کے ثبوت پر فی الحال اس بنا پر کہ زمانہ اول میں وہ لے موجود تھی = جیسے زید شیر خوار بچہ ہے کیونکہ وہ ۵ سال پہلے شیر خوار بچہ تھا۔  
اخر وجود اشی یاں ہے رد کر رہے ہیں کہ شے موجود ہو وہ اپنی بقا کو ثابت نہیں کرتی اشیاء میں تغیر آ جاتا ہے۔  
نیطع = استصحاب حال کا حکم (۱) یہ حفاظ کی صلاحیت رکھتا ہے التزام کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

(۱) استصحاب حال جہت دراضہ فیہ سبب جہت علیہ نہیں۔  
(۲) استصحاب حال کے ذریعے کسی دعوے کا رد فرمایا جاسکتا ہے لیکن کسی دعوے کو ثابت نہیں کیا جاسکتا۔  
مثالی صرا = زید نے دعوے کا عمر و میر غلام ہے لیکن عمرو نے انکار کر دیا۔ اب زید نے اسکا باقیہ لٹ دیا = اب زید کا دعوے ہے کہ عمر و میر غلام ہے۔ اب دلیل = عمر و زید کا غلام نہیں کیونکہ خلقہ میرا سان آزاد ہے لہذا جب لہذا آزاد تھا اب میں آزاد ہے لہذا استصحاب حال کے ذریعے زید کے دعوے کا رد کر دیا۔

دوسری صورت = زید نے باقیہ لٹ دیا اب عمرو نے قاضی کی عدالت میں کسے کہہ دیا لہذا عمر و کو قاضی زید سے جیسی ملکر دے گا غلام داری یعنی آزاد کی با نسبت غلام کے جیسی کم مورتی ہے۔  
اب عمر و یہاں ہے کہ مجھے آزاد داری جیسی دعا جائے کیونکہ استصحاب حال ہے کہ میں خلقہ آزاد تھا اب بھی آزاد ہوں لہذا عمر و دعوے کو استصحاب حال کے ذریعے ثابت کر رہا ہے لہذا باطل ہے کیونکہ یہ جہت دراضہ ہے صلیہ نہیں۔



مثالی صرا افرانہ علیہ = حکم بغیر درس کے ثابت نہ ہوگا۔  
(۱) ایک صورت کی عادت معروفہ ہے کہ اسکو چھ دن فقط حیض آتا ہے لیکن اس دفعہ اسکو ۱۱ دن خون آیا اب تین دن کے ٹھکے حیض کے ہیں کیونکہ کم از کم تین دن حیض آتا ہے اور گیارہ دن استحاضہ کا ہوگا کیونکہ زیادہ سے زیادہ ۱۱ دن خون آتا ہے اب بقیہ ۶ دن خف گئے اب اسکو حیض کے ساتھ ملاؤ تو یہ بلا درس ہے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ استحاضہ کا ہو یا استحاضہ کے ساتھ ملاؤ تب بھی بلا درس ہے کیونکہ ضروری ہے کہ وہ استحاضہ کا ہو ہو سکتا ہے وہ حیض کا خون ہو۔  
نتیجہ یہ نکلا کہ اسکو عادت معروفہ کی طرف لوٹائیں گے لہذا ۶ دن حیض تک دن استحاضہ ہوگا۔



## (۲) مکتبہ افلاک ابتدائے

ایک صورت استحضار کی حالت میں بالغ ہوئی اسکو وہ دن خون آسمان یا اب  
3 دن صیفی کے ہیں۔ ہر کے بعد دن استحضار کے ہیں اب بقیہ 7 دن صیفی  
کے ہی ہوں گے اگر استحضار شمار کریں تو وہ بل دریل ہے کیونکہ ایک بعد دوسرے  
دنوں پر فرزند وہ یکے کے استحضار کے ہیں لیکن انکو یہی 7 دنوں کو بھی صیفی  
پر محمول کریں گے۔

عن الدلیل علی ان لا ذلیل ضیہ۔

استحباب حال حجت دراضہ ہے حجت ملزمہ نہیں اب اگر ذلیل مسئلہ کی صورت میں  
مسئلہ المفقود۔ کوئی شخص گم ہو جائے معلوم نہیں کہ وہ زندہ ہے یا فوت  
اب کوئی قریبی رشتہ دار یا حاضری کی عدالت میں جانا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں  
شخص مفقود ہے لہذا اسکی جائیداد سے مجھے حصہ دیا جائے اب قاضی  
یکے گا کہ کوئی قسم نہیں کیونکہ استحباب حال ہے کہ وہ کل بھی زندہ تھا  
آج بھی زندہ ہے لہذا کوئی جائیداد نہیں (وہ لہذا دعوے کا رد کر دیا)  
دوسری صورت یہ ہے مفقود کے مرزا میں سے کوئی فوت ہو گیا اب کوئی  
شخص قاضی کے پاس جائے کہ بیمار عین زفر فوت ہو لہذا اسکی جائیداد سے  
مفقود کو حصہ دیا جائے کیونکہ استحباب حال ہے کہ وہ کل بھی زندہ تھا آج بھی  
زندہ ہے لہذا یہ دعوے کو استحباب حال کے خیر لیے ثابت کرنا ہے لہذا یہ باطل ہے  
کیونکہ یہ حجت دراضہ قویہ ہیں حجت ملزمہ نہیں۔

خان قلیل سے احناف پر سوال ہے (فائدہ غریبہ میں بھی کما فائدہ ہوئے خوشنوی طرا  
سوال = تم کہتے ہو عدم دریل کے ساتھ استدلال بلڈنا صحیح نہیں جبکہ امام اعظم  
علیہ السلام نے حجت بلا دریل ثابت کی ہے کہ غریب کے اندر تحس مراحب نہیں  
کیونکہ ایک بار میں کوئی نفس وارز نہیں ہوئی۔ لہذا یہ دعوے کو حجت بلا دریل ہے  
آج = قلنا۔ امام اعظم علیہ السلام غریب کے اندر مرعوب کے قائل نہیں تو اسکی  
دریل آپ کے پاس موجود ہے یہ جو معسر نے دریل سمجھا ہے وہ نہیں  
بلکہ وہ تو آپ کے مقرر بیات کیا ہے کہ مجھ قرآن و حدیث سے نہیں ملتا  
دریل آپ کی یہ ہے کہ آپ کے اسکو مال غنیمت پر قیاس کیا ہے کہ مال غنیمت  
میں تحس و انواراں معہ مراحب ہے اور غریب مال غنیمت میں لہذا تحس بھی نہیں

## و لیسوا لہم من ان محمداً

اسی وجہ سے امام محمد علیہ السلام نے امام اعظم علیہ السلام سے سوال کیا غریب میں تحس  
کے بار میں امام محمد فرماتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ غریب میں تحس نہیں امام  
اعظم علیہ السلام نے فرمایا وہ مجھلی کی طرح ہے مجھلی جس نے غریب کے  
جب مجھلی میں نہیں تو غریب میں بھی نہیں امام محمد علیہ السلام نے عرض کیا  
مجھلی میں تحس مراحب کیوں نہیں امام صاحب نے فرمایا وہ باونی کی طرح  
ہے اور باونی میں بھی تحس مراحب نہیں نتیجہ یہ نکلا کہ غریب میں تحس  
مراحب نہیں۔

الحمد لله رب العالمین =

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

12 رجب المرجب 1332

23 محرم 2013

پروفیسر جمہرات - 8 بج کر 44 منٹ - پردہ فین۔

تحریر مولانا الشاشی مع احسن الخواشی